(100 سالہ عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر خصوصی اشاعت)

تعارفِ اعلیٰ حضرت

ممتاز شخصیات کے پیغامات کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

المختار پبلی کیشنز، کراچی

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)

تعارفِ اعلیٰ حضرت

ممتاز شخصیات کے پیغامات کی روشنی میں

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، شمارہ 1986ء تا 2017ء)

مرتب:

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ناشر:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ)

۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی،

اسلامی جمہوریہ پاکستان

www.imamahmadraza.net

﴿جملہ حقوق بہ حقِ مصنف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	....	تعارفِ اعلیٰ حضرت
		ممتاز شخصیات کے پیغامات کی روشنی میں
مرتب	....	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
سالِ اشاعت	....	۲۰۱۹ء/ ۱۴۴۰ھ
صفحات	....	176
تعداد	....	ایک ہزار
قیمت	....	---روپے

﴿ناشر﴾

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ)

۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر،

کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان

فون: +92-21-32725150 فیکس: +92-21-32732369

ای۔ میل: imamahmadraza@gmail.com

ویب: http://www.imamahmadraza.net

انتساب

تمام معاونین مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1986ء۔2017ء

(۱)۔ اوّل ادارے کے بانی سید ریاست علی قادری

(۲)۔ ادارے کے تمام سرپرست حضرات جو انتقال فرما چکے

(۳)۔ ادارے کے تمام عہدِ داران و کارکنان جو انتقال کر گئے

(۴)۔ ادارے کے تمام مالی معاونین جو دنیا سے رخصت ہو گئے

(۵)۔ ادارے کے لیے اشتہارات دینے والے حضرات جو دنیا چھوڑ گئے

(۶)۔ مجلّہ کے لیے پیغامات ارسال کرنے والی تمام شخصیات جو ہم میں موجود نہیں

(۷)۔ مجلّہ کے لیے مقالات اور مضامین لکھنے والے حضرات جو دارالبقاء چلے گئے

(۸)۔ مجلّہ کے لیے دامے، درمے، سخنے اعانت کرنے والے تمام حضرات جو اپنی مرقد میں آرام کر رہے ہیں۔

دعا گو ہوں

کہ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان تمام اہلِ ایمان کی بخشش فرمائے اور ان سب کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول و مقبول فرمائے۔ آمین!

دعا گو

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

(خادم ادارۂ)

فہرست

صفحہ نمبر	نام	موضوع	نمبر شمار
03	انتساب		1
06	پیشِ لفظ		2
07	ممتاز شخصیات کے پیغامات کی روشنی میں تعارف اعلیٰ حضرت		3
08	پہلا مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1986ء		4
10	دوسرا مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1987ء		5
11	تیسرا مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1988ء		6
13	چوتھا مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1989ء		7
15	پانچواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1990ء		8
17	چھٹا مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1991ء		9
23	ساتواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1992ء/ 1413ھ		10
27	آٹھواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1993ء		11
31	نواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1994ء		12
35	دسواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1995ء		13
37	گیارواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1996ء		14
40	بارہواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1997ء		15
49	13واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1998ء		16
54	14واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1999ء		17

18	15واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2000ء	59
19	16واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2001ء	67
20	17واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2002ء	76
21	18واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2003ء	82
22	19واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2004ء	87
23	20واں مجلّہ امام احمد رضا انٹرنیشنل سلور جوبلی کانفرنس/ سیمینار1426ھ/ 2005ء(دوروزہ)	92
24	21واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2006ء	108
25	22واں مجلّہ امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس2007ء	113
26	23واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2008ء	117
27	24واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1430ھ/ 2009ء	123
28	25واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2010ء	129
29	26واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2011ء	133
30	27واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2012ء	136
31	28واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1434ھ/ 2013ء	140
32	29واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2013ء/ 1435ھ	144
33	30واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1436ھ/ 2014ء	147
34	31واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1437ھ/ 2015ء	151
35	32واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1438ھ/ 2016ء	160
36	33واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1439ھ/ 2017ء	166

پیشِ لفظ

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا برصغیر پاک وہند کے ان چند اداروں میں سے ایک ادارہ ہے جو الحمد للہ پچھلے 40 سال سے مسلسل تعلیماتِ رضا کو فروغ دینے میں مصروفِ عمل ہے۔ اس ادارہ کی بنیاد 1980ء میں علامہ سید ریاست علی قادری رضوی نوری بریلوی (م1992ء) نے ڈالی تھی اور پھر 1992ء-2018ء مسلسل 25 سال سے زیادہ اس کی آبیاری محترم المقام جناب صاحبزادہ وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی نے فرمائی جو اب خرابی صحت کے باعث اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگئے ہیں مگر ادارے میں سرپرستِ اعلیٰ کی حیثیت سے آج بھی اپنے مفید مشوروں سے ادارے کو نوازرہے ہیں۔

1986ء میں ادارہ باقاعدہ رجسٹرڈ ہوا اور اس کے بعد اس کی پہلی مجلسِ انتظامیہ بنی جس میں راقم بحیثیت جنرل سیکریٹری اور محترم جناب منظور حسین جیلانی صاحب فنانس سیکریٹری منتخب ہوئے۔ جناب منظور حسین جیلانی نے کانفرنس کے موقع پر ایک سوینئر بنام مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کا اجراء کروایا اور خود اس کی مکمل ذمہ داری نبھائی۔ 1986ء سے مجلّہ ہر سال سالانہ کانفرنس کے موقع پر نکالا جاتا ہے جس میں اشتہارات کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا کی شخصیت اور ان کے علمی افکار پر اسکالرز حضرات کے مضامین اور مقالات بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ اس مجلّہ میں ملک کی ممتاز شخصیات کے پیغامات بھی حاصل کئے جاتے ہیں جس میں امام احمد رضا کی شخصیت پر بھرپور اظہارِ خیال ہوتا ہے۔ راقم نے مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کی تاریخ کے ساتھ ساتھ ممتاز شخصیات کے پیغامات میں سے ان کے اہم اقتباسات کو یہاں کتابی شکل میں جمع کیا ہے تاکہ ادارے کی اس کاوش سے اہلِ علم حضرات بھی مستفیض ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ادارے کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!

مجید اللہ قادری

ممتاز شخصیات کے پیغامات کی روشنی میں تعارف اعلیٰ حضرت

(1986ء تا 2017ء سالانہ مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس سے اقتباسات)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی 1986ء میں جب رجسٹریشن ہوگئی اور پہلی مجلس عاملہ تشکیل پاگئی تو اس کے پہلے اجلاس میں جہاں کئی عمدہ تجاویز سامنے آئیں ان میں سے اہم ترین تجویز محترم جناب منظور حسین جیلانی صاحب کی یہ تھی کہ جب سالانہ کانفرنس کا انعقاد ہو تو اس کی فنڈنگ کے لیے اشتہارات حاصل کیے جائیں اور ان اشتہارات کو مجلہ امام احمد رضا نفرنس میں شائع کیا جائے، لیکن شرط یہ رکھی جائے کہ اشتہار میں کسی جاندار کی تصویر نہیں ہوگی۔ چنانچہ اس پر عمل شروع ہوا اور یہ بھی طے پایا کہ اس سوینئر میں ممتاز شخصیات کے پیغامات بھی حاصل کیے جائیں اور امام احمد رضا کی تعلیمات کے حوالے سے چھوٹے چھوٹے مضامین یا اچھے مقالات میں سے کچھ اقتباسات بھی شامل کیے جائیں۔ اس سارے کام کی ذمہ داری منظور حسین جیلانی صاحب کو دے دی گئی۔ انہوں نے نہایت دلجمعی کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیا اور پہلے سوینئر یعنی پہلے مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کے لیے ان تینوں کاموں کے ساتھ ساتھ اس مجلہ کے سرورق کے لیے کراچی کے سب سے بڑے آرٹسٹ سے ایک نہایت خوبصورت ٹائیٹل بھی بنوایا جو سب ہی کو پسند آیا اور اس مجلہ کو جناب منظور حسین جیلانی صاحب ہی نے ترتیب دیا۔ جس میں اشتہارات کے علاوہ پیغامات اور مختصر مضامین بھی تھے۔

پہلا مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1986ء:

اس سوینئر میں جناب علامہ شمس الحسن شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس عاملہ کے تمام اراکین کا مختصر تعارف بھی لکھا یہ پہلا مجلہ 1986ء کی کانفرنس پر شائع کیا گیا تھا اس مجلہ میں منظور حسین جیلانی صاحب کے لیے شمس بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو تعارفی کلمات لکھے وہ ملاحظہ کیجئے:

''ایک صالح اور پاکباز نوجوان ہیں، حبیب بینک کراچی میں A.V.P کے منصب پر فائز ہیں۔ بریلی شریف آپ کا مولد بھی ہے اور مسلکاً بھی، آپ بریلوی ہیں۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل ہے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت اور محبت آپ کی رگ وپے میں جاری وساری ہے اسی عقیدت ومحبت کا نتیجہ ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا آپ کی کوششوں کا مرکز اور محور ہے۔ شب وروز ادارے کی ترقی اور اس کی فلاح میں مصروفِ عمل ہیں۔ مطبوعات ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا میں آپ کی مساعی ادارے کے لیے موجب فروغ وباعث کامرانی ہے۔''

(پہلا مجلہ، امام احمد رضا، کانفرنس 1986ء، ص8-7)

اس پہلے مجلّہ میں جن ممتاز شخصیات کے پیغامات شائع ہوئے ان کے اسماء ملاحظہ کیجئے:

(۱)۔ پیر سید ناطاہر علاؤالدین قادری گیلانی، بغدادی۔

(۲)۔ سید غوث علی شاہ (وزیر اعلیٰ سندھ)۔

(۳)۔ حاجی محمد حنیف طیب، وفاقی وزیر پیٹرولیم، حکومت پاکستان۔

(۴)۔ مقبول احمد خاں، وفاقی وزیر مملکت برائے وزارت مذہبی امور۔

(۵)۔ میر نواز خان مروت، وفاقی وزیر مملکت برائے انصاف و پارلیمانی امور۔

(۶)۔ حکیم محمد سعید، بانی ہمدرد، پاکستان۔

(۷)۔ مولانا مفتی تقدس علی خاں، سرپرست اعلیٰ ادارہ۔

(۸)۔ حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی۔

(۹)۔ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی۔

(۱۰)۔ حاجی عبدالحبیب۔ (یونین بسکٹ والے)

یہاں صرف حکیم محمد سعید کے پیغام میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

”گزشتہ صدی ہجری کے مشاہیر اور اکابر علماء میں حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامعیت اور علوم اسلامیہ میں گہری بصیرت کی وجہ سے خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ وہ مفسر، مفتی، شارح اور نکتہ رس محشی نیز متعدد اہم موضوعات پر کثیر در کثیر کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کے تفقہہ کا اعتراف اس دور میں بھی کیا گیا اور آج بھی کیا جا رہا ہے۔ دین سے ان کی والہانہ وابستگی اور ان کا علمی اشتغال ان کی کتاب زندگی کا درخشاں باب ہے۔ اسلامی فکر و شعور کو عام کرنے اور بے زمام زندگی کو دین سے قریب تر لانے میں انہوں نے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے وہ فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا اخلاص اور ان کا جوشِ عمل سبق آموز ہے۔ ان کی علمی تحریروں کی گہرائی اسلاف کے علمی تبحر کی یاد دلاتی ہے۔“

(حکیم محمد سعید دہلوی، 1986-10-7)

الحمدللہ! اس مجلہ کے ذریعہ ادارے کے کارکنوں کی ہمت بندھائی کیونکہ ایک طرف ادارہ کا بھرپور تعارف ہوا تو دوسری طرف مخیر حضرات اور صاحبان ثروت کے مالی تعاون سے اشتہارات کی صورت میں ادارہ کو بھرپور تعاون حاصل ہوا۔

دوسرا مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1987ء:

1987ء میں منظور حسین جیلانی نے مزید محنت اور کاوش سے مجلہ کو اور بہترین ٹائیٹل کے ساتھ اور بڑی تعداد میں پیغامات اور اشتہارات کے ساتھ شائع کیا۔ یہ مجلہ / امام احمد رضا کانفرنس بھی 1987ء میں منظور حسین جیلانی صاحب نے ترتیب دیا۔ اس دوسرے مجلہ کے اندر جن مقتدر حضرات کے پیغامات شائع ہوئے ان کے اسماء ملاحظہ ہوں:

(۱)۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق، صدر حکومت پاکستان۔

(۲)۔ جناب سید غوث علی شاہ، وزیر اعلیٰ حکومت، سندھ۔

(۳)۔ حاجی محمد حنیف طیب، وفاقی وزیر ہاؤسنگ و تعمیرات۔

(۴)۔ حاجی محمد سیف اللہ خاں، وفاقی وزیر برائے مذہبی امور۔

(۵)۔ جناب محمد یوسف، سیکریٹری برائے مذہبی امور حکومت پاکستان۔

(۶)۔ محمد عباس باوزیر، صوبائی وزیر برائے لیبر واوقاف ومذہبی امور، حکومت سندھ۔

(۷)۔ پروفیسر پریشان خٹک، چیئرمین اکادمی ادبیات، پاکستان۔

(۸)۔ ڈاکٹر وحید قریشی، صدر نشین مقتدرہ قومی زبان۔

(۹)۔ پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین، وائس چانسلر، جامعہ کراچی۔

(۱۰)۔ حکیم محمد سعید، چیئرمین ہمدرد ٹرسٹ۔

(۱۱)۔ پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ناظم تعلیماتِ حکومت (کوئٹہ)، بلوچستان۔

(۱۲)۔ میر خلیل الرحمٰن، ایڈیٹر انچیف، روزنامہ جنگ۔

مجلّہ 1987ء میں سب سے اہم پیغام صدر جمہوریہ پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کا تھا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

"مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی برصغیر کی ایک ممتاز، معروف و مقتدر شخصیت تھے۔ جنھوں نے اپنی زندگی دینِ اسلام کے فروغ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ انہوں نے اپنی گفتار، کردار اور بے شمار کتب کے ذریعہ یہ فریضہ انجام دیا اور لاکھوں فرزندانِ توحید کے دلوں میں عشق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شمعیں فروزاں کیں جو آج تک قریہ قریہ اور کوچہ کوچہ میں کرنیں بکھیر رہی ہیں۔ خاص کر ان کا سلام "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" بچے بچے کی زباں پر ہے۔ انہوں نے اپنی بے شمار تحریروں کے ذریعہ جو گلہائے عقیدت نچھاور کئے ہیں ان کی خوشبو عشاقِ نبی ﷺ کے مشامِ جاں کو قیامت تک معطر کرتی رہے گی۔"

(مجلّہ امام احمد رضا، کانفرنس 1987ء، ص 17)

تیسرا مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1988ء:

محترم منظور حسین جیلانی کو ان کے کارناموں پر چونکہ مسلسل پذیرائی مل رہی تھی اور ادارہ کے سرپرست حضرات ان کی خدمات کو سراہ رہے تھے تو وہ بھی خوب سے خوب کی تلاش میں رہتے اور مجلّہ کو اور بہتر سے بہتر بنانے کی جستجو کرتے رہتے تھے چنانچہ تیسرے مجلہ کی اشاعت پر انہوں نے پاکستان کے مشہور آرٹسٹ جناب صادقین صاحب کے قرآنی آیات کی گرافک سے سورۃ رحمٰن کی آیت کریمہ کا گرافک آرٹ مجلّہ 1988ء کے سرورق کے لیے انتخاب کیا جو بہت پسند کیا گیا۔ اس تیسرے مجلہ کی اشاعت پر منظور حسین جیلانی صاحب کو مجلّہ کا کمیٹی کا ناظم اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔ اس مجلہ میں حسب روایات ملک کی اہم شخصیات سے پیغامات حاصل کیے گئے جن میں اہم نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔ جسٹس نعیم الدین، جج سپریم کورٹ آف پاکستان۔
(۲)۔ڈاکٹر عبدالواحد ھالے پوتا، چیئرمین وفاقی نظریاتی کونسل پاکستان۔
(۳)۔ڈاکٹر این اے بلوچ، ایڈوائزر نیشنل ہجرہ کونسل، پاکستان۔
(۴)۔ جسٹس مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری، جج شرعی کورٹ، پاکستان۔
(۵)۔چودھری شوکت علی، وفاقی وزیر مذہبی امور۔
(۶)۔ پروفیسر ڈاکٹر مددعلی قادری، صدر انسٹی ٹیوٹ آف لنگویجز، جامعہ سندھ۔
(۷)۔ڈاکٹر فاروق ستار، میئر بلدیہ عظمی، کراچی۔
(۸)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر ملک، چیئرمین اسلامک لرننگ، جامعہ کراچی۔
(۹)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد صابر، چیئرمین شعبہ تاریخ اسلام، جامعہ کراچی۔

ان تمام پیغامات کو آپ مجلّہ کے تیسرے شمارہ 1988ء میں دیکھ سکتے ہیں اور مطالعہ کرکے امام احمد رضا کی علمی گہرائی سے واقفیت حاصل کرسکتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد ھالے پوتا نے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی تعلیمات کو امت مسلمہ میں باہمی اتفاق واتحاد کے لیے اہم قرار دیا ملاحظہ کریں آپ کے پیغام میں سے ایک اقتباس کا خلاصہ:

”اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک وہند کی ایک ایسی عبقری شخصیت ہیں جن کی علمی، فقہی بصیرت مسلمہ ہے۔ ان کے کثیر التعداد کارنامے اس قابل ہیں کہ انہیں عالمی سطح پر پھیلایا جائے ان کا سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے علمی کمالات اور شیریں سخن اور بے بہا نعتیہ کلام کے ذریعے مسلمانانِ ہند کے دلوں میں جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مزین کیا۔ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی تصنیفات کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے جس

سے قارئین کی علمی سطح نہ صرف بلند ہوگی بلکہ اس میں اس قدر وسعت نظری پیدا ہوگی کہ جس کے طفیل امت مسلمہ میں باہمی اتفاق واتحاد کی راہیں استوار ہوں گی۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1988ء، ص12)

چوتھا مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1989ء:

نویں امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر چوتھا مجلّہ بھی ناظم مجلّہ منظور حسین جیلانی کی سربراہی میں نکالا گیا اس کا ٹائیٹل ایک دفعہ پھر سورہ رحمٰن کی ایک آیت کا صادقین صاحب کی گرافک سے عکس لیا گیا "فیھن خیرات حسان فبای الاء ربکما تکذبن" اس ٹائیٹل کو بھی بہت سراہا گیا اس میں کثیر اشتہارات کے ساتھ ساتھ چند بہت ہی اہم شخصیات کے پیغامات بھی شامل اشاعت ہوئے ان میں چند اسماء ملاحظہ کریں:

(۱)۔ بے نظیر بھٹو، وزیر اعظم حکومتِ پاکستان۔

(۲)۔ خاں بہادر خاں، وفاقی وزیر مذہبی امور، حکومتِ پاکستان۔

(۳)۔ عبد الرزاق خاں، ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی۔

(۴)۔ ڈاکٹر این اے بلوچ، ایڈوائزر نیشنل ہجرہ کونسل، پاکستان۔

پاکستان کی ہی نہیں بلکہ موجودہ تمام اسلامی ممالک جن کی تعداد 50 سے زیادہ ہے اس کی پہلی خاتون وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دور کا دین محمدی کا اعلیٰ سپاہی قرار دیا وہ لکھتی ہیں:

"امام احمد رضا خاں بریلوی جنوبی ایشیاء کی ان شخصیات میں سے تھے جن سے نہ صرف دنیائے علم وفضل نے فائدہ اٹھایا بلکہ عوام بھی ان کے روحانی فیوض سے مستفیض ہوئے۔ آپ اس دور میں پیدا ہوئے جب مسلمانانِ جنوبی ایشیاء دینی رُوحانی، سیاسی وفکری اور معاشرتی ومعاشی ناہمواریوں سے دوچار تھے۔ استحصالی اور غاصب قوتیں انہیں ان کے رہے سہے حقوق سے محروم کرنے کے لیے محاذ بناچکی تھیں۔ ایسے میں دین محمد کے کچھ سپاہی اٹھے اور انہوں نے مسلمانوں کو اپنے اپنے انداز میں بیدار کیا۔ امام احمد رضا خاں بریلوی بھی دینِ محمد کے وہ سپاہی تھے جن کی زندگی عشق رسول سے عبارت رہی۔ انہوں نے مسلمانانِ جنوبی ایشیاء کے دلوں میں عشقِ رسالت کی شمع روشن کی جو ان کا ایک ممتاز اور قابلِ ستائش کارنامہ ہے۔ (مجلّہ امام احمد رضا، کانفرنس، 1989ء، ص15)

محترم جناب وجاہت رسول قادری صاحب جو اس زمانے میں ادارہ کے نائب صدر تھے اور دو سال سے مجلہ کے لیے اداریہ بعنوان "سخن ہائے گفتنی" لکھ رہے تھے انہوں نے 1989ء کے مجلّہ میں ادارے کی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس بڑی کامیابی کا ذکر کیا کہ پاکستان ٹیلی وژن نے اپنے ایک پروگرام "ٹی۔وی انسائیکلوپیڈیا" میں جو 22جولائی 1989ء کو نشر کیا گیا اس پروگرام میں 15منٹ کی امام احمد رضا کی علمی کارناموں پر مشتمل ایک دستاویزی فلم پیش کی گئی۔ پہلی مرتبہ ملکی نشریات میں امام احمد رضا کا بھرپور تعارف سامنے آیا جس کو لاکھوں لوگوں نے دیکھا۔ اس دستاویزی فلم بنانے میں جناب وجاہت رسول کی خدمات سب سے زیادہ تھیں اور وہ خود اس مبارک باد کے مستحق تھے۔ الحمدللہ! سینکڑوں خطوط اور فون کے ذریعہ ادارے کو بھی مبارک باد دی گئیں۔

پانچواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1990ء:

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1990ء حسب سابق منظور حسین جیلانی صاحب کی نگرانی میں شائع کیا گیا جس میں ملک کی ممتاز شخصیات کے پیغامات موصول ہوئے جو مجلہ کی زینت بنے ان میں اہم شخصیات کے اسماء ملاحظہ ہوں:

(۱)۔ وسیم سجاد، چیئرمین سینٹ آف پاکستان۔

(۲)۔ چیف جسٹس سجاد علی شاہ، چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ۔

(۳)۔ جسٹس گل محمد خاں، چیف جسٹس فیڈرل شریعت کورٹ، پاکستان۔

(۴)۔ اشتیاق اظہر، صوبائی وزیر مذہبی امور حکومتِ سندھ۔

(۵)۔ پروفیسر ڈاکٹر سید ارتفاق علی، وائس چانسلر جامعہ کراچی۔

(۶)۔ پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتحپوری، چیئرمین اردو ڈکشنری بورڈ، پاکستان۔

چیف جسٹس سجاد علی شاہ اپنے پیغام میں رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا خاں بریلوی کی قد آور شخصیت نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیائے اسلام میں جانی پہچانی جاتی ہے آپ ایک جید عالم کی حیثیت سے کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ کی زندگی علمی اور ادبی کارناموں کے ساتھ ساتھ عشقِ رسول سے سرشار تھی اور آپ نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسالت کی شمع روشن کی۔"

جسٹس گل محمد آپ کی علمی برتری حیرت انگیز قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو اللہ تعالیٰ نے متنوع کمالات اور صفات سے نوازا تھا۔ علوم جدیدہ اور قدیمہ پر ان کو حیرت انگیز دسترس حاصل تھی۔ ان کی

اب تک شائع شدہ تصنیفات نے دنیا میں مشعل راہ کا درجہ حاصل کیا ہے اور ہر خاص وعام ان سے یکساں مستفید ہوتا ہے۔"

اردو ادب کے انتہائی مستند ادیب، مؤرخ اور تنقید نگار محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتحپوری صاحب نے اپنے طویل پیغام میں امام احمد رضا کو 5 زاویوں سے جانچا اور بتایا کہ جتنا بڑا ذخیرہ علم وادب کا امام احمد رضا نے دیا دوسرے کسی عالم نے نہیں دیا ان کے پیغام میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

"امام احمد رضا خاں بر عظیم پاک وہند کے علماء، وصلحا میں کئی حیثیتوں سے منفرد مقام رکھتے ہیں:

(۱)۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مخالفین کے ہزار شور وغوغا کے باوصف "سواد حنفیہ" میں ان کا حلقہ اثر سب سے زیادہ ہے۔ (۲)۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف علوم دینی پر ہی نہیں بلکہ کئی علوم دنیاوی پر بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ (۳)۔ تیسرے یہ کہ ان کی سیاسی بصیرت بھی اپنے ہم عصر سیاسی مفکرین سے کسی طرح کم نہ تھی بلکہ ان کے شعور سیاسی کو تاریخ ساز کہہ سکتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے اور ان کے تلامذہ نے 2 قومی نظریئے کی تائید کی اور قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ (۴)۔ چوتھے یہ کہ جنوبی ہند کے ممتاز علمائے دین میں وہ پہلے شخص ہیں جو اردو کے ایک عظیم نعت گو شاعر بھی ہیں۔ (۵)۔ پانچویں یہ کہ قرآن پاک کے مفسر ومترجم اور مفتی دین کی حیثیت میں انہوں نے رسائل وکتب کی صورت میں جتنا بڑا ذخیرۂ علم و ادب ہمیں دیا شاید ان کے ہم عصر کسی دوسرے عالم نے نہیں دیا۔"

چھٹا مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1991ء:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے 10 سال مکمل ہونے پر ادارے کی مجلس عاملہ نے ادارے کی جانب سے پہلی انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس کرنے کا اہتمام کیا اور یہ کانفرنس صرف کراچی میں نہیں بلکہ لاہور اور اسلام آباد میں بھی کرنے کا اہتمام کیا۔ اس کانفرنس کے موقع پر کئی اسکالرز، مشائخ اور علماء کو دیگر ممالک سے بھی مدعو کیا گیا تھا۔ کراچی میں اس پہلی انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس انعقاد یکم ستمبر 1991ء کو شیرٹن ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ اس کے دو اجلاس منعقد ہوئے پہلے اجلاس کی صورت لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس میاں محبوب احمد نے کی جب کہ ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کے سربراہ علامہ ارشد القادری صاحب بطور مہمانِ خصوصی شریک محفل تھے۔ دیگر اہم مہمانانِ خصوصی میں چیف الیکشن کمشنر جسٹس نعیم الدین، وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر ارتفاق علی اور سابق وفاقی وزیر حاجی محمد حنیف طیب صاحب شامل تھے۔ دعائے خاص کے لیے درگاہ عالیہ کچھوچھہ شریف بھارت کے حضرت شیخ المشائخ شاہ سید مختار الدین اشرفی اسٹیج پر رونق افروز تھے جب کہ ادارے کے صدر جناب علامہ ریاست علی قادری صاحب بھی تمام مہمانوں کے درمیان موجود تھے۔ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی کی تلاوت اور شاعر عصر جناب خالد محمود نقشبندی کی نعت کے بعد پروفیسر ڈاکٹر سید اظہر علی شعبۂ سیاسیات جامعہ کراچی نے منظوم خراجِ عقیدت بعنوان ''ہمہ جہت شخصیت'' ایک طویل نظم کی صورت میں پیش کیا جس کا ایک بند ملاحظہ ہو:

دراصل ہے حیاتِ رضا یک لالہ زار
اور اسی میں رنگ ومہک کے گوشے ہیں بیشمار
تصنیف و درس وجہد و تصوف کے برگ وبار
اور حسن نعت گوئی بھی یکتائے روز گار
جو عشق مصطفیٰ کے ہو ماتحت شخصیت
پھر کیوں نہ ہو وہ ایک ہمہ جہت شخصیت

اس کے بعد پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد شمسی پروفیسر شعبہ فلسفہ جامعہ کراچی نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے علم فلکیات کے حوالے سے مقالہ پیش کیا، اس کے بعد ملائیشیا کے ریسرچ اسکالر محمد زوادی نے انگریزی میں امام احمد رضا کے علوم پر مقالہ پیش کیا، بنگلہ دیش کے مولانا اسرائیل نے اپنے مقالے میں امام احمد رضا کو طریقت میں غوث اعظم کا اور شریعت میں امام اعظم کا دورِ حاضر کا جانشین قرار دیا۔ دہلی سے آئے ہوئے علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی عربی شاعری پر مقالہ پیش کیا۔

انڈیا سے آئے ہوئے ایک اور ریسرچ اسکالر جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم جن کا تعلق ہمدرد یونیورسٹی دہلی سے تھا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے دو قومی نظریہ پر گفتگو فرمائی۔ بریلی کالج کے پروفیسر ڈاکٹر محمود بریلوی نے بھی اپنا مقالہ بعنوان ایک عبقری شخصیت پیش کیا جب کہ ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ دہلی کے پروفیسر ڈاکٹر سید جمال الدین نے بھی امام احمد رضا کی سیاسی فکر پر مقالہ پیش کیا۔ خطبہ صدارت سے قبل علامہ سید ریاست علی قادری نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ خطبہ صدارت کرتے ہوئے جسٹس محبوب نے ارشاد فرمایا برصغیر کی تاریخ میں جب

بھی عزم وثبات فکر و عمل اور محبت ویقین کی تاریخ رقم کی جائے گی تو مولانا شاہ امام احمد رضا کا اسم گرامی باب اوّل میں زرین حروف سے رقم ہو گا آپ نے مزید فرمایا کہ ڈاکٹر محمد اقبال شاعرِ مشرق کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے ذہن وفکر کو قرآن کی طرف موڑا اور مولانا احمد رضا کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے قلوب کو صاحب قرآن کی طرف موڑا۔

اسی کانفرنس کا دوسرا اجلاس بعد مغرب منعقد ہوا اس کی صدارت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی جبکہ معروف ادیب و دانشور اور سابق وفاقی وزیر مذہبی امور جناب کوثر نیازی صاحب مہمانِ خصوصی تھے اس اجلاس کے خاص مہمانوں میں علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی، جسٹس ظہور الحق، جسٹس مظہر علی، پروفیسر شاہ فرید الحق، مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، علامہ شمس بریلوی اور سابق شیخ الجامعہ کراچی پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین احمد شامل تھے۔ مقالات کے بعد مہمانِ خصوصی جناب کوثر نیازی صاحب نے ایک کلیدی خطبہ پیش کیا جس کے چند کلمات اختصار کے ساتھ ملاحظہ کیجئے:

(۱)۔ امام احمد رضا ایک سچے عاشق رسول تھے۔ (۲)۔ امام احمد رضا نے 70 سال پہلے گستاخانِ رسول کے خلاف فتویٰ دیا تھا وہ ہمارے لیے قابلِ مطالعہ ہے۔ (۳)۔ امام احمد رضا جیسی شخصیات صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ (۴)۔ دو قومی نظریہ کے حوالے سے فرمایا کہ قائد اعظم اور علامہ اقبال مقتدی ہیں اور امام احمد رضا مقتدا ہیں۔ (۵)۔ مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام کو انہوں نے اردو زبان کا قصیدہ بردہ قرار دیا اور اس کو آفاقی سلام بھی قرار دیا۔

مجلّہ کے ناظم جناب منظور حسین جیلانی صاحب نے اس مجلّہ کو خوب سے خوب تر بنانے کی بھرپور کوشش کی اور اس میں وہ بہت زیادہ کامیاب ہوئے۔ ایک طرف کثیر تعداد میں اشتہارات کا حصول ہوا تو دوسری طرف بڑی اہم شخصیات کے پیغامات بھی حاصل کیے جس میں چند نام بہت اہم ہیں:

(۱)۔ جسٹس نعیم الدین صاحب۔

(۲)۔ وفاقی وزیر جناب سید فخر امام صاحب۔

(۳)۔ جسٹس (ر) محمد مظہر علی۔

(۴)۔ شیخ الجامعہ جامعہ کراچی پروفیسر ڈاکٹر سید ارتفاق علی۔

(۵)۔ جسٹس محبوب احمد، لاہور ہائی کورٹ۔

(۶)۔ پروفیسر جمیل اختر شعبہ اردو جامعہ کراچی۔

(۷)۔ پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد چیئرمین شعبہ اسلامک ہسٹری، جامعہ کراچی۔

(۸)۔ پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی۔

پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد نے پیغام میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اس سال بطور خاص بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد اس بات کی صاف دلیل ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی شہرت و مقبولیت برصغیر پاک وہند سے آگے بڑھ کر دنیا کے دوسرے ممالک تک پھیل گئی ہے۔ چنانچہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مولانا موصوف کی شخصیت پر اس وقت جامعہ کراچی کے علاوہ متعدد عالمی جامعات میں تحقیقی کام ہو رہا ہے یہاں تک کہ ابھی حال ہی میں ایک غیر مسلم طالبہ ڈاکٹر اوشا سانیال نے امریکہ سے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی شخصیت پر

Ph.D کی ڈگری حاصل کی ہے۔ (پیغام، پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1991ء، ص23)

پروفیسر جمیل اختر خاں صدر شعبہ اردو، جامعہ کراچی، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے کاموں اور اس کانفرنس کے انعقاد کے حوالے سے اپنے پیغام میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"گزشتہ برسوں میں علامہ صاحب کی علمی، سیاسی اور دینی کارناموں کی روشناسی اور تحقیق کے لیے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کا قیام عمل میں آیا۔ اس ادارے نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر علامہ موصوف کی ہمہ جہت علمی کام اور ان کی زندگی اور شخصیت پر تحریر وتصنیف کے ایک نئے دور کا آغاز کیا ہے۔ علامہ مرحوم کی 72 ویں عرس کے موقع پر اس ادارے کی جانب سے ایک بین الاقوامی علمی کانفرنس کا انعقاد بھی اس سلسلہ کی ایک گراں قدر کڑی ہے جس میں ایشیاء، یورپ اور امریکہ سے فضلائے عصر شرکت فرما کر اپنے علمی اور تحقیقی مقالوں سے انیسویں صدی کی اس قد آور علمی شخصیت کے احوال و آثار پر دید و دانش کا مظاہرہ فرمائیں گے۔" (پیغام، پروفیسر جمیل اختر خاں، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1991ء ص22)

جامعہ کراچی کی فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز کے ڈین یعنی رئیس کلیہ معارفِ اسلامیہ وڈائیریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد نے اپنے پیغام میں جامعہ کراچی کے امام احمد رضا پر Ph.D کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا کہ پاکستان میں جامعہ کراچی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ

امام احمد رضا پر سب سے پہلے اس جامعہ سے Ph.D کا سلسلہ شروع ہوا ہے جو ایک اعزاز کی بات ہے آپ رقمطراز ہیں:

"1856ء کے بعد بلا شبہ امام احمد رضا بریلوی ہی کی ایک نابغۂ روزگار شخصیت نظر آتی ہے جس نے مسلمانانِ ہند کے دینی وسیاسی و تعلیمی و اصلاحی مسائل کے حل کے لیے عملی اقدامات کئے اور انہیں ایک بندۂ مومن کی طرح زندگی گزارنے کا سلیقہ بتایا۔ یہ تاریخی حقائق ہیں کہ وہ بیک وقت کئی علوم وفنون پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور ایسے عالم با عمل کبھی صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے چھوڑے ہوئے علمی وفکری خزانے سے تشنگان علم فیضیاب ہوئے، ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

ایسے اہم موقع پر یہ بات واضح کرتا چلوں کہ پاکستان کی جامعات میں سب سے پہلے جامعہ کراچی کلیہ معارفِ اسلامیہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ کئی طالب علم جو جامعہ کے اساتذہ بھی ہیں اس شعبہ میں امام احمد رضا کی علمی وفکری، تحریکی و سیاسی شخصیت کے حوالے سے Ph.D کے تحقیقی مقالات لکھ رہے ہیں۔ ان میں بعض مقالات مکمل ہو چکے ہیں اور بعض تکمیل کے مراحل میں ہیں جو حضرات اس مقتدر اور ذی علم شخصیت کے علمی ودینی کارناموں کو بین الاقوامی تحقیقی معیار پر اجاگر کرنے میں مصروف عمل ہیں ان میں پروفیسر مجید اللہ قادری استاد شعبہ ارضیات جامعہ کراچی، جناب استاد مولانا سید رئیس احمد شعبہ علوم اسلامی اور جناب محمد اسحاق مدنی اور عاشق حسین چغتائی شامل ہیں۔"

(پیغام، پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد، رئیس کلیہ معارفِ اسلامیہ، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1991ء ص24)

ساتواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1992 / 1413ھ:

پہلی انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس کے بعد ایک بڑا سانحہ پیش آیا اور ادارہ کے بانی و تاحیات صدر محترم المقام مولانا سید ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ اچانک دل کا دورہ پڑنے کے باعث کراچی میں اسلام آباد جاتے ہوئے 3/ جنوری 1992ء کو وصال فرماگئے۔ راقم اور محترم جناب صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری حضرت کی میت کو لینے اسلام آباد گئے احقر اور وجاہت صاحب نے سید صاحب کو غسل و کفن دیا اور ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا اسلام آباد برانچ واقع کے سامنے ہی آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی جس میں کئی وزراء اور سفراء سمیت اسلام آباد کی کئی اہم علمی شخصیات اور بڑی تعداد میں علماء و مشائخ اہلِ سنّت شامل تھے۔ اس کے بعد رات کو جنازہ کراچی لایا گیا اور ان کے گھر کے قریب گھر والوں نے نمازِ جنازہ ادا کی اور سخی حسن کے قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ سید صاحب کے وصال کے بعد ادارہ کے نائب صدر جناب صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب کو ادارہ کی مجلس عاملہ نے اتفاقِ رائے سے صدر منتخب کر لیا اور ان کی صدارت میں 1992ء کی امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد 20/ اگست 1992ء کو ہوا۔ یہ کانفرنس تاج محل ہوٹل کراچی میں وفاقی وزیر مذہبی امور جناب مولانا عبد الستار خاں نیازی کی صدارت میں منعقد ہوئی اور اس وقت کے وزیر دفاع حکومتِ پاکستان جناب سید غوث علی شاہ مہمانِ خصوصی تھے۔ اس کانفرنس میں جناب وجاہت رسول قادری صاحب نے پہلی مرتبہ خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور مجلہ امام احمد رضا میں پہلی دفعہ سخن ہائے گفتنی بھی تحریر فرمایا۔ جب کہ اس کانفرنس کی نظامت راقم نے ادا کی۔ جناب صاحبزادہ وجاہت رسول

قادری نے اپنے اس پہلے اداریہ میں بعنوان سخن ہائے گفتنی میں سید ریاست علی قادری کو جو خراج تحسین پیش کیا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

"آج ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی صورت میں جو ثمر دار درخت نظر آرہا ہے وہ سید صاحب مرحوم ومغفور کی ہی پرخلوص جدوجہد اور کاوش کا نتیجہ ہے۔ 3/ جنوری 1992ء کو سید صاحب کی اس دارِ فانی سے رحلت اگرچہ ادارہ کے لیے ایک بڑا سانحہ ہے اور ایک ایسا نقصان ہے جس کی تلافی شاید مدتوں نہ ہوسکے لیکن ادارہ ھٰذا کی صورت میں ان کا نام انشاء اللہ ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ سید صاحب کا تعلق اس گروہ اصفیا سے ہے جن کا مسلک عشق و محبت ہے، وہ اگرچہ آج ہم میں نہیں ہیں لیکن "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا" کی صدارت میں ان کے جلائے ہوئے اس چراغ سے ہم کسب فیض کرتے رہیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ آج یقیناً سید صاحب کی روح اس کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر اور "مشن رضا" کے فروغ کو دیکھ کر مسرور وشاداں ہوگی۔

(سخن ہائے گفتنی، از وجاہت رسول قادری، مجلّہ 1992ء، ص 51)

اس مجلّہ 1992ء میں جن مقتدر شخصیات نے کانفرنس کے موقع پر اپنے پیغامات ارسال کئے ان میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے:

(۱)۔ سید غوث علی شاہ، وزیر دفاع حکومتِ پاکستان۔

(۲)۔ مولانا عبدالستار خان نیازی، وزیر مذہبی امور حکومتِ پاکستان۔

(۳)۔ جناب چودھری امیر حسین، وفاقی وزیر برائے پارلیمانٹری امور۔

(۴)۔ چیف الیکشن کمشنر جناب جسٹس (ر) نعیم الدین صاحب۔

(۵)۔ ڈپٹی اسپیکر نیشنل اسمبلی جناب حاجی محمد نواز کھوکھر صاحب۔

(۶)۔ وفاقی سیکریٹری مذہبی امور جناب مظہر رفیع صاحب۔
(۷)۔ حضرت محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ، انڈیا۔
(۸)۔ پروفیسر ڈاکٹر جمیل احمد چیئرمین شعبہ عربی جامعہ کراچی۔
(۹)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد شمس الدین چیئرمین شعبہ ابلاغ عامہ جامعہ کراچی۔
(۱۰)۔ پروفیسر ڈاکٹر یونس حسنی چیئرمین شعبہ اردو، جامعہ کراچی۔

پروفیسر محمد شمس الدین چیئرمین شعبہ ابلاغ عامہ اپنے پیغام میں امام احمد رضا کا جہاد بالقلم ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا نے اندرونی وبیرونی باطل پرست تحریکوں، دورِ جدید کی گمراہیوں، معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں اور غلط رسم ورواج کے خلاف فقیہانہ ومجددانہ شان سے جہاد بالقلم کیا۔ آپ نے ملحدانہ افکار و نظریات اور اسلام دشمن سازشوں کو بے نقاب کرکے مسلمانوں کو ان سے دور رہنے کی تاکید کی۔ آپ نے مسلسل جدوجہد کرکے اسلامی اصول اور ضوابط اور شعائر مذہب وملت کی حفاظت کا گرانقدر فریضہ انجام دیا۔"

آگے چل کر مزید جہاد بالقلم کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا نے اپنی پوری زندگی میں جہاد بالقلم بغیر مصلحت کے کیا۔ وہ جس طرح خود مجسم صداقت تھے اسی طرح پوری امتِ مسلمہ کو سچائی کا آئینہ دکھانے میں کبھی عار محسوس نہیں کیا۔ وقت اور مصلحت سے بالاتر ان کی ذاتی جدوجہد بلارکاوٹ آگے بڑھتی رہی۔ آج یہ امر باعث اطمینان ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ان کی یاد کو تازہ رکھنے کے ساتھ ان کے مشن کو بھی آگے بڑھانے کے لیے بھرپور خلوص کے ساتھ مصروف عمل ہے۔

(پیغام مجلہ امام احمد رضا کانفرنس، 1992ء، ص21)

پروفیسر ڈاکٹر یونس حسنی صدر شعبہ اردو جامعہ کراچی اپنے مختصر پیغام میں ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"میں نے گذشتہ کانفرنس کا مجلہ بھی دیکھا ہے۔ آپ لوگ علامہ مرحوم کی شخصیت اور ان کے کارناموں پر جس طرح کام کر رہے ہیں وہ لائق تحسین ہے۔ مولانا احمد رضا خاں ایک معتبر عالمِ دین، فقیہہ، شاعر اور دانشور تھے۔ ان کی فکر کے مختلف پہلوؤں اور ان کے کارناموں کی مختلف جہتوں پر ابھی بہت کچھ کیا جانا باقی ہے۔"

(پیغام، از ڈاکٹر یونس حسنی، مجلّہ 1992ء، ص22)

جامعہ کراچی کے شعبہ عربی کے ایک سینئر استاد اور صدر شعبہ جناب پروفیسر ڈاکٹر جمیل احمد جالبی نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کو اپنے دور کا عبقری اور مجدد قرار دیا آپ لکھتے ہیں:

"امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عبقری، مجتہد اور مجدد تھے۔ آپ کو تمام مروجہ آداب لسانیہ، فنون دینیہ اور علوم عقلیہ پر عبور تام حاصل تھا۔ بعض علوم جدیدہ میں ایسا کمال حاصل تھا کہ علی گڑھ یونیورسٹی کے فاضل اساتذہ بھی اہم اور پیچیدہ مسائل میں آپ سے رجوع کرتے تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین مرحوم جیسی علمی شخصیت نے بھی ریاضیات کی بعض پیچیدہ گتھیاں آپ کے تعاون سے سلجھائی ہیں۔"

آگے چل کر مزید رقم طراز ہیں:

"گو آپ آج ہم میں نہیں لیکن اپنی تعلیمات و تصنیفات، اپنے ارشد تلامذہ اور نامور خلفاء اور ان کے لائق و فائق جانشینوں کے ذریعہ جو علم و فضل اور

ہدایت کی قندیلیں آپ روشن کرگئے ہیں وہ آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں اور آئندہ بھی مینارۂ نور ثابت ہونگی۔

(پیغام از پروفیسر جمیل احمد، مجلّہ 1992ء، ص19)

آٹھواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1993ء:

اس سال کے مجلّہ میں صدر ادارہ صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب نے اداریہ میں مستقبل کے پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے ادارہ کو فروغ دینے کے لیے کئی مربوط پروگرام ترتیب دئے جو اس مجلّہ کے ص13 پر درج ہیں، اس سال کانفرنس کے موقع پر 6 کتابوں کی اشاعت کا بھی ذکر کیا اور سب سے اہم ادارے کے حوالے سے آپ نے دو باتوں کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ بتایا کہ ادارہ کے سیکریٹری جنرل جناب مجید اللہ قادری نے کنزالایمان پر Ph.D کر کے نہ صرف ادارہ کی جانب سے اولیت حاصل کی بلکہ پورے پاکستان میں اردو زبان میں امام احمد رضا پر Ph.D کرنے والے پہلے پاکستانی اسکالر بن گئے جب کہ اس سال مولانا حافظ عبدالباری صدیقی صاحب نے جامعہ سندھ سے امام احمد رضا پر سندھی زبان میں Ph.D کا مقالہ لکھ کر سندھی زبان میں امام احمد رضا پر Ph.D کرنے والے پہلے سندھی اسکالر بن گئے اور یہ دونوں اعزاز ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو حاصل ہوئے۔ آپ نے 13 سالوں کی کارکردگی کو ادارے کی تاریخی کامیابی قرار دی۔

اس سال کانفرنس کے موقع پر جن شخصیات کے پیغامات موصول ہوئے ان میں سب سے اہم پیغام اس وقت کے صدرِ پاکستان محترم جناب محمد اسحاق

خاں کا پیغام تھا جس میں آپ نے امام احمد رضا کو ایک نابغہ روز گار شخصیت قرار دیا آپ اپنے پیغام میں رقمطراز ہیں:

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں اپنے دور کے ایک نابغہ روز گار عالم و فاضل تھے۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے علمی و سیاسی ناگفتہ بہ حالت کو سنوارنے کے لیے اپنی تمام توانائیوں کو بروئے کار لا کر آزادی کے لیے علمی و قلمی جہاد کیا۔ انہوں نے مسلمانوں میں ایسی بیداری پیدا کی جس سے انہیں برصغیر میں اپنے مخالفین پر فتح نصیب ہوئی اور مسلمان برصغیر میں ایک آزاد مملکت خداداد پاکستان کے امین ہوئے"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1993ء، ص15)

اس سال صدرِ پاکستان کے ساتھ ساتھ اس وقت کے وزیر اعظم جناب محمد نواز شریف صاحب کا بھی پیغام موصول ہوا جس میں آپ نے امام احمد رضا خاں کو ایک ہمہ جہت شخصیت قرار دیا آپ نے اپنے پیغام میں کہا:

"یہ ایک حقیقت ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ انہوں نے دین حنیف کی خدمت میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا لیکن اللہ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سچا اور پکا عشق ان کا طرہ امتیاز رہا۔" (مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1993ء، ص16)

اس کے علاوہ جن اہم شخصیات کے پیغامات وصول ہوئے ان میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے:

(۱)۔ جسٹس میر ہزار خاں کھوسو، چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت، (۲)۔ جناب جسٹس محمد محبوب احمد، چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ، (۳)۔ حکیم محمد سعید

صاحب، ہمدرد فاؤنڈیشن، (۴)۔ڈاکٹر مفتی علامہ سید شجاعت علی قادری، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، (۵)۔پروفیسر ڈاکٹر سید ارتفاق علی، شیخ الجامعہ، جامعہ کراچی، (۶)۔پروفیسر ڈاکٹر محمد شمس الدین چیئرمین شعبہ ابلاغ عامہ، (۷)۔ پروفیسر شمیم احمد صاحب، چیئرمین شعبہ سائیکلو لوجی، جامعہ کراچی، (۸)۔پروفیسر ڈاکٹر وسیم بریلوی، صدر شعبہ اردو، بریلی کالج، انڈیا۔

محترم المقام پروفیسر ڈاکٹر وسیم بریلوی نے اپنے پیغام میں اس تعجب کا اظہار کیا کہ امام احمد رضا کو اردو ادب میں دیگر ادیبوں کے برابر مقام کیوں نہیں دیا گیا جب کہ انہوں نے اردو نثر کو عہد قدیم کے معتبر علوم کی طرح علوم جدیدہ سے جوڑا تھا آپ رقمطراز ہیں:

"عہد سرسید اردو نثر کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے اس لیے کہ اس عہد کی اردو نثر کی داستانوں کو رومان انگیز قصّوں سے نکال کر زمینی وسائل سے جوڑا گیا۔ خاص طور سے اردو نثر کو عقلیت کا آئینہ دار بنانے کی کوشش رہی۔"

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

"سرسید کا تہذیب الاخلاق خود اس مشن کا بڑا محرک تھا۔ مگر حیرت کا مقام یہ ہے کہ جس عہد میں سرسید، حالی، شبلی، محمد حسین آزاد اور نذیر احمد اپنی عہد آفرین کوششوں سے اردو نثر کو انگریزی ادب کے اثرات کے تحت زیادہ سے زیادہ مطابق دستور زمانہ بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے اسی عہد میں حضرت امام احمد رضا خاں صاحب دینی و روحانی فیوض و برکات کی خوشبو پھیلانے کے ساتھ ساتھ اردو نثر کو عہد قدیم کے معتبر علوم کی طرح علوم جدیدہ سے بھی جوڑ رہے تھے، اور علم ریاضی سے لے کر علم مابعد الطبیعات، اجرام فلکی، نجوم اور سائنس کے انمول

انکشافات کا ترجمان بنا رہے تھے اس پر کسی کی نظر کیوں نہ گئی اور اردو نثر کی تاریخ ان کے نام پر اتنی خاموش کیوں نظر آتی ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ نظریاتی طور پر ان سے اختلاف رکھنے والوں نے ان کی ادبی ولسانی کوششوں کو محض اس لیے فراموش کیا کہ ان کی عبقری شخصیت سے خائف ہوں؟

اپنے پیغام کے آخر میں انہوں نے ادارہ کی کارکردگی کی پذیرائی کے ساتھ یہ امید باندھی کہ مستقبل میں اردو ادب میں محققین امام احمد رضا کو ان کا صحیح مقام دلوائیں گے، آپ رقمطراز ہیں:

"ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی اور اس کے اراکین و سرپرست گان قابل مبارکباد ہیں کہ اس نے گذشتہ 13 سالوں میں امام احمد رضا محدث بریلوی کے علمی وادبی خزانوں سے گہرہائے گرانمایہ قلم قرطاس کی حفاظت میں دے کر علم وادب کے جوہریوں کے لیے کام آسان کر دیا ہے امید ہے کہ آج کے دور کے اردو ادب ولسانیات کے محققین اس سے استفادہ کرتے ہوئے ماضی کی فروگذاشت کا نہ صرف کفارہ ادا کر سکیں گے بلکہ اردو شعر وادب کے عظیم محسن حضرت امام احمد رضا بریلوی کو ان کا صحیح مقام بھی دیں گے"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1993ء، ص25)

جامعہ کراچی کے شعبہ نفسیات کے صدر پروفیسر شمیم احمد صاحب نے اگرچہ بہت مختصر پیغام بھجوایا مگر بہت ہی جامع پیغام تھا آپ لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور علمی کارناموں پر تبصرہ کرنا تو میرا منصب نہیں لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس دورِ پرفتن میں اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پر

عمل کر کے مسلمانانِ عالم دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر کے خلیفۃ اللہ فی الارض کی عملی تفسیر بن سکتے ہیں"۔(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1993ء، ص23)

نواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1994ء:

اس کانفرنس کی خاص بات یہ تھی کہ اس سال سندھ اور بلوچستان کے اسکالرز کو امام احمد رضا کانفرنس میں مدعو کیا گیا اس سال کانفرنس کی صدارت جناب میر عبدالجبار خاں صاحب کر رہے تھے جن کا تعلق بلوچستان سے تھا اور وہ اس وقت سینٹ آف پاکستان کے ڈپٹی چیئرمین بھی تھے جب کہ سندھ کی ایک معروف علمی شخصیت اور سابق ڈائریکٹر ہجرہ کونسل پاکستان جناب پروفیسر ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک تھے۔ یہ کانفرنس 21/ جولائی کو کراچی کے معروف ہوٹل آواری ٹاور میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں سندھ کے معروف پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق ابڑو، پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو اور مولانا محمد اصغر درس نے مقالات پیش کیے جب کہ بلوجستان سے ناظم تعلیماتِ حکومت بلوچستان کے پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب نے امام احمد رضا کی تعلیمات کے حوالے سے مقالہ پیش کیا اس موقع پر جن اہم شخصیات نے پیغامات ارسال کئے ان کے اسماء ملاحظہ کریں:

(۱)۔ سید یوسف رضا گیلانی اسپیکر قومی اسمبلی، (۲)۔ جناب محمود ھارون گورنر سندھ، (۳)۔ جناب سید عبداللہ شاہ وزیر اعلیٰ سندھ، (۴)۔ ڈاکٹر ارشاد علی سومرو شیخ الجامعہ، جامعہ سندھ ایگری کلچر، (۵)۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالحمید میمن شیخ الجامعہ جامعہ شاہ عبداللطیف، (٦)۔ پروفیسر ڈاکٹر عزیزالنسأ، چیئرمین شعبہ مسلم ہسٹری، جامعہ سندھ، (۷)۔ جناب مجید نظامی ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت۔

گورنر سندھ، جناب محمود احمد ھارون نے اپنے پیغام میں کہا:

"14ویں صدی ہجری میں برصغیر پاک وہند میں حضرت امام احمد رضا کی صدارت میں ایک ایسی شخصیت نے جنم لیا جس نے نہ صرف فقہِ اسلامی کی خدمت کے ذریعے مسلمانوں کے دینی شعور کو پختہ کیا بلکہ اپنی تحریروں کے ذریعہ مسلمانانِ ہند کے سینوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایسی تڑپ پیدا کی جو ملّت کے تشخص کے تحفظ میں کام آئی۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،1994ء، ص11)

سندھ کے وزیر اعلیٰ جناب سید عبداللہ شاہ نے انگریزی میں پیغام بھیجا جس میں امام احمد رضا کے زمانے کو تاریخ کا گولڈن زمانہ قرار دیا آپ نے لکھا:

"The Services rendered by Allama Ahmed Raza Particularly in projection of Islamic teachings in and outside the Sub-continent is a golden chapter of our history and would indeed serve as beacon of light for our future generations.

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،1994ء، ص12)

سندھ ایگریکلچر یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر ارشاد علی سومرو نے بھی انگریزی میں پیغام ارسال کیا تھا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں جس میں آپ نے امام احمد رضا کی شخصیت کو Dynamic شخصیت قرار دیا آپ رقمطراز ہیں:

Imam Sahib was a distinguished religious scholar and a dynamic personality. His mission was to bring the revival of Islamic spirit in the muslims of Indian sub-continent in the time when their national identity, cultural heritage and the religious awareness was almost degenerating under the heavy influence of westernized Education during the British rule.

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،1994ء، ص13)

شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیرپور سندھ کے وائس چانسلر جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالحمید میمن نے بھی انگریزی پیغام بھیجا جس میں امام احمد رضا کو انیسوی، بیسوی صدی عیسوی کا عبقری قرار دیا آپ نے لکھا:

"Imam Ahmed Raza, the great scholar, saint, faqih, intellectual of 19th/20th century was writer of over 1000 books on more than 70 subjects of Islamic teaching and new and old sciences. He also played a vital role in the teaching of Islam in this subcontinent.

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1994ء، ص 14)

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1994ء میں ڈائریکٹر ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور کے ڈائریکٹر ڈاکٹر رشید احمد جالندھری نے فتاویٰ رضویہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ مولانا احمد رضا نے عام مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد سرانجام دینے کے آسان پیرائے میں فتاویٰ لکھے چنانچہ جالندھری صاحب رقمطراز ہیں:

"مولانا احمد رضا نے اپنے فتاویٰ میں معاشرے کے رسم ورواج اور عرف و عادات کو نگاہ میں رکھا ہے اور مقدور بھر سعی کی ہے کہ ایک مسلمان آسانی سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو سرانجام دینے کی سعادت حاصل کرے۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں بنیادی نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ فرائض کی ادائیگی اور محرمات سے اجتناب کو رضاء مخلوق پر مقدم رکھے اور فتنہ وفساد سے بچے اور انسانی قلوب کی مدارات و مراعات کے لیے غیر اولیٰ امور کو ترک کردیا جائے"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1994ء، ص 27)

سابق ایڈیٹر ہفتہ روزہ اعتصام، لاہور کے محمد اسحاق بھٹی نے فتاویٰ رضویہ کو ایک عظیم فقہی ذخیرہ قرار دیا اپنے مضمون میں رقمطراز ہیں:

"یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ مولانا احمد رضا کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا ان میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ علم فقہ سے متعلق انتہائی گہری اور دقیق نظر رکھتے تھے۔ اس فن سے اللہ تعالیٰ نے ان کو درک وفطانت کی نعمت فراوانی سے عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے چھوٹی عمر ہی سے فتویٰ نویسی کا سلسلہ شروع کر دیا تھا جو زندگی کے آخری لمحات تک ان کی دلچسپی کا مرکز رہا، مختلف ممالک واطراف سے سینکڑوں استفتاء آتے جن کا جواب نہایت ہی تحقیق سے لکھتے فتویٰ کو مدلل فرماتے ہوئے کتب فقہ کی عبارتوں کی عبارتیں بلا تکلف لکھتے چلے جاتے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ تمام ماخذ کتب انہیں ازبر تھیں، اگرچہ آپ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مقلد تھے لیکن دیگر تمام آئمہ فقہ کے افکار ونظریات سے بھی مکمل طور پر آگاہ تھے ان کے مطالعہ کے حدود بہت وسیع تھیں جس کی وجہ سے وہ نہایت ہی آسانی سے مسئلہ کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1994ء، ص33)

مولانا کوثر نیازی صاحب نے 1993ء میں اسلام آباد کی امام احمد رضا کانفرنس میں صدراتی خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے ایک جامع مقالہ بھی پیش کیا جس کا عنوان تھا: "امام العلماء امام ابو حنیفہ ثانی" اس کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے جس میں انہوں نے امام احمد رضا کو امام ابو حنیفہ ثانی فرمایا تھا۔

فقہ حنفیہ میں ہندوستان میں دو کتابیں مستند ترین ہیں۔ ان میں سے ایک "فتاویٰ عالمگیریہ" ہے جو دراصل 40 علماء کی مشترکہ خدمت ہے جنہوں نے فقہ حنفیہ کا ایک جامعہ مجموعہ ترتیب دیا دوسرا "فتاویٰ رضویہ" ہے جس کی انفرادیت یہ ہے کہ جو کام 40 علما نے مل کر انجام دیا وہ اس مردِ مجاہد (امام

احمد رضا) نے تنہا کر کے دکھایا اور یہ مجموعہ فتاویٰ عالمگیریہ سے زیادہ جامع ہے اور میں نے جو آپ کو امام ابوحنیفہ ثانی کہا یہ صرف محبت میں یا عقیدت میں نہیں کہا ہے بلکہ فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ اس دور کے ابوحنیفہ ہیں۔

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی جانب سے جو کتابیں بشمول فتاویٰ رضویہ اسلامی نظریاتی کونسل کو پیش کی ہیں میں ان تمام کتب کی فوٹو کاپی کروا کر اپنے ساتھیوں کو دوں گا تاکہ وہ اس کا مطالعہ کریں اور پھر اسلامی نظریاتی کونسل میں جو مسائل زیرِ بحث ہیں ان کو ہم آپ کے علم کے نور سے حل کر سکیں۔ (مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1994ء، ص50)

دسواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1995ء:

اس سال سالانہ کانفرنس کا انعقاد 28/ ستمبر 1995ء کو ہالی ڈے ان کراؤن پلازہ میں ہوا تھا جس کی صدارت افغانستان کی پہلی عبوری حکومت میں وہاں کے سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس محترم المقام حضرت علامہ مولانا مفتی نصر اللہ قادری افغانی نے فرمائی تھی جب کہ جسٹس (ر) نعیم الدین صاحب اس میں مہمانِ خصوصی تھے۔

اس سال کانفرنس کے موقع پر جن شخصیات نے پیغامات مجلّہ کے لیے ارسال کیے ان میں مندرجہ ذیل حضرات کے پیغامات شامل ہوئے:

(۱)۔ محترم جناب وسیم سجاد صاحب، چیئرمین سینٹ پاکستان، (۲)۔ جناب میر عبدالجبار ڈپٹی چیئرمین سینٹ پاکستان، (۳)۔ جناب سید خورشید احمد شاہ، وفاقی وزیر تعلیم و مذہبی امور، (۴)۔ جناب حکیم محمد سعید صاحب ہمدرد پاکستان،

(۵)۔پروفیسر ڈاکٹر عبدالوھاب شیخ الجامعہ، جامعہ کراچی، (۶)۔پروفیسر عبدالحمید میمن وائس چانسلر شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور، (۷)۔پروفیسر ڈاکٹر محمد مقبول ڈائریکٹر نیشنل نیموٹولوجیکل ریسرچ سینٹر، کراچی۔

محترم جناب وسیم سجاد صاحب نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کی تعلیمات کو ایک فکری انقلاب قرار دیا۔ آپ رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا ایک ایسی نابغہ روزگار شخصیت ہیں جنہوں نے تقریباً ایک صدی قبل مسلمانانِ برصغیر کے لیے خصوصاً اور پورے عالم اسلام کے لیے عموماً ایک فکری انقلاب برپا کیا۔ انہوں نے اپنی تصانیف، تالیفات اور تبلیغی عمل کے لیے شکست خوردہ اور مایوسی وناامیدی کی شکار ملت اسلامیہ کو ایک ولولہ تازہ دیا اور حُبِّ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان وایقان کی بنیاد قرار دیتے ہوئے روحانیت کی نئی کیفیتوں سے ہمکنار کیا۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1995ء، پیغام، ص9)

محترم جناب سید خورشید شاہ نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کو ایک قد آور شخصیت قرار دیا آپ لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں برصغیر پاک وہند کی ایک بہت بڑی قد آور شخصیت تھے جنہوں نے مسلمانانِ برصغیر کی راست سمت کی جانب اس وقت قیادت کی جب مسلمانوں پر ہر طرف سے دشمنانِ اسلام زبان طعن دراز کیے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے لوگوں کو اخلاق محمدی اور تعلیماتِ مصطفویٰ کی روشنی میں للکارا اور حُبِّ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اس قدر بلند کیا کہ برصغیر کے

گوشے گوشے سے "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی صدائے دل آویز آنے لگی"۔ (مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1995ء، پیغام، ص 11)

محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد مقبول صاحب نے انگریزی میں پیغام ارسال کیا تھا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے جس میں انہوں نے امام احمد رضا کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا:

"It is hearting to know that "IDARA-I-TAHQEEQAT-E-IMAM AHMAD RAZA" is organizing a conference to commemorate the contribution and the achievements of the multi dimensional personality of Islam of the 19th century Alla Hazrat aimam Ahmad Khan Al-Afghani Al-Hindi, the great lover of prophet Muhammad (Peace be upon him), great scholar, poet, great thinker of Islam, saint and Faqih. His preachings for Islam in the light of Quran and Sunnat Played a treat role in uniting the Muslims of the sub continent in those time and provided motivation for the great struggle of freedom movement.

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1995ء، پیغام، ص 16)

گیارواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1996ء:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے ماتحت 16ویں امام احمد رضا کانفرنس 27/جون 1996ء کو ھوٹل ہالی ڈے ان کراؤن پلازہ کراچی میں منعقد ہوئی جب کہ اسلام آباد میں بھی سالانہ کانفرنس کا انعقاد اسلام آباد ہوٹل میں ہوا جس کی صدارت انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے ڈائریکٹر ملک معراج خالد

صاحب نے فرمائی جب کہ مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین ممتاز ادیب و شاعر جناب افتخار عارف صاحب تھے۔ جناب ملک معراج خالد صاحب نے صدارتی خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"حضرت امام احمد رضا نے تحریکِ پاکستان کی تحریکی و فکری بنیادیں تیار کیں۔ برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے معاشرتی تمدن کو فاضل بریلوی کے بنائے اصولوں پر چل کر ہی قائم کیا۔ ان کی تعلیمات کی بدولت ہمیں آزاد اسلامی خطہ میسر آیا اور آج، استحکامِ پاکستان کے لیے امام احمد رضا کی قربانیوں سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اہلِ پاکستان کو حضرت امام احمد رضا کی تعلیمات کی روشنی میں بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے میں ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کا بین الاقوامی سطح پر ریسرچ ورک قابلِ تحسین ہے۔" (روداد اسلام آباد کانفرنس 1996ء، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1997ء، ص 87)

اس سال جن شخصیات کے پیغامات مجلّہ کے لیے موصول ہوئے ان کے اسماء ملاحظہ کریں:

(۱)۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالقادر مغل وائس چانسلر ایگری کلچر یونیورسٹی ٹنڈوجام سندھ۔

(۲)۔ جناب فخر زماں صاحب، چیئرمین پاکستان اکیڈمی آف لیٹر اسلام آباد۔

(۳)۔ پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایم۔ بلیلان Rijks University، ہولینڈ۔

(۴)۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار، رئیس کلیہ فنون، سندھ یونیورسٹی۔

(۵)۔ جناب افتخار عارف، صدر مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

(۶)۔ جناب محمد سعید خاں، انسپکٹر جنرل آف پولیس سندھ۔

(۷)۔ مولانا محمد فروغ القادری سنی رضوی سوسائٹی، ساؤتھ افریقہ۔

ملک کے ممتاز ادیب و شاعر اور مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد کے صدر نشین نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کو برصغیر پاک وہند کے عظیم المرتبت علماء میں شمار کیا آپ لکھتے ہیں:

"بلاشبہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے مسلمانانِ عالم اور بالخصوص اسلامیات برصغیر میں ملی تشخص و حمیت کی تہذیب و تشکیل میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ کتاب الٰہی اور عشقِ رسول ان کی زندگی کا مرکز و محور رہے اور انہوں نے ساری زندگی اس سرچشمہ خیر وبرکت کے فیضان کو ہر سطح تک پہنچانے میں گزاری۔ ان کی تحریروں پر نظر ڈالیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب الٰہی کے اسرار و رموز، سیرت طیبہ کے منور گوشوں اور فکر اسلامی کے اعلیٰ سرچشموں سے ان کا تعلق کیسا راسخ اور مستحکم ہے۔ ان سے مسلکی اختلاف رکھنے والے بھی ان سے تبحر علمی اور استعداد فقہی کا اعتراف کرتے ہیں۔ برصغیر میں جداگانہ مسلم قومی شناخت کے سلسلے میں جس سطح کا کام انہوں نے کیا وہ ہمارے علمی و دینی حلقوں میں بہت کم لوگوں کے حصے میں آیا۔ ان کے حلقہ اثر و نفود پر نظر ڈالیے تو انداہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدو قامت کی شخصیت تھے۔ تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے ان کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ "وہ برصغیر کے ان عظیم المرتبت علماء میں تھے جنھوں نے اخلاص و عمل کے امتزاج سے ایک ایسے جادہ خیر کی رہنمائی کی جس نے بہت کم عرصے میں بہت اہم خدمات انجام دیں"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1996ء، پیغام، ص 13)

آئی۔ جی۔ پولیس سندھ جناب محمد سعید خاں نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا خاں کو دو قومی نظریے کا مبلغ قرار دیا:

"امام احمد رضا خاں نے مسلمانون کی علمی، نظریاتی اور سیاسی حالات سنوارنے کے لیے عمر بھر کام کیا اور اپنے وقت میں برصغیر کے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی جب کہ وہ غلامی کی زندگی بسر کررہے تھے۔ انہوں نے دو قومی نظریہ کی تبلیغ کی اور اپنے علم اور قلم کو مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے استعمال کیا۔ ان کی بلند پایہ کتب آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1996ء، پیغام، ص16)

سنی رضوی سوسائٹی ڈربن ساؤتھ افریقہ کے ڈائریکٹر جناب مولانا محمد فروغ القادری صاحب نے اپنے عالمانہ پیغام میں امام احمد رضا کی لکھی گئی ایک ایک کتاب کو ایک کتب خانہ کا قائم مقام قرار دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"امام احمد رضا کی ہر تصنیف کا ناظر پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف مقاصد شریعت اور روح دین کا حقیقی رازداہ ہے۔ ان کی کتابوں میں زندگی نظر آتی ہے جیسے یہ کتابیں کسی الگ تھلگ جزیرے میں نہیں بلکہ عین زندگی کے میدان اور عوام کے بیچ لکھی گئی ہیں۔ ان کی صرف ایک کتاب اکثر ایک کتب خانہ کا قائم مقام بن جاتی ہے۔ انہوں نے بہت سے قدیم مواد کو محفوظ کرلیا اور بہت سی آراوافکار کو اپنی کتابوں میں نقل کرکے ضائع ہونے بچالیا۔ وہ بجاطور پر ایک نئے عہد کے بانی اور ایک تاریخ آفرین شخصیت کے مالک کہے جاسکتے ہیں۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1996ء، پیغام، ص19)

بارہواں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1997ء:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو 12 مارچ 1997ء / 1417ھ بروز بدھ ایک عظیم نقصان ہوا جب ادارے کے ایک اور اہم سرپرست محققِ عصر، استاذ

الاساتذہ، عظیم مقدمہ نگار، ادیب اور شاعر بریلی شریف اور دارالعلوم امجدیہ میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر مشاعروں کے روح رواں حضرت مولانا شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی وفات پاگئے۔ آپ کی نمازِ جنازہ دارالعلوم امجدیہ میں ادا کی گئی اور حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری (م2016ء) نے جنازے کی نماز میں امامت فرمائی۔ آپ کی تدفین کراچی کے معروف قبرستان سخی حسن میں کی گئی۔ آپ کی مزار مبارک پر آپ کا ہی لکھا ہوا یہ قطعہ لکھوایا گیا ہے:

وہ جو اک مقدمہ نگار تھا
وہ جو اک ادیب شہیر تھا
جسے کہتے تھے شمس بریلوی
یہ اسی کی لوح مزار ہے

راقم کی حضرت شمس بریلوی سے آخری ملاقات ان کے وصال سے 15 روز قبل ہوئی تھی ان دنوں آپ اپنے بڑے داماد جناب سر تاج صاحب کے ڈیفنس کے گھر میں مقیم تھے اس آخری ملاقات میں آپ نے مجھے چلتے چلتے فارسی کا جو قطعہ سنایا تھا اس کی حقیقت 15 دن بعد ان کے وصال کی خبر سے ظاہر ہوئی:

در راہ بقا باغ وصحرا بگذشت
تلخی وخوشی و زشت وزیبا بگذشت
ہیہات کہ بیشتر عمر فانی
بے طاعت ایزد تعالیٰ بگذشت

محترم المقام جناب طارق سلطان پوری (المتوفی 2015ء) کے چند مادہ ہائے وصل ملاحظہ کیجئے:

ترجمانِ افکارِ رضا، 1997ء، خاصہ فکرِ رضا 1997ء۔

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے حضرت شمس بریلوی کی یاد میں مقامی ہوٹل میں ایک علمی وادبی نشست کا اہتمام کیا تھا جس کی صدارت حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی نے فرمائی تھی جب کہ مہمانِ خصوصی کے طور پر ملک کے ممتاز دانشور اور وائس چانسلر جامعہ کراچی محترم جناب پروفیسر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی صاحب نے شرکت فرمائی اس نشست کے مقرّر خاص پروفیسر جمیل اختر خاں صاحب تھے جو شعبہ اردو کے پروفیسر اور صدر نشین تھے ان کے خطاب کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

"علامہ شمس بریلوی ان علماء میں تھے جو ایک دو نہیں بیسیوں علوم پر دسترس رکھتے تھے میر حسن کی مثنوی سحر البیان پر علامہ شمس بریلوی کا مقدمہ اتنا جامع ہے کہ ایسی تحریر اس سے قبل میری نظر سے نہیں گزری، شاعری کے علاوہ انھوں نے تراجم کئے، مقدمات لکھے اور تحقیقی و تصنیفی کام بھی کیا۔ عہد حاضر میں علامہ شمس بریلوی اردو ادب کے سب سے بڑے مقدمہ نگار تھے۔ ان کی یاد میں محفل کے انعقاد پر ادارے کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔"

(مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 1998ء، ص 83)

محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے اپنے خطبہ میں جو کچھ بیان فرمایا اُس کا بھی خلاصہ ملاحظہ کیجئے:

"حضرت شمس بریلوی کا علم، علم نافع تھا۔ آج ان کے بعد بھی ان کا علم نفع پہنچا رہا ہے ان کے کارناموں سے اہل علم کو متعارف کرانے کا ادارہ جو علمی و تحقیقی کام کر رہا ہے وہ لائقِ تحسین ہے۔ علامہ شمس بریلوی نے اپنے عہد کے علم وادب

کی نشو و نما کی چنانچہ ہم یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے کہ ان کی شخصیت عہد ساز تھی۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1998ء، ص83)

آپ کے وصال کے باعث نہ صرف ادارہ بلکہ اردو ادب کی دنیا ایک عظیم ادیب، شاعر، مقدمہ نگار سے محروم ہو گئی اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلندی عطا فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قربِ خاص عطا فرمائے آمین!

1997ء کی سالانہ کانفرنس 13 جون 1997ء میں ہوٹل شیرٹن میں منعقد ہوئی جس کی صدارت اس وقت کے کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر محترم المقام پروفیسر ڈاکٹر قاسم رضا صدیقی نے کی جب کہ مہمانِ خصوصی کے طور پر ممبر سینٹ آف پاکستان جناب اجمل خٹک تشریف لائے تھے جو اس وقت عوامی نیشنل پارٹی کے صدر بھی تھے۔ اس موقع پر مجلّہ کے لیے مندرجہ اعلیٰ شخصیات کے پیغامات موصول ہوئے:

(۱)۔ جناب وسیم احمد سجاد، چیئرمین سینٹ آف پاکستان، (۲)۔ جناب الٰہی بخش سومرو، اسپیکر قومی اسمبلی، (۳)۔ جناب اجمل خٹک، صدر عوامی نیشنل پارٹی و ممبر سینٹ، (۴)۔ جناب معراج خالد ڈائریکٹر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، (۵)۔ محترم سیدہ عابدہ حسین وفاقی وزیر حکومتِ پاکستان، (۶)۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر قاسم رضا صدیقی، وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی، (۷)۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، ڈین و پرنسپل اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، (۸)۔ ڈاکٹر محمد اسلم سید، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹوریکل اینڈ کلچرل ریسرچ،

عوامی نیشنل پارٹی کے صدراور ممبر سینٹ آف پاکستان جناب اجمل خٹک صاحب نے بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت فرمائی اور اپنے خطاب میں انہوں نے امام احمد رضا کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آج اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تعلیمات پر چل کر ہی اس ملک میں امن قائم ہو سکتا ہے آپ نے مزید فرمایا:

"میں نے بچپن سے امام احمد رضا خاں کا نام سنا ہے، مجھے فخر ہے کہ فاضل بریلوی کا تعلق ہمارے علاقے سے تھا، فاضل بریلوی سے ہمارا رشتہ عشقِ رسول کا رشتہ ہے اور یہ ہی نکتہ اجماعِ امت کا وسیلہ بن سکتا ہے"۔

انہوں نے مزید ادارے کی پذیرائی کرتے ہوئے کہا:

"میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، نیز میری گذارش وخواہش ہے کہ پشاور اور سرحد کے دیگر علاقوں میں بھی اسی طرح کی کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، روداد1997ء، مجلّہ 1998ء، ص89)

محترم المقام پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر جو پنجاب یونیورسٹی میں ڈین فیکلٹی آف اسلامک واورینٹل علوم تھے وہ اپنے پیغام میں امام احمد رضا کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"حضرت امام احمد رضا خاں ہمارے برصغیر پاک وہند کی ایک مظلوم و محروم علمی شخصیت ہیں، کیونکہ آپ کے مخالفین نے عدل و انصاف سے کام نہیں لیا۔ جس مرتبہ ومقام کے وہ مستحق تھے وہ انہیں نہیں دیا جاسکا لیکن سچائی چھپانے سے کب تک چھپی رہ سکتی ہے، وقت کی جابرانہ گردش حقائق کو بے نقاب کرکے

چھوڑتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ جیسے جیسے اہلِ علم و فضل تعصب و تنگ نظری سے بالاتر ہوکر اعلیٰ حضرت کے علمی وادبی ورثے کا مطالعہ کرینگے بہت ساری غلط فہمیاں اور غلط بیانیاں اپنی موت آپ مرجائینگی۔

فاضل بریلوی ایک بسیار پہلو شخصیت کے مالک ہیں اور ہر پہلو ہمہ طور پر پرکشش اثر انگیز اور دلچسپ ہے وہ جس فن کے میدان میں اترتے ہیں ہر جگہ سے فاتحانہ مراجعت کرتے نظر آتے ہیں۔ حضرت امام کی یہ فتوحات ایک مدت تک اہلِ فکر و نظر کے لیے مرکزِ نگاہ رہے گی اور وہ تحقیقاتِ امام احمد رضا جیسے عظیم اداروں کا کردار آنے والے وقتوں کے لیے سنگِ میل ثابت ہو گا۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1997ء، ص28)

ڈاکٹر محمد اسلم سید صاحب جو ڈائریکٹر تھے National Institute of Historical and Cultural Research، اپنے انگریزی پیغام میں رقمطراز ہیں:

"It is indeed pleasure for me to convey my deepest regards and best wishes to you for undertaking a very important project in research as well as in seminars and conferences to disseminate the contribution of Imam Ahmad Raza in Pakistan. Needless to say that Imam Ahmad Raza was not only a prominent scholar, saint and theologian, but also one of the first architects of Muslim brotherhood in the subcontinent. He tried to highlight those features of south Asian Muslims which unite them and emphasized the tradition of tolerance, understanding and mutual appreciation amongst different sects of Islam. By undertaking this challenge of proper appreciation of his ideas at a time when the Ummah needs such messages which could unite them against those forces which want to create

tensions amongst us. Is indeed a commendable effort. I wish your organization a success in all your future pursuits which I am sure will bring positive results in bringing harmony and understanding between various sections of our community."

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1997ء، ص29)

پروفیسر ڈاکٹر ممتاز بھٹو صاحبہ جو ان دنوں جامعہ سندھ جامشورو میں رئیس کلیہ معارفِ اسلامیہ تھیں اپنے پیغام میں امام احمد رضا کی مکمل تعلیمات کو سمیٹ لیا ملاحظہ کریں آپ کے پیغام کا متن:

"مجھے یہ جان کر بے انتہا خوشی ہوئی ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا حسب سابق اس سال بھی برصغیر پاک وہند اور عالم اسلام کی ایک مستند اور نابغۂ روزگار شخصیت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرنے کی غرض سے امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کررہا ہے۔ جس میں دنیا بھر سے محقق، مدبر، مفکر، علمائے عظام اور بزرگانِ دین کی شرکت متوقع ہے۔

امام احمد رضا نے تقریباً ستّر مختلف علم وفنون پر ایک ہزار کتابیں تحریر فرمائیں، آپ نے تقریباً سو سال قبل مسلمان برصغیر کے لیے خصوصاً اور پورے عالمِ اسلام کے لیے ایک فکری انقلاب برپا کیا۔ انہوں نے اپنی تصنیفات، تالیفات اور تبلیغی عمل کے ذریعے شکست خوردہ اور مایوسی وناامیدی کی شکار ملّتِ اسلامیہ کو ایک ولولہ تازہ دیا اور حبِّ رسول کو نین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان وایقان کی بنیاد قرار دیتے ہوئے روحانیت کی نئی کیفیتوں سے ہمکنار کیا۔ اسلام کی آفاقیت، باہمی

اتحاد و ہم آہنگی، خالقِ کائنات کی بندگی اور محبوب خالق کائنات ﷺ سے محبت ان کی تعلیمات کا مرکزی نقطہ رہے۔

آپ نے علمی اور فکری میدان میں دو قومی نظریے کو تقویت دی اور مسلمانوں برصغیر کے لیے علیحدہ مملکت کے تصور کو جلا بخشی، میں سمجھتی ہوں کہ امام احمد رضا کی تعلیمات، ان کی شخصیت ان کا کردار ہمارے لیے آج بھی مشعل راہ ہیں اور ان کی پیروی میں ہی ہمارے گوناں گوں مسائل کا حل مضمر ہے۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1997ء، ص27)

اس سال مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس میں بھارت کے معروف نقاد اور شاعر پروفیسر وسیم بریلوی جو ان دنوں بریلی پوسٹ گریجویٹ کالج کے صدر شعبۂ اردو تھے ان کے ایک مقالے کا اقتباس بعنوان "سرمایہ سعادت" یہاں ضرور شیئر کرنا چاہوں گا جس میں انہوں نے امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کو اردو شاعری کی 2سو سالہ تاریخ میں اعلیٰ نمونہ قرار دیا:

"ایک بڑا تخلیقی ذہن اپنے عہد کے تنقیدی معیاروں کو بے حقیقت بنانے کا فن جانتا ہے۔ غیر شعوری طور پر ہی وہ کچھ ایسا کر جاتا ہے کہ تنقید اس کے فن سے آنکھ ملانے کی ہمت نہیں کرپاتی۔ اردو شاعری کے ناقدین نے "میر" سے لیکر "فراق" تک سبھی کے قد ناپے مگر اردو غزل کے بہترین پارکھ نے بھی یہ ہمت نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں کی نعت کے منفرد رکھ رکھاؤ سے بحث کر سکتا۔ اردو کے بڑے شاعروں کا سارا بڑا پن شاعرانہ سحر کاریوں کے گرد گھومتا ہے۔ ان سب کا جلوہ ایک جگہ اور پورے فکری و فنی التزام کے ساتھ اگر دیکھنا ہو تو فاضل بریلوی کی "حدائق بخشش" دیکھیں۔

یہاں میر کی دردمندی بھی ہے، غالب کا تفکر بھی، مومن کی شائستہ نظری بھی ہے، سودا کی خلاقی ذہنی بھی، درد کی عارفانہ سادگی بھی ہے، ذوق کی زبان دانی بھی، اقبال کی فلسفیانہ گہرائی بھی ہے، حالی کی عاجزی وانکساری بھی، جگر کی والہانہ ربودگی بھی ہے، فانی کی فلسفیانہ نظری بھی، حسرت کی واقعیت بھی ہے اور اصغر کی معرفت پسندی بھی۔

کہنا یہ ہے کہ اردو شاعری کی دوسوسالہ تاریخ میں جو طرزِ فکر کا اعتبار رونما ہوا ہے اس کی اعلیٰ ترین عکاسی کا بہترین نمونہ حضرت فاضل بریلوی کی نعت نگاری ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ ایک رنگ کی تلاش میں ہزار رنگوں سے ہو کر نہیں گزرے۔ قدرت کا ان پر احسان تھا کہ ان کی نگاہ حقیقت شناس اٹھی تو محبوب حق پر، رکی تو محبوب حق پر۔ ایک ہی رنگ میں آنکھ ایسی رنگی کہ جملہ مظاہر کائنات حسن نگاہ ہو کر رہ گئے۔ عشقِ رسول میں غرق ہو کر انہیں شاید خود اندازہ نہ ہو کہ وہ اردو کی اعلیٰ ترین شاعری کے کن کن مقامات کو چھو گئے۔ وہ تو عشقِ سرور عالم میں غوطہ رہے، انہیں کیا پتہ کہ ان کے عشق میں وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ان کا کہا ہوا نہیں لگتا۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی کہلوا رہا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں۔ یہ بات اردو کے کسی شاعر کے یہاں ہے ہی نہیں۔ اس لیے ان کی شاعرانہ انفرادیت کو کسی بھی بڑے سے بڑے ناقد شعر کے لیے تسلیم کرنا سرمایہ سعادت سے کم نہیں۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1997ء، ص45)

آخر میں ڈائریکٹر آف ایجوکیشن برائے اسکول کراچی محترم جناب پروفیسر انوار احمد زئی کے مقالے "ایشیا کا عظیم محقق" سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے جس

میں آپ نے بتایا کہ اللہ عزوجل نے امام احمد رضا سے ان کی عمر (64سال) سے بھی 10 گناہ زیادہ کام لیا آپ رقمطراز ہیں:

"ایک دفعہ افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری عمر سے دس گناہ زیادہ کام میرے ذمے فرمادیا ہے اگر دس آدمی میری مدد کو ہوتے تو جو کچھ سینے میں ہے کسی قدر باہر آجاتا اور ایک دفعہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میری عمر سے دس گناہ کام لے لیا ہے۔ یہ اس کا انتہائی فضل و کرم ہے۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1997ء، ص40)

غالباً اسی تحدیث نعمت پر فرمایا:

کام وہ لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑو درود

13واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1998ء:

6/جون 1998ء میں ہالی ڈے ان کراؤن پلازہ ہوٹل کراچی میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ظفر علی نعمانی کی صدارت میں منعقد ہوئی تھی جس میں وفاقی وزیر تعلیم جناب جسٹس سید غوث علی شاہ اور مصر کی معروف درسگاہ جامعۂ الازہر سے تشریف لائے ہوئے محترم المقام پروفیسر ڈاکٹر سید محمد حازم المحفوظ الازہری مہمانان خصوصی تھے اسی کانفرنس میں الازہر کے نوجوان فاضل ریسرچ اسکالر جناب علامہ مولانا مشتاق احمد الازہری نے بھی اپنا عربی زبان میں مقالہ پیش کیا تھا۔ مولانا مشتاق الازہری پہلے پاکستانی طالب علم ہیں جنھوں نے جامعۃ الازہر سے امام احمد رضا کی فقاہت پر ایم فل کا مقالہ بعنوان الامام "احمد رضا واثرہٗ فی الفقہ لحنفی" لکھ کر سند حاصل کی تھی اس مقالے کو ادارے نے 2005ء میں

شائع بھی کیا تھا۔ ادارے کی طرف سے مولانا مشتاق کو امام احمد رضا ریسرچ سلور میڈل بھی پیش کیا گیا تھا۔

اس سال کانفرنس کے موقع پر مجلّہ امام احمد رضا میں پیغامات بھیجنے والوں میں ملک کی کئی مقتدر شخصیات شامل تھیں جن کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔ جناب سردار محمد ابراہیم خاں، صدر آزاد جموں و کشمیر۔

(۲)۔ راجہ محمد ظفر الحق وفاقی وزیر مذہبی امور و اقلیتی امور۔

(۳)۔ ڈاکٹر عبد القدیر خاں، ریسرچ لیبارٹیز کہوٹہ، حکومت پاکستان۔

(۴)۔ میاں انوار الحق رامے، وفاقی پارلیمانی سیکریٹری حکومت پاکستان۔

(۵)۔ حاجی محمد اکرم انصاری، وفاقی پارلیمانی سیکریٹری صنعت و تجارت حکومتِ پاکستان۔

(۶)۔ جناب صغیر اسد حسن، چیف سیکریٹری حکومت آزاد کشمیر۔

(۷)۔ ڈاکٹر نذیر احمد مغل وائس چانسلر، سندھ یونیورسٹی جامشورو۔

(۸)۔ پروفیسر ڈاکٹر عاشق محمد خاں درانی وائس چانسلر بہاءالدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان۔

(۹)۔ جناب نذیر ناجی، چیئرمین اکادمی ادبیات، پاکستان۔

(۱۰)۔ جناب محمد ذاکر علی علیگ، مدیر ماہنامہ تہذیب، کراچی۔

اب ملاحظہ کریں اوپر درج کئے گئے ناموں میں سے چند اہم شخصیات کے پیغامات میں سے اقتباسات محترم المقام جناب سردار محمد ابراہیم خاں صدر آزاد کشمیر امام احمد رضا کو عظیم فقیہ اور مذہبی رہنما قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"برصغیر میں مسلم اقدار کے تحفظ، مسلمانوں میں دینی تعلیم کے فروغ، سماجی شعور کی ترویج اور مسلمانوں کے جداگانہ سیاسی و سماجی تشخص کے تحفظ کے لیے آپ کی خدمات جلیلہ سنہری حروفوں سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1998ء، ص15)

مملکت پاکستان کے نامور ایٹمی سائنسدان اور پاکستان میں ایٹم بم کے موجد اور خالق اور پاکستان کے دفاع کو ناقابلِ تسخیر بنانے والے محبِ وطن فخر پاکستان محترم المقام عزّت مآب جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خاں جو ڈاکٹر اے کیو خاں ریسرچ لیبارٹریز کہوٹہ پلانٹ کے ڈائریکٹر اور روحِ رواں ہیں امام احمد رضا کی 18ویں سالانہ کانفرنس 1998ء کے موقع پر اپنے پیغام میں امام احمد رضا کے سائنسی نظریات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے رقمطراز ہوئے:

"آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک اہم پہلو سائنس شناسائی بھی ہے۔ سورج کو حرکت پذیر اور محوِ گردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل بڑے اہمیت کے حامل ہیں"۔ (مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1998ء، ص21)

حکومت پاکستان کے وفاقی پارلیمانی سیکریٹری برائے صنعت و تجارت محترم المقام جناب حاجی محمد اکرم انصاری اپنے پیغام میں امام احمد رضا کو مجدد تسلیم کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"آج ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ آپ بلاشبہ اپنے دور کے مجدد تھے۔ اس وقت جب اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کے قلوب سے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نکالنے کی سازشیں کر رہی تھیں حضرت امام نے ان کی سازشوں کو بے نقاب کیا"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1998ء، ص23)

جامعہ بہاؤ الدین ذکریا کے شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر عاشق محمد خاں درانی صاحب نے امام احمد رضا کو علوم عقلی اور نقلی کا جامع ذات قرار دیتے ہوئے جو اظہارِ خیال فرمایا وہ ملاحظہ کیجئے:

"امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات اپنے عہد کی علوم عقلی اور نقلی کی جامع ذات تھی۔ تحریکِ سرسید نے جس عقل پرستی کو عام کیا امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک نے اس کے بالمقابل دلوں کو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گرمایا اور عقل کے بجائے جذبے سے سوز یقین پیدا کیا۔ عالم اسلام کے اتحاد کے لیے عشقِ مصطفیٰ ہی کو جذبہ محرک بنایا جاسکتا ہے۔ تحقیقی ادارہ جو امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے فروغ کے لیے کام کر رہا ہے وہ یقیناً ملک وملّت کو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آشنا کر رہا ہے"۔(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،1998ء، ص28)

Pakistan Academy of Letters یعنی اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئرمین محترم جناب نذیر ناجی نے امام احمد رضا کو صرف اپنے عہد ہی کی نہیں بلکہ آنے والے عہدوں کی شخصیت قرار دیا جن سے ہر عہد کے لوگ فیض یاب ہوتے رہیں گے ملاحظہ کریں ان کے پیغام کا متن:

"بعض شخصیات ایک عہد میں پیدا ہوتی ہیں اور اپنے کارناموں سمیت اسی عہد میں ختم ہو جاتی ہیں مگر بعض شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جو اگرچہ اپنے علم وفضل کے باب، ایک عہد میں کھولتی ہیں مگر ان کے اثرات آنے والے زمانوں تک پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے اپنے زمانے میں اور ان کے بعد آنے والے زمانے کے لوگ ان سے اس طرح مستفیض ہوتے ہیں کہ وہ شخصیت ہر عہد میں

زندہ و جاوید رہتی ہے۔ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی بھی ان بزرگانِ دین میں شمار ہوتی ہے جن سے لوگ آج تک فیض یاب ہو رہے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔

حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات اور عملی کاوشوں سے جس طرح اسلامی تشخص کی تعمیر و تشکیل، اور سیرت طیبہ کی تفسیر کی وہ ہر صالح مسلمان کے لیے دونوں جہان کی بھلائی کا درجہ رکھتی ہے۔ جہاں ایک طرف ذاتِ الٰہی سے ان کی والہانہ وابستگی ہر مسلمان کے لیے قابلِ رشک ہے، وہیں ان کی نعتوں کے وسیلے سے پیغمبر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے پیار واحترام کے رشتے ہر صاحب دل کے لیے رموز گوشے وا کرتے ہیں۔ جہاں اسلام کی حقیقی روح رواں دواں نظر آتی ہے۔

حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار کتب تحریر فرمائیں، جن میں ذات و کائنات اور دین و دنیا کے ہر موضوع پر ان کے عالمانہ ارشادات ان کے علم و فیض کے گواہ ہیں۔ ایسی شخصیات کی یاد ہر سال تازہ کرنا ہم سب پر فرض ہے میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اراکین کو حضرت امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں کانفرنس منعقد کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کانفرنس کی کامیابی کی دعا کرتا ہوں"۔ (مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1998ء، ص29)

آخر میں ملاحظہ کریں جناب محمد ذاکر علی علیگ کا پیغام جو علیگڑھ مسلم یونیورسٹی اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کراچی سے نکلنے والے ماہنامہ تہذیب کے مدیر اعزازی رہے آپ نے امام احمد رضا کو دینِ اسلام کا ایک بڑا دینی دانشور قرار دیا اپنے تفصیلی پیغام میں رقمطراز ہیں:

”ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ایک فعال ادارہ ہے جو گزشتہ اٹھارہ برسوں سے سرگرمِ عمل ہے دین کے فروغ کی کوششوں کے علاوہ ہر سال امام احمد رضا کانفرنس منعقد کرنا اس ادارے کی روایت رہی ہے جس کے ذریعے برصغیر پاک وہند بلکہ عالم اسلام کے بلند پایہ دینی رہنما، محقق، فقیہ، ریاضی داں اور بے مثال نعت گو شاعر کی تعلیمات اور خدمات سے اہلِ عالم کو روشناس کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو ایک گرانقدر خدمت ہے۔

اعلیٰ حضرت (1856۔1921) نے کم وبیش ستر موضوعات پر بے شمار کتابیں تخلیق کیں علم ہئیت علم الافلاک، حدیث، فقہ، فتاویٰ، علم ہندسہ، فلسفہ، تفسیر غرض کوئی موضوع ایسا نہیں تھا جو ان کی دسترس سے باہر ہو انہوں نے زندگی کے ہر موڑ پر چراغ غارِ حرا سے روشنی حاصل کی اور ایسی شمعیں روشن کیں جو ذہنوں کو اجالوں سے فیضیاب کرتی چلی آرہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اتنے بڑے دینی دانشور پر جس نہج پر تحقیقی کام ہونا چاہیے تھا وہ نہیں ہوا اور اس کوتاہی کا ازالہ وقت کی اہم ضرورت ہے“۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1998ء، ص32)

14واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1999ء:

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی جانب سے 19ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس ہوٹل ریجنٹ پلازہ کراچی میں 17/جولائی 1999ء کو منعقد ہوئی جس کی صدارت جامعہ کراچی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر سید ظفر حسین زیدی نے فرمائی جب کہ مہمانِ خصوصی کے طور پر میاں انوار الحق رامے وفاقی پارلیمانی سیکریٹری برائے وزارت اطلاعات تشریف لاتے تھے۔ اس موقع پر مجلّہ امام

احمد رضا کانفرنس 1999ء میں جن مقتدر شخصیات نے اپنے پیغامات بھیجے ان میں کئی پیغامات عرب دنیا سے بھی موصول ہوئے تھے ملاحظہ کیجئے ان سب کے نام:

(۱)۔ حضرت علامہ دکتور حسین مجیب المصری استاذ جامعۃ عین الشمس مصر۔

(۲)۔ دکتور حازم محمد محفوظ جامعۃ الازھر شریف قاہرہ، مصر۔

(۳)۔ حضرت علامہ مفتی محمد سبحان رضا خاں سجادہ نشین و متولی خانقاہ قادریہ، رضویہ، بریلی۔

(۴)۔ حضرت صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم صوبائی وزیر اوقاف حکومت پنجاب۔

(۵)۔ ڈاکٹر محمد حسین قاضی شیخ الجامعہ جامعہ ہمدرد کراچی۔

(۶)۔ پروفیسر ڈاکٹر سید ظفر حسین زیدی شیخ الجامعہ جامعہ کراچی۔

(۷)۔ ڈاکٹر حسن محمود الشافعی، صدر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی 19 ویں سالانہ کانفرنس میں ڈاکٹر حسن محمود الشافعی اپنے انگریزی پیغام رقمطراز ہیں:

He is one of the important Islamic, intellectual and spiritual figures of the Indian Sub-Continent and has influenced the lives of millions of Muslims in this area. Where he has contributed hundreds of books on the Islamic Sciences, his contribution to the Hanafi School of Thought is of immense Value as well and brings out his eminence in the field of jurisprudence.

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1999ء، ص 11)

جامعہ کراچی کے وائس چانسلر محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر ظفر حسین زیدی خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے پیغام میں رقمطراز ہیں:

”مسلمانوں کے تعلیمی نظام اور تشخص کو اس وقت زبردست دھچکا لگا جب آج سے سو سال قبل انگریزوں نے ہندوؤں کے ساتھ ساز باز کر کے ہند کی معیشت پر قابض ہوئے۔ اس پر آشوب دور میں اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ جیسی باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا۔ آپ کی تصانیف اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب برپا کر دیا۔ امام احمد رضا کی شخصیت جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز تھی۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1999ء، ص12)

جامعہ ہمدرد کے شیخ الجامعہ جناب ڈاکٹر محمد حسین قاضی صاحب نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کی زندگی کے کسی ایک پہلو کے احاطہ کو بھی ناممکن قرار دیا اور نشاۃ ثانیہ کا بانی قرار دیا:

”امام احمد رضا محدث بریلوی ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے جس کی زندگی کے کسی ایک پہلو کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے جہاں فقہ اور دیگر شرعی مسائل پر سیر حاصل بحثیں کیں اور اہم تصانیف تالیف کیں وہیں ان کی بصیرت افروز نگاہ نے اپنے زمانے میں جدیدیت اور سائنس کے نام پر اسلام میں در آنے والی لغویات اور بدعتوں کو بھی بھانپا اور انھوں نے نہ صرف ایسے مضامین تحریر کیے جن کی اہمیت اور تازگی روز اوّل کی طرف تازہ ہے۔ بلکہ انہوں نے میدانِ عمل میں بھی باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

امام احمد رضا خاں کو اگر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا بانی کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ آپ نے ان تمام قوتوں کو منہ توڑ جواب دیا جو سائنس کے نام پر اسلامی عقائد میں

ردوبدل کے خواہ تھیں، آپ نے ایک ایسے تعلیمی نظام کی تعبیر پر زور دیا جس کو بنیاد صحیح اسلامی فکر اور عقائد پر قائم ہو اور اس تناظر میں وہ جدید علوم کی تصویر کشی کرتا ہو"۔(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،1999ء،ص13)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا اسلام آباد برانچ نے بھی 1998ء میں اسلام آباد ہوٹل میں ایک عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا تھا یہ کانفرنس اسلام آباد برانچ کے چیئرمین جناب کے ایم زاہد کی کاوش سے منعقد ہوئی تھی انہوں نے محترم جناب وسیم سجاد چیئرمین سینٹ کو صدارت کے لیے مدعو کیا تھا مگر وہ عین کانفرنس کے موقع پر سرکاری مصروفیات کے باعث حاضر نہ ہوسکے مگر اپنے خطبہ صدارت کو انہوں نے لکھ کر بھیجوادیا تھا جس کو ہم نے مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1999ء میں پورا شائع کیا تھا اس میں سے ایک اقتباس یہاں پیش کیا جارہا ہے:

"امام احمد رضا خاں کے علوم وفنون کے حوالے سے لب کشائی کرنا میرا مدعا ہے نہ منصب، کیوں کہ اس کے لیے کثیر المطالعہ ہونا ضروری ہے اس پر تو اہلِ علم وفن اور محقق حضرات بہتر روشنی ڈال سکیں گے لیکن میں ان کی ہمہ جہت شخصیت کے روشن پہلوؤں سے چند پر ضرور گفتگو کرنے کی جرأت کروں گا۔ قبل اس کے کہ میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں امام اجل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کی وسیع المطالعہ اور تبحر علمی کی ایک جھلک آپ کو دکھاؤں جس سے آپ کو اندازہ ہوسکے گا کہ امام احمد رضا کے علمی مقام ومنصب پر کچھ کہنا کتنا مشکل کام ہے۔

امام صاحب سے ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا کہ حضرت آپ کے مطالعہ میں حدیث شریف کی کتنی کتب رہتی ہیں۔ آپ نے بلا تکلف پچاس کتب کے نام گنادیئے اور پھر بڑی انکساری سے فرمایا کہ اس وقت فقیر کو اتنے ہی نام یاد آرہے

ہیں۔ کسی محقق اور عالم کا اپنی لائبریری میں بیٹھ کر جہاں ہر موضوع پر اہم کتب اور حوالہ جاتی تصانیف موجود ہوں، کسی موضوع پر کچھ تحریر کرنا نسبتاً زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ حالت سفر میں یا دیارِ غیر میں تمام ماخذ علمی سے دور ہو، لیکن اس کے باوجود اگر کوئی عالم اس حالت میں بھی تمام مراجع وماخذ کے حوالہ جات کے ساتھ اپنا کوئی تحقیقی شاہکار پیش کرتا ہے تو یہ اس کی ذہانت اور وسعتِ علمی کا کمال ہوگا"۔

آگے چل کر ایک مزید واقعہ نقل کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت اپنی اواخر عمر میں جبکہ آپ سخت بیمار اور نحیف کمزور تھے اپنے شہر سے دور ایک پر فضا مقام میں مقیم ہوئے تاکہ سرد موسم کی وجہ سے وہ آسانی سے ماہ رمضان کے روزے رکھ سکیں۔ کسی صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے ایک اہم مسئلہ کی تحقیق کے لیے آپ کو خط تحریر کیا امام احمد رضا نے کئی صفحات پر مشتمل اس کا کافی وشافی جواب عطا فرمایا اور مزید لکھا کہ "فقیر حالت سفر میں ایک گاؤں میں مقیم ہے جہاں میرے پاس کوئی کتاب نہیں ہے اور میں سخت بیمار بھی ہوں۔ آپ کو چاہیے تھا کہ بریلی میری واپسی کا انتظار فرماتے بہر حال مجھے اس موضوع کی تحقیق پر 33 کتب کے حوالہ جات یاد تھے جو میں نے اس تحقیق میں نقل کر دیئے ہیں"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1999ء، ص21)

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو قائم ہوئے دو دہائیاں مکمل ہو رہی تھیں ادھر بیسوی صدی عیسوی ختم ہو رہی تھی اور اکیسویں صدی کا آغاز ہوا جارہا تھا۔ راقم نے اپنی پرسنل ڈائری میں 31/ دسمبر 1999ء کی آخری شام کا مختصر احوال تحریر کیا تھا جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ 31/ دسمبر کو جمعہ کا دن تھا اور رمضان المبارک

کا مہینہ 23واں روزہ تھا اور یہ 1420ھ کا سال تھا۔ اس وقت راقم شعبہ ارضیات کا چیئر مین اور شعبہ پیٹرولیم کا بھی چیئر مین بنایا جاچکا تھا اور الحمدللہ 45سال کی عمر میں جامعہ کراچی کا مکمل پروفیسر بھی بنادیا گیا تھا اور جامعہ کراچی میں 22سال کی سروس مکمل ہوچکی تھی جب کہ ادارۂ تحقیقات میں راقم کی خدمات کو 18سال ہوگئے تھے اس وقت تک 15 معارفِ رضا کے سالانہ شمارے راقم کی ادارت میں شائع ہوچکے تھے جب کہ راقم کی 15 کتابیں بھی شائع ہوچکی تھیں اور 1999ء میں راقم کی سب سے زیادہ یعنی 6 کتابیں شائع ہوتی تھیں جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(1)۔ کنزالایمان اور دیگر اردو قرآنی تراجم Ph.D کا تھیسس، (ادارہ)

(2)۔ امام احمد رضا اور علمائے لاہور، (بتعاون پروگریسو بک، لاہور)

(3)۔ امام احمد رضا اور علماء ڈیرہ غازی خاں، (بتعاون رضا اسلامک سینٹر ڈی۔جی، خاں)

(4)۔ امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان (بتعاون بزم عاشقان مصطفیٰ لاہور)

(5)۔ مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا، (ادارہ)

(6)۔ علامہ شمس بریلوی، (ادارہ)

15واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2000ء:

1999ء کا سورج غروب ہوا روزہ کھولا اور اکیسویں صدی عیسوی کی پہلی شب کی مغرب کی نماز ادا کی اور ملک کے لیے ادارہ کے لیے اور عالم اسلام کی سربلندی کے لیے دعائیں کیں۔

نئی صدی عیسوی کی پہلی اور ادارہ کے 20ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس 14/ مئی 2000ء کو بروز اتوار کراچی کے دھوراجی کالونی کے معروف کمیونٹی ہال رنگون والا میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت معروف عالم دین، امام احمد رضا کے خلیفہ اجل حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی قادری رضوی

(م1954ء) علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی (م2003ء) علیہ الرحمہ جو اس وقت ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ تھے اور جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ بھی تھے انہوں نے فرمائی۔ اس کانفرنس میں متعدد علمائے اہلِ سنّت نے شرکت فرمائی اور مقالات پیش کئے ان میں سے چند نام ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

(1)۔صاحبزادہ سید حامد سعید شاہ کاظمی صاحب،(2)۔حضرت علامہ غلام محمد سیالوی صاحب، (3)۔حضرت علامہ مولانا مفتی احمد میاں برکاتی صاحب، (4)۔شاہ فرید الحق قادری صاحب،(5)۔علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب، (6)۔پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبداللہ قادری صاحب وغیرہ۔

شاہ احمد نورانی کے خطبۂ صدارت کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

”برصغیر پاک وہند کی تاریخ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے احسانات سے بھری پڑی ہے، دنیا کے سارے اسلامی ملکوں میں یہ قابل فخر واعزاز صرف پاکستان کو حاصل ہوا کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکار ختم نبوت کی بنیاد پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قانون اور سیاسی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کردیا۔ پاکستان کی پارلیمنٹ کے اس فیصلے میں امام احمد رضا کے ان فتاویٰ کو کلیدی حیثیت حاصل رہی جو انہوں نے فتنۂ قادیانیت اور فتنہ انکار ختم نبوت کے رد میں تحریر فرمائے تھے، میری معلومات کے مطابق پورے عالم اسلام میں امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے فتنہ قادیانیت کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ صادر فرمایا“۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2001ء، ص71)

اس سال بھی ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی اسلام آباد برانچ نے محترم کے۔ایم۔زاہد کی سربراہی میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کرایا جس کے مہمانِ خصوصی آزاد حکومت جموں وکشمیر کے صدر سردار ابراہیم خاں تھے جب کہ صدارت کی حیثیت سے ممتاز مذہبی وروحانی اسکالر، آستانہ عالیہ نقشبندیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر کے سجادہ نشین اور محی الدین اسلامی یونیورسٹی آزاد کشمیر کے چانسلر حضرت علامہ مولانا پیر علاؤالدین صدیقی شریک محفل تھے۔

حضرت پیر علاؤالدین صدیقی نے خطبہ صدارت میں فرمایا:

"امام احمد رضا کو ہر علم وفن میں مہارت حاصل تھی وہ نظم ونثر ہر دومیدانوں کے شہ سوار تھے ان کی ذات عشق رسول کا سرچشمہ اور ترجمہ قرآن کنزالایمان نہایت فصیح وبلیغ ہے۔ ان کی ذات ہی برصغیر میں عشق رسول کو پروان چڑھانے کا ذریعہ بنی، ایسی عظیم ہستی کی یاد میں کانفرنس انعقاد پر میں محترم جناب کے ایم زاہد صاحب چیئرمین ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا اور ان کی ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں"۔

سردار محمد ابراہیم خاں نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کو امام احمد رضا کا فیضان کرادیا:

"آپ نے دینی وملی کارناموں کے ساتھ ساتھ میدان سیاست میں بھی فکری رہنمائی کا کارنامہ انجام دیا آج میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ ملکِ پاکستان بھی امام احمد رضا ہی کا فیضان ہے"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2001ء، ص74-73)

اسلام آباد میں کانفرنس کے موقعہ پر وہاں سے بھی مجلّہ شائع کیا گیا تھا اس میں بھی کئی اہم شخصیات کے پیغامات موصول ہوئے تھے اس میں سے بھی چند اقتباسات ملاحظہ کریں۔

الجامعۃ النظامیہ الرضویۃ لاہور کے مہتمم محترم المقام جناب مفتی عبد القیوم ہزاروی نے امام احمد رضا کے فتاویٰ کو عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا قرار دیا آپ رقمطراز ہیں:

”آپ کے سینکڑوں تحقیقی رسائل کے علاوہ بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل ”العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ“ المعروف ”فتاویٰ رضویہ“ آپ کا بلند پایۂ تحقیقی شاہکار ہے۔ جو خزائن علمیہ اور ذخائر فقیہ کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی ہجری کا عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا ہے۔ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ کے زیر اہتمام دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ جدید انداز سے اس کی اشاعت ہو رہی ہے جس میں ایک اندازے کے مطابق 30 جلدیں بنیں گی، بلاشبہ یہ دنیا کا عظیم ترین فتاویٰ ہے“۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، اسلام آباد، 2000ء، ص10)

نئی صدی عیسوی پر ادارہ کی جانب سے بھی اپنے قارئین کو نیا تحفہ دیا گیا۔ پچھلے 20 سالوں سے معارفِ رضا کا سالنامہ شائع کیا جارہا تھا جو اردو، انگریزی اور چند عربی مقالات پر مشتمل ہوتا تھا۔ اکیسویں صدی کے آغاز پر مجلس منتظمہ میں یہ فیصلہ کیا کہ اب ہر سال معارفِ رضا اردو، انگریزی، اور عربی میں سالناموں کے طور پر علیحدہ علیحدہ شائع کئے جائیں گے چنانچہ آغاز کر دیا گیا اور 2000ء میں پہلی مرتبہ، انگریزی اور عربی میں بھی معارفِ رضا کے سالنامے شائع ہوئے

ساتھ ہی ساتھ یہ بھی طے کیا گیا کہ ان سالناموں کے علاوہ اب جنوری 2000ء سے ماہنامہ معارفِ رضا اردو میں الگ شائع کیا جائے گا چنانچہ جنوری 2000ء میں پہلے شمارے کا اجرا ہوا۔ اس پہلے جریدہ کی ادارت بھی راقم کے سپرد رہی جبکہ نائب مدیر کی حیثیت سے ادارے کے آفس سیکریٹری جناب ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کی خدمات حاصل کی گئیں ادارے کے صدر اس ماہنامہ معارفِ رضا کے چیف ایڈیٹر رہے آپ اپنے اداریہ میں اس ماہنامہ کی افادیت اور اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"گزشتہ کئی سالوں سے ہم سے یہ تقاضا کیا جارہا تھا کہ سالنامہ کے بجائے ماہنامہ کے طور سے نکالا جائے تا کہ عبقری الشرق کے افکار وخیالات اور تحقیقات وتصنیفات سے زیادہ سے زیادہ اور جلد از جلد استفادہ اہلِ علم کر سکیں۔ واضح ہو کہ "معارفِ رضا" کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ واحد علمی اور ادبی سالانہ مجلّہ ہے جو گزشتہ تقریباً 20 سال کے طویل عرصے سے محض ایک شخصیت کی حیات وکارناموں کے حوالے سے شائع ہورہا ہے تو اس شخصیت کی عبقریت، اس کے علمی موضوعات کی وسعت اور تحقیقاتی مواد کے تنوع کا کیا عالم ہوگا؟ اس کا کچھ اندازہ معارفِ رضا کے مختلف شماروں کے مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے۔

انہی وجوہات کی بناء پر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ جنوری/2000ء سے "معارفِ رضا" ماہنامہ علمی و ادبی مجلّہ کے طور سے شائع کیا جائے لیکن امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر (ہر سال صفر المظفر میں) اس کا سالانہ اجراء بطور سالنامہ حسبِ سابق جاری رہے گا"۔

(وجاہت رسول قادری، "اپنی بات"، شمارہ جنوری، 2000ء، ص5)

راقم نے بھی اس ماہنامہ معارفِ رضا کے لیے ایک سلسلہ بعنوان امام احمد رضا اور سائنس شروع کیا جس کا پہلا مقالہ بعنوان ''مام احمد رضا اور پانی کی رنگت'' جنوری کے شمارے میں شائع ہوا تھا یہ سلسلہ کئی ماہ جاری رہا۔ اس سال مالی دشواریوں کے باعث اور اشتہارات کم ملنے کے باعث سالنامہ معارفِ رضا اردو اور مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2000ء ایک ساتھ شائع کر دیا گیا اس موقعہ پر پیغامات بھی زیادہ موصول نہ ہوئے جو پیغامات موصول ہوئے ان میں نمایاں شخصیات ائیر مارشل ریٹائرڈ عظیم داؤد پوتہ صاحب گورنر سندھ تھے جنہوں نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کی خدمات جلیلہ کو تحریکِ پاکستان میں دو قومی نظریہ کی روح قرار دیا آپ لکھتے ہیں:

''وہ عالم جس کی فکر و نظر اور قرطاس و قلم کا مرکز قرآن حکیم اور حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہو وہی داعی حق و صداقت ہوتا ہے بلاشبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے ہی عالم تھے جنہوں نے مسلمانانِ عالم اور بالخصوص مسلماناں برصغیر پاک وہند میں ملی تشخص کو اجاگر کرنے اور دینی حمیت کو پیدا کرنے میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔

امام احمد رضا کی مساعی جمیلہ نے برصغیر میں دو قومی نظریہ کی حقیقی روح پھونکی جس سے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے عزم و ارادوں کو بڑی تقویت پہنچی اور حصول مملکت خداداد پاکستان ممکن ہوا۔۔۔۔ انہوں نے زندگی کے مختلف شعبوں میں مسلمانوں کی رہبری کا فریضہ انجام دیا اور ساری عمر علم کی ترویج واشاعت میں گزاری''

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2000ء، پیغام داؤد پوتہ، ص III)

اس مجلّہ اور معارفِ رضا سالنامہ 2000ء میں ایک اہم مقالہ عالمی شہرت یافتہ اسکالر کا بھی شائع ہوا، یہ مقالہ دکتور حسین مجیب المصری کا بعنوان "مولانا احمد رضا واللغة العربية" شائع ہوا اس مجلّہ میں راقم نے ادارہ کے سابق سرپرست اور دنیائے اردو کے عظیم محقق، دانشور، مقدمہ نگار اور شاعر جناب حضرت شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی کی 5000/ اشعار پر مشتمل مثنوی "آفتابِ افکارِ رضا" کی پہلی قسط شائع کی گئی بقیہ اقساط دیگر ماہنامہ میں شائع ہوتی رہیں۔ راقم نے ایک موقعہ پر حضرت شمس سے صرف اتنا کہا تھا کہ حضرت آپ نے امام احمد رضا پر کوئی منقبت نہیں لکھی اس پر آپ نے فرمایا:

"جو منقبت میں پیش کروں گا وہ صرف چند اوصاف کا بیان نہ ہو گا بلکہ میں جو کچھ کہوں گا وہ صدہا اشعار پر مشتمل ہو گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اعلیٰ حضرت کی چند خوبیاں ہوں تو ان کو چند اشعار میں بیان کر دیا جائے وہ تو ایک مجموعہ کمالات تھے کہ انسان بیان کرتے کرتے اور کہنے والے کہتے کہتے تھک جائے پھر بھی یہ کہا جائے گا کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ پس بیشمار خوبیاں چند اشعار میں کس طرح بیان کی جا سکتی ہیں۔ میں نے اب یہ ارادہ کیا ہے کہ اعانت اعلیٰ حضرت کے آپ کے علوم و فنون اور گرانمایاں تصانیف پر ایک منظوم تبصرہ پیش کروں گا اس کو آپ منقبت کہہ لیجئے گا یا منظوم تبصرہ! انشاء اللہ مثنوی معنون کے بحر میں یہ تبصرہ کچھ عرصے بعد آپ کی نذر کروں گا۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2000ء، کلیاتِ شمس، ص49)

قارئین کے ذوق کے لیے حضرت شمس کی کلیات سے "تعارفِ امام احمد رضا" کی منظوم کلام کی ایک جھلک ملاحظہ کریں:

بہر آغاز سرور و دلپذیر
بن گئی تحریر نغمہ، ہر صریر
ہر صدائے نغمہ ہے شیریں ادا
ساز کے پردوں سے آتی ہے صدا
اے فقیہہ بے عدیل و بے مثال
وصف تیرا اور زبانِ گنگ و لال
بحر رائق آپ میں رش حقیر
ایک ذرہ، سامنے مہر منیر
اے جہانِ علم و فضل و نامدار
کوہ تیرے سامنے ہے کاہ وار
علم وفن کا ایک طغرائے حسیں
ہیچ جس کے سامنے ارژنگ چیں
علم منقولات و مقعولات میں
ذکر کے قابل ہیں تیری رفعتیں
علم معقولات، منقولات سے
کیسے بڑھنے کی بھلا جرأت کرے
پس علوم دین کا پہلے ذکر ہے
بس یہی تو انتخاب فکر ہے

(ایضاً، ص51-52)

16واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2001ء:

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کے بانی محترم جناب منظور حسین جیلانی جو ادارے کے فنانس سیکریٹری کے ساتھ ساتھ اُس وقت حبیب بینک لمیٹڈ کے سینئر وائس پریذیڈنٹ بھی تھے انہوں نے مجلّہ 2001ء کا یہ پیش لفظ بعنوان سخن ہائے گفتنی لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا اگرچہ وہ مجلّہ کے ناظم اعلیٰ تھے آپ نے پہلی مرتبہ اس سلسلے میں قلم اٹھایا اور ادارے کی 20 سالہ کاوشوں کو بہت عمدہ تحریر میں سمو دیا راقم اس میں سے چند اقتباس نقل کر رہا ہے۔ اس تحریر میں ایک طرف 20 سالہ کارکردگی پر روشنی پڑے گی تو دوسری طرف "منظور حسین جیلانی کے قلم سے نکلی ہوئی تحریر خود ان کی کارکردگی کی عکاس بھی ہو گی آپ رقمطراز ہیں:

"یوں تو گذشتہ 20 سال میں بہت سی علمی و تحقیقی پیش رفت ہوئی ہیں جن کا احاطہ ان محدود صفحات میں ممکن نہیں، لیکن بعض اہم کارناموں کا ذکر نئے احباب اور ادارہ کے وابستگان کے لیے ضرور دلچسپی کا باعث ہو گا۔ 1988ء میں پہلی بار پاکستان ٹیلیویژن کے انسائیکلوپیڈیا پروگرام میں امام احمد رضا کی حیات اور کارناموں پر ایک تحقیقی ویڈیو پروگرام نشر کیا گیا تھا۔ یہ پروگرام دراصل اعلیٰ حضرت پر پہلی ڈاکومنٹری تھی جو پبلک کے بے حد اصرار پر پی ٹی وی نے کئی مرتبہ نشر کی۔ اس پروگرام کی فلم بندی ادارے کے صدر جناب وجاہت رسول قادری نے بریلی شریف جاکر کروائی اور پی۔ٹی۔وی کے پروگرام پروڈیوسر جناب آصف انصاری کو مہیا کی۔ اسکرپٹ سے لے کر ایڈیٹنگ تک کے مرحلوں میں ادارے نے ہر طرح اس پروگرام میں معاونت کی۔ اس کے علاوہ ملکی اور

غیر ملکی سطح پر تمام معروف بڑی لائبریریوں میں ادارے کی مطبوعات کے علاوہ امام احمد رضا کی پانچ سو سے زیادہ کتب عطیہ کی گئیں، جن میں قومی اسمبلی لائبریری، اسلام آباد، اسلامی نظریاتی کونسل لائبریری اسلام آباد، سندھ ہائی کورٹ بار لائبریری کراچی، مدینۃ الحکمت لائبریری، ہمدرد یونیورسٹی کراچی، امریکن کانگریس لائبریری، خدابخش لائبریری پٹنہ (انڈیا)، رضا لائبریری رامپور (انڈیا)، جامعہ ازھر قاھرہ کی کلیات، اصول دین، عربی زبان ولغت، اردو زبان ولغت اور جامعہ عین الشمس قاھرہ کی شعبہ اردو فارسی اور عربی کی لائبریریاں قاھرہ کی عظیم لائبریری "الثقافیہ" وغیرہم شامل ہیں۔

پچھلے بیس سالوں پر محیط عرصہ میں ادارے کو یہ بھی اعزاز حاصل رہا کہ امام احمد رضا کانفرنس کے مہمانانِ خصوصی، صدارت کرنے والے اور مقالہ نگار حضرات میں حکیم محمد سعید، مولانا کوثر نیازی، ڈاکٹر فرمان فتحپوری، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر منظور الدین احمد، جسٹس اجمل میاں، جسٹس قدیر احمد، جسٹس نعیم الدین اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان جیسی ذی علم اور بین الاقوامی شہرت یافتہ شخصیات شامل رہی۔ ان حضرات نے اپنے مقالات اور تقاریر میں اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور ان کے دینی و علمی کارناموں پر ان نکات کو اٹھایا جو اس سے پہلے منظر عام پر نہ آسکے تھے۔ قارئین کرام! آپ ہم سے یقیناً اتفاق کریں گے کہ مندرجہ بالا شخصیات کی امام احمد رضا کانفرنس میں شمولیت بذات خود اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم نے اعلیٰ حضرت کی شخصیت پر دعوت فکر کا حلقہ صرف آپ کے معتقدین تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ ان سے فکر و نظر کا اختلاف رکھنے والی علمی شخصیات کو بھی شاملِ محفل کیا اس لیے کہ ہمیں یقین واثق تھا اور ہے کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت

اور ان کی فکر و نظر کا جو بھی تحمّل اور غیر جانبداری سے مطالعہ کرے گا وہ متاثر اور مستفید ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2001ء، ص6-7)

2001ء کی سالانہ کانفرنس کا انعقاد 11/اگست 2001ء کو کراچی کے ہوٹل ریجنٹ پلازہ میں ہوا جس کی صدارت صدر سندھ چیمبرز آف ایگری کلچر محترم جناب قمر الزماں شاہ صاحب نے فرمائی جب کہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے ایڈیشنل سیکریٹری وزارت تعلیم حکومت سندھ جناب پروفیسر انوار احمد زئی صاحب تھے، اس موقعہ پر مجلّہ امام احمد رضا کے لیے جن شخصیات کے پیغامات موصول ہوئے اور ہم نے شائع کئے وہ نام مندرجہ ذیل ہیں:

(1)۔ جناب معین الدین حیدر ریٹائرڈ لیفٹینینٹ جنرل و وزیرِ داخلہ، حکومتِ پاکستان۔

(2)۔ جناب جسٹس ڈاکٹر فدا محمد خاں، سینئر جج وفاقی شرعی عدالت، حکومتِ پاکستان۔

(3)۔ جناب محمد صفدر صاحب گورنر پنجاب۔

(4)۔ جناب قمر الزماں شاہ۔

(5)۔ مسعود مظہر بیابانی، وائس ایڈمرل (ر) ڈائریکٹر بحریہ یونیورسٹی۔

(6)۔ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ آزاد، ڈائریکٹر جنرل ریسرچ اسلامی نظریاتی کونسل، حکومتِ پاکستان۔

ان پیغامات میں سے سب سے پہلے وفاقی وزیرِ داخلہ جناب لیفٹنٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر کا انگریزی میں پیغام کا اقتباس ملاحظہ کریں:

"Imam Ahmad Raza appeared on the scene of the sub-continent in the most turbulent period of its history. He preached the lesson of unity of Muslim and peace and love for all human beings. He influenced the live of Millions of Muslims as well as others, who embraced Islam because of his words and deeds. He wrote number of books on Fiqah and other issues related to Islamic concept of "Education" His life and thoughts, still are source of inspiration and spiritual salvation for his followers.

His thoughts are highly relevant in the preset day context, when the government and the society are up against the sectarianism and related terrorism. Imam Ahmed Raza Conference being held at this juncture must play its due role in the promotion of peace and love among Pakistani and Muslim brother"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2001ء، ص10)

محترم جناب جسٹس ڈاکٹر فدا محمد خان سینئر جج شرعی عدالت نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کو برصغیر میں نشاۃ الثانیہ قرار دیا آپ رقمطراز ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے افکار و نظریات کی تبلیغ واشاعت کے ضمن میں ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی کاوشیں قابلِ تبریک ہیں کیونکہ برصغیر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ ان ہی افکار کی مرہون منت ہے"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2001ء، ص13)

گورنر پنجاب جناب محمد صفدر صاحب نے اپنے پیغام میں جن خیالات کا اظہار کیا وہ ملاحظہ کریں:

" امام احمد رضا خاں بریلوی بلاشبہ چودھویں صدی ہجری کے بلند پایہ فقیہہ، عالم دین، نعت گو، صاحب شریعت وصاحب طریقت بزرگ تھے۔ فاضل بریلوی ملّت اسلامیہ کے اس قافلے اور قبیلے میں شامل تھے جن کا اوڑھنا بچھونا درس وتدریس، مقصد حیات طریقت وشریعت کی پاسداری اور مطمع نظر ملک وملت اور دین کی خدمت تھا۔ یقیناً ایسی ہی ہستیاں سفینۂ رشد وہدایت کی نگہبان ہوتی ہیں۔ آپ نے ہمیشہ دینِ اسلام کی حقانیت اور صداقت کا پرچار کیا اور آپ کے سینے میں علوم ومعارف کا جو سمندر موجزن تھا اس سے تشنگان علم وادب نے پیاس بجھائی۔ آپ کے کلام کی شرینی، فکر کی پختگی، بیان حق میں دلائل کی ندرت، شائستگی اور حسن سلوک کا آج بھی زمانہ معترف ہے۔ امام احمد رضا خاں نے تفسیر، ترجمہ، حدیث، فقہ، فلسفہ، ریاضی، عقیدہ اور ایسے بے شمار علوم سمیت اپنی متعدد علمی، ادبی اور دینی تصانیف کے ذریعے ملت اسلامیہ کی جو خدمت کی ہے ان سے آج بھی پوری دنیا مستفید ہو رہی ہے"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2001ء، ص14)

سندھ کے معروف زراعت کار محترم المقام جناب قمر الزماں شاہ صاحب جو سندھ اور فیڈریشن دونوں چیمبر آف ایگری کلچر کے چیئرمین تھے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کو اسم بامسمہ قرار دیتے ہوئے اپنا خراج عقیدت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا دراصل اسم بامسمہ تھے وہ ہر علم وفن کے امام تھے۔ وہ صاحبِ بصیرت تھے، ماضی ان کے پیشِ نظر تھا اور اپنے زمانے سے آگے مستقبل میں دیکھتے تھے۔ وہ حقیقت میں ہر شعبۂ زندگی میں مسلمانوں کے رہنما تھے۔

شریعت وطریقت سے لیکر سیاست ومعیشت اور اصلاح معاشرہ تک زندگی کا کوئی رُخ ایسا نہیں ہے جس میں انہوں نے مسلمانوں کی رہبری ور ہنمائی کا فریضہ انجام نہ دیا ہو۔ یہ بات میں بلاخوف وتردد کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں امام صاحب کی ذاتِ گرامی نہ ہوتی تو آج برِ صغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی علیحدہ مملکت پاکستان کا حصول مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا۔ وہ اس خطۂ ارض میں جذبۂ عشقِ رسول ﷺ کے امین اور سیدِ عالم ﷺ سے وفاشعاری کے نشان مجسم ہیں"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2001ء، ص15)

اسلامی نظریاتی کونسل حکومتِ پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل ریسرچ سیکشن جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ آزاد صاحب نے اپنے مختصر پیغام میں امام احمد رضا کی علمی خدمات کے 3 نمایاں پہلو ذکر کئے ملاحظہ کریں:

"**اوّل:** آپ کا اردو ترجمہ قرآن کریم مسمیٰ کنزالایمان جس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ الفاظ قرآن کریم کے مفہوم سے قریب تر بھی ہے اور نہایت سلیس بھی۔ قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت معجزہ ہے۔ کوشش کی جانی چاہیے کہ قرآن کریم کا ترجمہ بھی نہایت فصیح وبلیغ زبان میں ہو۔ احمد رضا خاں کا اردو ترجمہ قرآن اس لحاظ سے بے حد قابلِ ستائش ہے۔

دوم: آپ کا مجموعہ فتاویٰ، فتاویٰ رضویہ، جو فتاویٰ عالمگیری کے بعد سب سے بڑا مجموعہ فتاویٰ ہے اور اس میں بعض نہایت مشکل فقہی مسائل پر فاضلانہ رائے پیش کی گئی ہے۔

سوم: آپ کا نعتیہ کلام جو حدائق بخشش کے نام سے مطبوعہ شکل میں دستیاب ہے۔ یہ نعتیہ کلام محض رسمی نعت نہیں، حُبِّ رسول سے مملوء دل سے

نکلے ہوئے اشعار ہیں جو دلوں میں حُبِ رسول کا ولولہ بیدار کرتے ہیں۔ ان کے اشعار کو من جانب اللہ اس قدر تلقی بالقبول حاصل ہوئی ہے کہ وہ ہر محفل میلاد کا جزو اور سیرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہر جلسہ کا لازمی حصہ ہیں۔ مشیت ایزدی کچھ اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ بر صغیر میں ذکر محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ذکر احمد رضا بھی زندہ رہے۔ ان کے مشہور اور ہر دلعزیز سلام:۔

مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

کی صدائے بازگشت بر صغیر کی فضاؤں میں ہمیشہ کے لیے سنائی دیتی رہے گی"۔(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2001ء، ص19)

صد سالہ جشن دارالعلوم منظر اسلام(1322-1422ھ):

دارالعلوم منظر اسلام امام احمد رضا کی حیات میں بریلی شریف کی خانقاہ میں 1322/1904ء میں قائم ہوا تھا جس کے ابتدائی دو طالب علموں میں مولانا محمد ظفر الدین قادری بہاری اور مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی شامل تھے ان دو حضرات کی دستار بندی 1325ھ میں ہوئی تھی۔ اس مدرسہ کو قائم ہوئے جب 1422ھ میں 100 سال مکمل ہوئے تو منظر اسلام کے مدرسے میں ایک عالمی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ادارے کا وفد بھی شریک ہوا ادارے کے صدر صاحبزادہ وجاہت رسول قادری، ادارے کے آفس سیکریٹری ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، حضرت علامہ مولانا مفتی نصر اللہ افغانی اور حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی شریک ہوئے تھے۔

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے اپنا 21واں سالانہ معارفِ رضا "دارالعلوم منظر اسلام نمبر" کے نام سے شائع کیا جس میں پاک وہند کے 40 سے زیادہ اسکالرز اور محققین نے مقالات دارالعلوم منظر اسلام کے حوالے سے لکھے تھے یہ سالنامہ 320 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس سالنامے کا اداریہ "اپنی بات" کے عنوان سے شائع ہوا پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے حضرت صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری نے اس طویل اداریہ میں نہ صرف دارالعلوم منظر اسلام کی 100سالہ تاریخ مرتب کی بلکہ 100سالوں میں جو مختلف ممالک میں امام احمد رضا کے دارالعلوم کے فارغ طلبا نے خدمات انجام دیں اس کا بھی اختصار سے احاطہ کیاہے۔اس کے علاوہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مقالہ بعنوان "امام احمد رضا اور منظر اسلام" محققین کے لیے اہم دستاویز ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رضا کے ماہر تعلیم کے لحاظ سے کئی نکات قلمبند کئے ہیں اس میں سے چند ملاحظہ کریں:

(1)۔ تعلیم کا محور دینِ اسلام ہونا چاہیے۔

(2)۔ بنیادی مقصد خدارسی اور رسول شناسی ہونا چاہیے۔

(3)۔ سائنس اور مفید علوم عقلیہ میں مضائقہ نہیں۔

(4)۔ ابتدائی طور پر عشق رسول کا نقش دل میں بٹھادیا جائے۔

(5)۔ اساتذہ کے دل میں اخلاص ومحبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

(6)۔ بری صحبت سے طلبہ کو بچایا جائے۔

(7)۔ تعلیمی اداروں کا ماحول پرسکون اور پروقار ہو۔

سجادہ نشین بھیرہ شریف سرگودھا محترم جناب پیر محمد امین الحسنات شاہ ابن پیر محمد کرم شاہ الازہری اسلام آباد برانچ کے صدر جناب کے۔ایم زاہد کے نام پیغام میں رقمطراز ہیں:

"برصغیر میں مسلمانوں کے سیاسی زوال کے بعد انگریزوں اور ہندوؤں کی مشترکہ کوشش تھی کہ ہر ممکن طریقہ سے مسلمانوں کی اسلامی شناخت کو ختم کیا جائے۔ اس ہدف کے حصول کے لیے مشہور برطانوی ماہر عمرانیات لارڈ میکالے نے جدید نظام تعلیم کا منصوبہ پیش کیا۔ اس کا کہنا یہ تھا کہ اگر اس طرزِ تعلیم کے نتیجے میں مسلمانوں نے اپنا دین نہ بھی بدلا تو وہ راسخ العقیدہ مسلمان بھی نہیں رہیں گے۔ دوسری طرف ہندو انتہا پسند جماعتیں تشدد اور خوف وہراس کے نتیجے میں مسلمانوں کو زبردستی ہندومت قبول کرنے پر مجبور کررہی تھیں۔ ان دونوں اقوام نے مسلمانوں کی اسلامی شناخت ختم کرنے کے لیے تحریص وتخویف کا جال بچھا رکھا تھا۔ دینی مدارس کے اوقاف ضبط کرکے انہیں ویران کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی تھی تاکہ عام مسلمانوں کو دین کی تعلیم دینے والا کوئی نہ رہے۔

ان حالات میں اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وہ واحد مصلح اور مفکر تھے جنہوں نے مسلمانوں کی اسلامی شناخت کو درپیش چیلنجوں کا بروقت ادراک کرکے اسے عشقِ رسولِ مقبول ﷺ کی مضبوط، غیر فانی اور لاثانی ڈھال مہیا کی۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اگر اُس پر آشوب دور میں اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عشق رسول ﷺ کا علم بلند نہ کرتے تو نہ صرف مسلمانوں کا سیاسی وجود خطرے میں پڑ جاتا بلکہ ان کی دینی شناخت بھی اُس حادثہ کا شکار ہو جاتی جو اندلس میں پیش آچکا تھا۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، اسلام آباد، 2000ء، ص12)

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے روح رواں ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن محترم کے۔ایم زاہد صاحب کے نام پیغام میں یوم رضا کو عشقِ رسول کا دن قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ضرورت ہے اس بات کی کہ یوم رضا جو درحقیقت درسِ عشقِ رسول کا دن ہوتا ہے اس کے لیے سال کا کوئی ایک دن یا چند مقامات کا انتخاب نہ کیا جائے بلکہ سال بھر ملک کے مختلف شہروں میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ایسی محافل کا انعقاد کرے"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، اسلام آباد، 2000ء، ص15)

17واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2002ء:

22ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد 17/ اگست 2002ء میں کراچی کے فائیو اسٹار ہوٹل ریجنٹ پلازہ میں ہوا تھا جس کی صدارت صوبائی وزیر اوقاف ومذہبی امور حکومتِ پنجاب محترم جناب مفتی غلام سرور قادری صاحب نے فرمائی تھی جب کہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے وفاقی وزیرِ داخلہ حکومتِ پاکستان محترم جناب معین الدین حیدر صاحب تھے اس موقعہ پر 17واں مجلّہ امام احمد رضا بھی شائع ہوا جس کے ناظم اعلیٰ جناب منظور حسین جیلانی نے سخن ہائے گفتنی میں ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی انفرادیت کا ذکر کرتے ہوئے جن الفاظ میں اظہارِ خیال کیا وہ ملاحظہ کریں:

"جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ادارے کے قیام سے قبل اعلیٰ حضرت سے منسوب چاہے محافل عرس ہوں، فکری اور اصلاحی نشستیں ہوں یا دیگر تقاریب، ان میں ایک بات مشترک ہوتی تھی اور وہ یہ کہ ان کے شرکاء محفل، مقررین،

صدر مجلس اور مہمانانِ خصوصی کا تعلق صرف اور صرف اعلیٰ حضرت کے عقید تمندوں سے ہی ہوتا تھا۔ لہٰذا یہ طے کیا گیا کہ کیوں نہ اپنوں کے علاوہ ان شخصیات کو بھی اپنی کانفرنسوں اور تقاریب میں شرکت کی دعوت دی جائے جو یا تو اعلیٰ حضرت کی شخصیت سے صحیح معنوں میں متعارف نہیں یا ان سے فکر و نظر کا اختلاف رکھتے ہیں۔ حضرات آپ ہم سے اس جگہ اتفاق کریں گے کہ کسی ایسی محفل میں جس میں صرف اور صرف اعلیٰ حضرت کے عقید تمند ہی شریک ہوں، اس محفل میں آپ کی ذات گرامی کی تعریف و توصیف اور خدمات کے اعتراف میں جو کچھ نذرانہ عقیدت پیش کیا جائے قدر و قیمت میں وہ کم ہے لیکن امام احمد رضا سے فکر و نظر کا اختلاف رکھنے والے، ایک کثیر مجمع میں، آپ سے عقیدت کا اظہار فرمائیں اور اپنے خیالات، مقالات اور تقاریر میں آپ کی فکر و نظر کی تعریف کریں تو یہ بات قدر و قیمت میں انتہائی اہم ہو جاتی ہے اور اعلیٰ حضرت کے محبین کے لیے باعث مسرت بھی۔

اسی پس منظر میں ہم نے شہر کے ممتاز ہوٹلوں میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد شروع کیا اور ملک کی نامور شخصیات، محققین، مبلغین، دانشور حضرات، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ کے جج صاحبان کو دعوت دی جنہوں نے اعلیٰ حضرت سے فکر و نظر کا اختلاف رکھتے ہوئے بھی آپ کی دینی اور ملّی خدمات کو سراہا۔ قارئین کرام یہ ہمارا طریقۂ دعوت رہا تاکہ فکر اعلیٰ حضرت کو حکیمانہ انداز میں پیش کیا جائے اور ان کے خلاف پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے تارِ عنکبوت کے جالوں کی حقیقت واضح کی جائے''۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2002ء، ص4)

اس مجلّہ میں جن اہم شخصیات کے پیغامات شائع ہوئے ان کے اسماء یہ ہیں:

(1)۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خاں، (2)۔ معین الدین حیدر، (3)۔ سردار محمد سیاب خالد اسپیکر قانون ساز اسمبلی آزاد و جموں کشمیر، (4)۔ ڈاکٹر حبیب الرحمٰن ڈائریکٹر جنرل وزارت مذہبی امور اسلام آباد، (5)۔ پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال شعبہ اردو جامعہ کراچی۔ (6)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر سیرت اکیڈمی بلوچستان، (7)۔ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری، مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ اوکاڑہ، (8)۔ پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج بہاولپور، (9)۔ محترمہ سعدیہ راشد صدر ہمدرد فاؤنڈیشن، (10)۔ جناب مظہر الحق صدیقی وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی۔

چند پیغامات عرب کے علماء کے بھی شامل اشاعت ہیں ان کے اسماء بھی ملاحظہ کیجئے یہ تمام پیغامات عربی میں ہیں:

(1)۔ الدکتور حسین مجیب مصری جامعہ عین شمس قاہرہ، (2)۔ الدکتور محمد عبدالمنعم حفاجی جامعۃ الازہر قاہرہ، (3)۔ عبدالعزیز ابوزہرۃ القاہرہ مصر، (4)۔ دکتور حازم محمد احمد محفوظ الازہر قاہرہ۔

اسپیکر قانون ساز اسمبلی آزاد جموں وکشمیر محترم جناب سردار محمد سیاب خالد صاحب نے امام احمد رضا کی دینی و ملّی خدمات کو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل بتایا آپ لکھتے ہیں:

"ان کے سیاسی نظریات قیامِ پاکستان کے لیے جذبہ محرکہ ثابت ہوئے انہوں نے مسلمانوں کی معاشی وفلاحی رہنمائی کی۔ مولانا برصغیر میں مسلم اقدار کی تقویت کا باعث بنے۔ ملک پاکستان کے قیام میں ان کی خدمات سنہری حروف

سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ نے برصغیر کے مسلمانوں میں دین اسلام کے فروغ اور سربلندی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ نے سب سے زیادہ توجہ علم اور ہنر سیکھنے کی طرف مبذول کرائی۔ آپ نے مسلمانوں کو بینکنگ سسٹم قائم کرنے کا شعور دیا اس حوالے سے آپ کے دو رسائل (1)۔کفل الفقیہ اور (2) تدبیر فلاح و نجات واصلاح قابلِ ذکر ہیں"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،2002ء، ص9)

جامعہ کراچی کے شعبہ اردو کے ایک سینئر استاد پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال صاحب نے امام احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے عظیم ہستی قرار دیا آپ رقمطراز ہیں:

"برصغیر میں حدیث کا علم ابتداً امام صفانی کی کتاب مشارق الانوار سے آیا اور برصغیر کے عوام وخواص کو حدیث سے آگاہی ہوئی۔ اسی طرح برصغیر میں عشقِ رسول کی تحریک احمد رضا کی تصانیف سے بیدار ہوئیں۔ موصوف بحر العلوم تھے اور معقولات و منقولات کا کون سا گوشہ ہے جس پر ان کی تحقیقانہ تحریر میں منارہ نور نہ بنی ہوں تاہم انہوں نے جس درجہ بصارت و بصیرت اور خردافزوں کے ساتھ مدحتِ رسول کی اور عشقِ رسول کی آگ سے ہر صاحب ادراک کے قلب کو گرمایا اور اپنی نظیر آپ ہے۔

قابل تحسین ہے وہ شخصیت کہ جس نے ہماری آنکھوں پر سے صدیوں کے پڑے ہوئے پردے ہٹائے اور ہمارے رخ کو کائنات کی اس عظیم ہستی کی طرف پھیر دیا کہ جو تخلیقِ کائنات کا سبب بنی"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،2002ء، ص11)

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف جو ان دنوں بہاولپور کے گورنمنٹ کالج میں شعبہ اردو کے سربراہ تھے انہوں نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کی فکر کو مومن کی گمشدہ میراث بتائے ہوئے کئی پہلو سے آپ کی خدمات کا جائزہ لیا اور مختصر پیغام میں زبردست خراج عقیدت پیش کیا آپ رقمطراز ہیں:

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے افکار اور ان کے مشن کی ترویج واشاعت، ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کے لیے وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اس ضمن میں آپ کے ادارے کی مساعی یقیناً قابلِ تحسین ہیں۔ ارکانِ ادارہ نے انتہائی خلوص اور محنت سے حضرت مسعودِ ملّت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ کی رہنمائی میں حقائق کو ایسے پُروقار، دل نشیں اور محبت بھرے دھیمے انداز میں پیش کیا کہ اب بیگانے بھی یگانہ بن رہے ہیں۔ تاریخ کی غلطیوں کا اعتراف کیا جارہا ہے کہ ہندو مسلم، بھائی بھائی کا نعرہ لگانے والوں کے مقابلے میں دو قومی نظریے کی راہ دکھانے والے قافلۂ عشاق کے رہنما اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی مومنانہ فراست کے حامل تھے۔ اب یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہی اُس فکرِ صحیح کی نشاندہی کی، جس کی بنیاد پر سنّی کانفرنس کا انعقاد ممکن ہوا، اور یہ ان ہی کے ہم خیال علماء ومشائخ تھے جنہوں نے تحریکِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور پاکستان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ اب دنیا اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ سرزمینِ نجد سے اٹھنے والے طوفان کا بطلان ضروری تھا، جس نے مسلمانوں کے دلوں سے روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے کی سازشوں کو عملی جامہ پہنایا۔ جس نے مسلم اُمّہ کو روحانی اور جغرافیائی اعتبار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے کہ ترکِ دنیا کا مشورہ دینے والوں کے مقابلے

میں مسلمانوں کی معیشت کی بحالی کا بے مثال منصوبہ پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قدیم علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم پر مہارت تامہ حاصل کرکے اس بات کا عملی ثبوت دیا کہ حکمت، مومن کی گم شدہ میراث ہے۔ غرض یہ کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے ہر جہت میں مسلمانوں کی رہنمائی کا حق ادا کیا۔ آج عالم اسلام کی بد بختی کا یہی علاج ہے کہ دین کی صحیح فکر کو فروغ دیا جائے۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے تحت زبان و قلم کا جو جہاد کیا جارہا ہے وہ ایسا انقلاب آفریں قدم ہے جس کی مسلم اُمّہ کو اشد ضرورت تھی۔ ادارے کے لیے دعا گو ہوں کہ اس کی مساعی کے نتیجے میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پیامِ عشق عام ہوکر مسلمانوں کی سربلندی کا سبب بن جائے"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2002ء، ص14)

حکیم محمد سعید دہلوی بانی ہمدرد فاؤنڈیشن و ہمدرد یونیورسٹی کراچی کی صاحبزادی محترمہ سعدیہ راشد جو حکیم محمد سعید کی شہادت کے بعد ادارے کی سربراہ مقرر ہوئیں انہوں نے اوّل ہر سال جو اشتہار ادارے کو حاصل ہوتا تھا اس کو جاری رکھا اور ساتھ ہی 2002ء میں آپ نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کی خدمات کو سراہا، ملاحظہ کریں آپ کے پیغام کا اقتباس:

"مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے امتیازات اور دینی خدمات کے صدہا عنوانات میں ایک اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں میں راسخ الاعتقادی پیدا کی وہ راسخ الاعتقادی جس کو مقرب بنیاد پرستی کہتی ہے۔

امام احمد رضا کی عظیم ترین خدمت میں ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو الحاد، بے دینی اور لبرل اسلام جیسے فتنوں سے بچایا اور دین کا تصور محکم عطا کیا۔ انہوں

نے فکر و اعتقاد کی پختگی کی روشن روایات کو فروغ دیا اور یہ بتایا کہ دین اللہ پر اور اس کے رسول پر غیر متزلزل ایمان، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، اتباع، اور ان پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے جذبۂ لافانی کا نام ہے۔ مسلمان اپنے اسی طرزِ فکر واعتقاد کی بنا پر آج بھی ناقابلِ تسخیر ہیں"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2002ء، ص19)

18واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2003ء:

23ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کے موقعہ پر 18واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس پر شائع کیا گیا یہ کانفرنس 26/اپریل 2003ء/ 1424ھ کو ہوٹل ریجنٹ پلازہ کے ہال کوہ نور میں منعقد کی گئی جس کی صدارت اس وقت کے وفاقی اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر محترم المقام جناب پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی نے فرمائی جب کہ صوبائی وزیرِ داخلہ حکومت سندھ جناب سید سردار احمد صاحب نے بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت فرمائی۔ اس موقعہ پر مجلّہ میں شائع ہونے والے پیغامات مندرجہ ذیل شخصیات کے تھے:

(1)۔ جناب عرفان اللہ خاں مروت، صوبائی وزیر تعلیم حکومت سندھ۔

(2)۔ پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی، وائس چانسلر اردو یونیورسٹی۔

(3)۔ جناب نعمت اللہ خاں، سٹی ناظم کراچی۔

(4)۔ جناب مجید نظامی، مدیر روزنامہ نوائے وقت، کراچی۔

(5)۔ سید مصطفیٰ علی بریلوی، صدر آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی۔

اس سے قبل کہ مختلف شخصیات کے پیغامات میں سے چند اقتباسات پیش کروں اس مجلّہ میں شائع ہونے والے ایک بہت ہی اہم مقالہ کی نشاندہی کرتا

چلوں یہ مقالہ ڈیرہ غازی خاں کے رضا اسلامک سینٹر کے ڈائریکٹر جناب محترم المقام ڈاکٹر محمد مالک جو ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں انہوں نے بعنوان "امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس" ہمیں معارفِ رضا میں اشاعت کے لیے ارسال کیا تھا۔ معارفِ رضا کا سالنامہ کیونکہ پریس میں جاچکا تھا اس لیے اس کی اہمیت اور افادیت کے لیے اس کو مجلّہ میں ہی شائع کردیا گیا۔ یہ مقالہ امام احمد رضا کی میڈیکل سائنس پر گرفت کو ظاہر کررہا ہے آپ کو بھی پڑھنے کے بعد حیرت ہوگی کہ ایک عالمِ دین، فقیہہ، مفسر، محدث میڈیکل سائنس پر بھی بھرپور دسترس رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر مالک صاحب کے مقالے کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

"مفکر اسلام علامہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے میڈیکل سائنس کے مشکل اور مخصوص شعبوں پر کلام کیا ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ اور اسلامی سرحدوں کے محافظ کی حیثیت سے یہاں تک ثابت کیا ہے کہ سائنس کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کا قرآن وحدیث میں مفصل یا اشارۃً کوئی ذکر موجود نہ ہو۔ نیز مفکر اسلام نے مریض کی عیادت دیکھ بھال کے اس عالمی پیغام محبت کو اپنی قابلِ قدر تصانیف میں بڑی شدومد سے واضح کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مریض سے محبت اور حسن سلوک اسوۂ حسنہ کی ایسی بینظیر مثالیں ہیں جسے کوئی دوسرا مذہب پیش نہیں کرسکتا اس کے بعد ڈاکٹر مالک صاحب نے امام احمد رضا کے کئی رسائل کا تعارف کرایا جس میں امام احمد رضا کی میڈیکل سائنس پر دسترس ثابت ہوئی ہے ان رسائل میں چند اہم نام ضرور ملاحظہ کریں اور ممکن ہو تو ان کا مطالعہ بھی کریں:

(1)۔ الصمصام علی مشکك فی آیة علوم الارحام، 1315ھ، بنیادی طور پر الٹراساؤنڈ تھیوری پر مشتمل رسالہ۔

(2)۔ الحق المجتلی فی حکم المبتلی، امام احمد رضا نے جذام کی بیماری کو غیر متعدی قرار دیا اور قابلِ علاج قرار دیا۔

(2)۔ تیسرا لماعون لسکن فی الطاعون، طاعون زدہ لوگوں کا علاج بتایا اور ان سے حسنِ سلوک کی تعلیم دی۔

اس سال مجلّہ میں شائع ہونے والے پیغامات میں سے چند پیغامات کے اقتباسات ملاحظہ کریں۔

سب سے پہلے صوبائی وزیر جناب عرفان اللہ مروت کے پیغام کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں آپ رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی جامع العلوم ، ہمہ جہت، عبقری شخصیت کا نام ہے جس کی زندگی کے کسی پہلو کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جہاں فقہ اور دیگر شرعی مسائل پر سیر حاصل بحث کیں اور اہم تصانیف تالیف کیں وہیں ان کی علمی بصیرت افروز نگاہ نے اپنے زمانے میں جدیدیت اور سائنس کے نام پر اسلام میں درآنے والی لغویات اور بدعات کو بھی بھانپا اور نہ صرف ایسے مضامین تحریر کیے جن کی اہمیت اور تازگی روزِ اول کی طرح آج بھی تازہ ہے بلکہ انہوں نے عملی میدان میں بھی باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔" (مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2003ء، ص9)

پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی جو اگرچہ علوم الابدان کے پروفیسر ہیں مگر ادب میں بھی آپ کا ایک مقام ہے اور دورِ حاضر کے اچھے معروف شعراء

میں شمار کئے جاتے ہیں آپ نے امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے اپنے پیغام میں جو تعریف وتوصیف فرمائی وہ ملاحظہ کریں:

”مولانا احمد رضا خاں سچے عاشق رسول ﷺ تھے انہوں نے اردو ادب میں صنف نعت کو اس مقام پر پہنچادیا کہ ان کے سامنے سر و قد شعراء بھی چھوٹے چھوٹے پودوں کی صورت نظر آتے ہیں۔ اردو قصائد میں ان کا قصیدہ معراجیہ ان کی شاعری کا کمال ہے عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب کر جو نعتیہ اشعار ان سے قلم زد ہوئے تو خود انہیں بھی اس بات کا اندازہ نہیں ہو گا کہ اردو شاعری کے کن اعلیٰ مقامات کو چھو کر آگے بڑھ گئے۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل یقیناً قابلِ تحسین ومبارک باد کا مستحق ہے جو نہ صرف مولانا احمد رضا خاں کی عبقری شخصیت پر تحقیق اور ان کے علم وفن کی تبلیغ وترجیح کا کام نہایت احسن طریقے سے انجام دے رہا ہے بلکہ ادارے کی طرف سے مولانا احمد رضا خاں پر Ph.d کرنے والوں کو امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ بھی دیا جاتا ہے“۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2003ء، ص10)

امام احمد رضا پر جماعتِ اسلامی کے سٹی ناظم کراچی جناب نعمت اللہ خاں نے اپنے پیغام میں جامع العلوم شخصیت قرار دیا آپ نے ایک طویل پیغام بھیجا جس کے دو پیراگراف بہت اہم ہیں ملاحظہ کریں:

”امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے دو روشن پہلو ہیں۔ ایک ان کا علم ہے دوسرا ان کا تصور عشق، امام احمد رضا کے دونوں رخ حسین ترین ہیں۔ وہ ایک جامع العلوم شخصیت تھے۔ علوم وفنونِ قدیمہ وجدیدہ کی کون سی فرع تھی جس پر

ان کو دسترس حاصل نہیں تھی۔ فقہ، تفسیر، حدیث، علمِ کلام، شعر وادب صرف ونحو، تاریخ وسیر، فلکیات، ہیئت، ریاضیات، طبیعات، کیمیا، ہندسہ، جفر، فلسفہ وطب وغیرہ، غرض ستّر (70) سے زیادہ علوم وفنون پر مہارت رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ عربی، فارسی، اردو اور ہندی زبانوں پر مکمل عبور تھا۔ قلم رواں تھا، تحریر فصاحت وبلاغت اور علمی وجاہت کا نمونہ تھی۔ عرب وعجم کے علماء نے اس کی تعریف کی ہے۔ امام صاحب نے ہر موضوع پر لکھا ہے اور تصانیف کا ایک بڑا خزانہ ورثہ میں چھوڑا ہے۔ جس سے انشاء اللہ تعالیٰ اہلِ علم ودانش استفادہ کرتے رہیں گے۔

عشقِ رسول ﷺ ان کا طرّہ امتیاز ہے۔ ان کی منثور اور منظوم تحریروں میں یہ خصوصیت بدرجہ اتم موجود ہے۔ آپ کا ایک عظیم کارنامہ انگریز اور ہندوؤں جیسی اسلام دشمن قوم سے نجات کی راہ کی طرف رہنمائی اور راہبری اور قومی نظریہ کی تبلیغ ہے۔ یہ امام احمد رضا کی بروقت اور صحیح رہنمائی ہی کا نتیجہ تھا کہ بحمد اللہ، آج ہم آزاد مملکتِ خداداد پاکستان میں امن وچین سے زندگی گزار رہے ہیں۔ امام احمد رضا ہمارے عظیم محسن ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اس عظیم محسن کو یاد رکھیں"۔ (مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2003ء، ص12)

آخر میں ملاحظہ کریں آل پاکستان ایجوکیشن کونسل کے سربراہ اور عمر رسیدہ علمی شخصیت سید مصطفیٰ علی بریلوی کا ایک اہم پیغام جو پیغام سے زیادہ ان کی اور ان کے اباؤاجداد کی اعلیٰ حضرت سے نیاز مندی سے متعلق چند یادداشتیں ہیں آپ رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا کانفرنس 2003ء کے واسطے آپ نے پیغام طلب فرمایا ہے یہ امر میرے واسطے موجب مسرت اور سعادت ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

سے ہمارے خاندان کی وابستگی خاصی قدیم ہے۔ میرے والد مرحوم و مغفور کے حقیقی ماموں مولوی سید ایوب علی رضوی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تقریباً 25/سال پیش کار رہے تھے۔ وہ آں مرحوم کے گہرے عقیدت مند اور مرید تھے۔ مولوی ایوب علی دینی خدمات پر مبنی انمول قیمتی سرمایہ لاہور لانے میں کامیاب ہوئے۔ پھر یہ مواد / لوازمہ قریب قریب سب شائع ہو گیا اور ہماری نئی نسل کی ذہنی اور علمی بالیدگی میں اپنا رول ادا کر رہا ہے۔

میرے چچا سید الطاف علی بریلوی اعلیٰ حضرت کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے۔ ان کا آنکھوں دیکھا حال اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ بریلوی مکتبۂ فکر کو سنجیدگی کے ساتھ اسلامی یکجہتی کے واسطے کم استعمال کیا جا رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت شرک و بدعت کے سخت مخالف اور محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھے۔ یہی تعلیم وہ اپنے متبعین کو دیتے تھے اور آج بھی یہ سلسلہ بحمد اللہ جاری ہے۔

"العلم" سہ ماہی میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مضامین مسلسل شائع کر رہا ہے اور ہر مکتبۂ فکر کے لوگ ان کو پسند کر رہے ہیں۔ "معارفِ رضا" میں شائع ہونے والے لٹریچر سے توقع ہے کہ اتحادِ ملّت کی تحریک کو فائدہ پہنچے گا اور استحکامِ پاکستان کی مہم میں مدد ملے گی۔ وما علینا الا البلاغ۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2003ء، ص19)

19واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2004ء:

24ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد ہوٹل ریجنٹ پلازہ کراچی میں 17/اپریل 2004ء، 1425ھ میں ہوا جس کی صدارت صوبائی وزیر ریونیو

حکومت سندھ جناب امتیاز اے شیخ صاحب نے کی اور مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے جامعہ کراچی کے رئیس کلیہ فنون پروفیسر ڈاکٹر ابو ذر واجدی صاحب نے شرکت فرمائی اس موقع پر کئی مقتدر شخصیات کے پیغامات ادارے کو موصول ہوئے جو مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2004ء میں شائع کئے گئے ان میں اہم شخصیات کے پیغامات کے چیدہ چیدہ اقتباسات ملاحظہ کریں۔

سب سے پہلے حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد دہلوی نقشبندی مجددی مظہری کے پیغام کا اقتباس ملاحظہ کریں۔ حضرت جامعہ مسجد فتحپور دہلی کے شاہی امام و خطیب و مفتی ہیں اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی دہلوی کے سگے بھتیجے ہیں اور عربی ادب میں Ph.D ہیں۔ آپ نے اپنے طویل پیغام میں امام احمد رضا بریلوی کے کئی گوشوں پر گفتگو فرمائی ہے۔ امام احمد رضا کے ساتھ ساتھ برصغیر کی ایک اور اہم روحانی شخصیت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا تذکرہ بھی کیا ہے اور ان دونوں کے افکار کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”حضرت مجدد الف ثانی امام العالم ہیں اور حضرت مجددِ دین وملت امام الشرق والغرب ہیں، ان حضرات کی تصانیف، مکتوبات اور ملفوظات میں دین و دنیا کے خزانے پنہاں ہیں۔ آج ہم سب کو ان سے وابستہ ہونے اور ان کی عظمتوں کو دل میں رچانے بسانے کی ضرورت ہے۔ ان کی کرنوں سے فیض پانے والے ان کے مریدین اور خلفاء ان کے تلامذہ اور رفقاً آج ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کی سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اہلِ سنّت کی عظیم خدمات کے لیے منتخب فرمایا۔ موجودہ صدی کے مرشدِ برحق حضرت مسعود ملّت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ

العالی کی سرپرستی میں آج انٹرنیشنل سوسائٹی میں اپنا اثرورسوخ قائم کرچکی ہے۔ ادارے کی سعادت ہے کہ اسے روز اول سے ہی مخلص اکابر کی عنایات اور توجہات حاصل رہیں اور آج آپ (علامہ سید وجاہت رسول قادری) کی نگرانی میں یہ ادارہ عرب و عجم کا منفرد و ممتاز ادارہ ہے"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2004ء، ص13)

پروفیسر ڈاکٹر ابوزر واجدی جو جامعہ کراچی میں رئیس کلیہ فنون تھے اور شعبہ سیاسیات کے سابق چیئرمین بھی رہے آپ علم سیاسیات کی روشنی میں مطالعہ کے بعد اپنے پیغام میں یہ لکھنے میں حق بجانب ہوئے کہ امام احمد رضا نے اسلامی سیاسی افکار اور اسلامی نظمیات عامہ میں بھی احکام شرعیہ کے استنباط کا ایک مربوط نظام دیا آپ رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا کی بے مثل خدمات کے اجمالی تعارف کے بعد میں اس حقیقت کی طرف توجہات محققین کے لیے مبذول کروانا اپنا فرض اولین سمجھتا ہوں کہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی سیاسی افکار اور اسلامی نظمیات عامہ میں بھی احکام شرعیہ کے استنباط کا ایک مربوط نظام دیا ہے جو آج کی جدید اسلامی ریاست کی اساسیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ محققین معارفِ رضا اس پہلو کی طرف متوجہ ہوں اور افکارِ رضا کو جدید علوم سیاسیات و نظمیات عامہ کے منہج پر مرتب کرکے ان علوم کو تا قیامت دامنِ رضا سے وابستہ کردیں اور میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ بلا ریب یہ خدمات بطریق احسن صرف ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے صدر و اراکینِ مکرم ہی سرانجام دے سکتے ہیں"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2004ء، ص19)

جامعہ کراچی کے شعبہ تعلیم کے پروفیسر وچیئرمین جناب غلام رسول میمن نے اپنے انگریزی پیغام میں امام احمد رضا کے پیغام اور تعلیمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے اس کو عالمی پیغام قرار دیا آپ رقمطراز ہیں:

"World recognizes the contribution of those people who spent their lives to spread the message of Islam all over the world. Imam Raza Khan Brevli stands at top of the list. He was the person to uplift the Islamic preaching by his continuous struggle and true endeavors."

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،2004ء،ص20)

ملک عزیز کے ممتاز ماہر تعلیم اور علم سیاسیات کے مستند پروفیسر اور جامعہ کراچی میں شعبہ سیاسیات کے سابق صدر اور کلیہ فنون کے سابق رئیس اور جامعہ کراچی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین احمد نے اپنے ایک پیغام میں امام احمد رضا کو دورِ حاضر کے لیے علمی وروحانی رول ماڈل قرار دیا آپ رقمطراز ہیں:

"انیسویں صدی کے آخری عشرہ کا دور تھا جب ہندؤں نے راگ الاپا کہ ہندوستان دارالحرب ہے مسلمان یہاں سے ہجرت کر جائیں اور ساتھ ہی ذبیحہ گاؤ کو ممنوع قرار دینے کا بھی مطالبہ کر دیا۔ جس کی تائید اس وقت کے علماءِ سوء نے کی۔ آپ نے بڑے ٹھوس دلائل سے اپنے فتویٰ کے ذریعہ مذکورہ مطالبات کو رد کیا۔ نیز تحریکِ خلافت، تحریکِ ترکِ موالات، تحریکِ غیر مقلدیت، نیچریت اور قادیانیت کا قلع قمع کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر امام احمد رضا کے رفقاء، خلفاء اور متبعین تحریکِ پاکستان میں حصہ نہ لیتے تو یہ تحریک کبھی کامیاب نہیں

ہوتی۔ ہمارا اولین فریضہ ہے کہ تمام تعصبات سے بالا تر ہو کر اس عظیم اسلامی مفکر کے افکار و نظریات کی روشنی میں انفرادی واجتماعی طور پر اپنی علمی وروحانی اور قدمی سیاست کی تعمیر کریں۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،2004ء،ص21)

جامعہ الازہر میں 25جولائی1999ء میں امام احمد رضا پر ان کی عربی شاعری پرPh.D کی سند حاصل کرنے والے پاکستان کے اسکالر جناب ممتاز احمد سدیدی ابن حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کا زبانی امتحان جس کو عربی زبان میں مناقشہ کہا جاتا ہے منعقد ہوا تھا اور ان کا زبانی امتحان لینے والے پروفیسر ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس صاحب تھے انہوں نے اس زبانی امتحان کے وقت اور ممتاز سدیدی کا مقالہ پڑھنے کے بعد جو تاثرات دیئے اس کی چند چیدہ چیدہ باتیں ملاحظہ کریں یہ پورا مضمون مجلّہ امام احمد رضا2004ء میں شائع ہو چکا ہے:

"یہ ایک مبارک علمی نشست ہے جس میں ہم اس مقالے کا تنقیدی جائزہ لیں گے جو کلیۃ الدراسات الاسلامیہ والعربیہ میں پیش کیا گیا۔۔۔ مقالہ نگار نے ایک عظیم شخصیت کا مطالعہ کیا ہے اور شاید بہت سے سامعین اس شخصیت کے بارے میں نہیں جانتے ہوگے۔ مولانا احمد رضا عربی نہیں تھے لیکن آپ جب ان کی عربی شاعری کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو خوشگوار حیرت ہوگی اور آپ ان کو عربی شاعر گمان کریں گے۔ میرے خیال میں مولانا احمد رضا خاں ایک عظیم عربی شاعر تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ ذوق و شوق سے عربی زبان وادب کے مطالعہ میں صرف کیا انہوں نے ایک سے زیادہ زبانوں میں تالیفات یادگار چھوڑی ہیں علاوہ ازیں عربی، فارسی اور اردو میں شاعری کی لیکن ان کی

عربی شاعری زیادہ جاندار تھی۔ مولانا احمد رضا نے عربی زبان پر قابلِ ذکر توجہ دی اس لیے ہم پر بھی لازم تھا کہ ہم ان کی شخصیت پر اسی طرح توجہ دیں جیسے انہوں نے ہماری عربی زبان کو دی۔ ان کے عربی دیوان کو ہمارے جامعہ کے پروفیسر دکتور سید حازم نے بھی جمع کیا ہے اور عرب کی دنیا کو ایک نئی چیز سے متعارف کروایا میں ریسرچ اسکالر ممتاز احمد سدیدی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں آپ ہماری فیکلٹی کے ان چند معدود طلبہ میں سے ہیں جس پر فیکلٹی کو فخر ہے۔ آپ مقالے میں سنجیدہ اور مثالی طالب علم ہیں۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،2004ء، ص63-64)

20واں مجلّہ امام احمد رضا انٹر نیشنل سلور جوبلی کانفرنس/سیمینار 1426ھ/2005ء (دوروزہ):

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے قیام کے 25 سال مکمل ہونے پر 2005ء میں ادارے کی جانب سے دوروزہ امام احمد رضا انٹر نیشنل سلور جوبلی کانفرنس وسیمینار کا کراچی میں انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس 9/ اپریل 2005ء/29 صفر المظفر 1426ھ کو کراچی کے پیچ لگژری ہوٹل (پرانا حاجی کیمپ) میں منعقد کی گئی جس کی صدارت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم شرف قادری صاحب نے کی اور وفاقی وزیر محنت و افرادی قوت جناب غلام سرور خاں و سابق گورنر سندھ جناب لیفٹنٹ جنرل(ر) معین الدین حیدر صاحبان مہمانانِ خصوصی تھے۔ اس موقع پر یادگاری لیکچر ملک کے ممتاز عربی ادب کے ماہر پنجاب یونیورسٹی کے سابق ڈین محترم المقام پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے پیش کیا۔ اس موقع پر کئی اسکالرز کو جنھوں نے Ph.D اور M.Phil کی اسناد امام احمد رضا پر تحقیقی مقالات

لکھ کر حاصل کی تھیں ان کو گولڈ میڈل اور سلور میڈل بھی پیش کئے تھے اس کا مختصر حال ادارے کے صدر جناب وجاہت رسول قادری کے سپاس نامے سے پیش کر رہا ہوں جو مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2005ء میں شائع بھی ہوا تھا۔ ملاحظہ کریں مختصر احوال:

"سال 2005ء ہمارے لیے ایک نشانِ منزل کی حیثیت رکھتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں ہم نے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا میں خاصی پیش رفت کی ہے۔ سب سے پہلے ہم نے 1987ء میں پاکستان ٹیلی وژن پر "اس ہفتہ میں" نامی ایک پروگرام میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر جناب حسن مثّنی ندوی صاحب کی معرفت 5/منٹ کا ایک پروگرام ٹیلی کاسٹ کروایا تھا، اس کے بعد 1988ء میں راقم خود ہندوستان گیا تھا، لکھنؤ ٹی وی کے ماہر کیمرہ مینوں سے اعلیٰ حضرت کے مزارات اور ان کے خانوادے سے متعلق تمام عمارات اور اعلیٰ حضرت کے والد ماجد وجدّ امجد کے مزارات کی ویڈیو فلم بنوائی، پھر اس کی اسکرپٹ تحریر کی۔ جولائی 1989ء میں حیات اعلیٰ حضرت پر پاکستان میں پہلی بار یہ پروگرام 15/منٹ کے دورانیہ کے ساتھ نشر ہوا۔ پھر اگست 1989ء میں سامعین کے اصرار پر دوبارہ نشر ہوا۔ اس کے علاوہ 2002ء پی۔ ٹی۔ وی میں اعلیٰ حضرت پروگرام نشر کرانے کا اعزاز حاصل کیا۔ 2004ء میں اے۔ آر۔ وائی کیو ٹی وی چینل پر اعلیٰ حضرت کی حیات اور نعتیہ شاعری کے حوالہ سے پروگرام کی اسکرپٹ ہم نے تیار کی"۔ (مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2005ء، ص 7)

آگے چل کر عالمی سطح پر ادارے کی کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے محترم وجاہت رسول قادری صاحب نے فرمایا:

"گزشتہ 25/ برسوں سے ادارہ یومِ رضا کے موقع پر ملک کے معروف اخبارات کے خصوصی ایڈیشن شائع کروانے میں اہم کردار ادا کررہا ہے۔ ملک کے معروف اسکالرز کے منتخب مقالات اخبارات میں اشاعت کے لیے بھیجتا ہے۔ ہمارے محبین کے ذریعہ بحمد اللہ یہ سلسلہ اب ہندوستان اور بنگلہ دیش تک پھیل گیا ہے۔ قاہرہ کے اخبارات میں گاہے بہ گاہے امام احمد رضا کے حوالے سے مضامین شائع ہورہے ہیں۔ ہمارے بعض احباب بغداد شریف، دمشق اور لبنان میں بھی اخبار و جرائد میں وقتاً فوقتاً امام احمد رضا اور ان کے دیگر متوسلین علماء کے متعلق مضامین شائع کررہے ہیں۔ حال ہی میں (نومبر 2004ء) دارالکتب العلمیہ بیروت نے امام احمد رضا کی تصنیف "کفل الفقیہ الفاہم فی قرطاس الدراہم" شائع کی ہے اور دمشق سے علامہ شامی کی 15/ویں جلد سے امام موصوف کا حاشیہ "جد الممتار علی رد علی المختار" شاملِ اشاعت کرلیا گیا ہے۔ اس طرح سن 2005ء کو اگر امام احمد رضا کے عالمی تعارف کا سال قرار دیا جائے تو بالکل بجا ہوگا۔

ہماری 25ویں امام احمد رضا کانفرنس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہم اس عظیم تاریخی موقع پر امام احمد رضا کی فکر اور تعلیمات کے حوالے سے ان کی اور ان پر لکھی ہوئی 25 کتب کی اشاعت اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں کررہے ہیں۔

پہلی بار حسام الحرمین انگریزی زبان میں علماء کے حالات کے ساتھ شائع ہورہی ہے جس سے انگریزی داں اہلِ علم طبقہ کو اس کتاب اور اس کے مؤلف کی شخصیت کی عظمت کا اندازہ ہوسکے گا۔

ہماری یہ بھی کوشش تھی کہ 25 سال کی مناسبت کے حوالے سے دنیا بھر کی جامعات سے 25 علماء واسکالر کو بلوایا جائے لیکن حکومتِ پاکستان کی ویزا پالیسی

نے ہماری یہ خواہش پوری نہ ہونے دی۔ ہم نے پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، مصر (جامعہ ازہر)، دمشق سے ان علماء و اسکالرز کو دعوت دی جنہوں نے اعلیٰ حضرت پر پی۔ ایچ۔ڈی، ایم۔فل کیا ہو یا رضویات کے حوالہ سے کوئی قابلِ ذکر تحقیقی و تصنیفی خدمات انجام دی ہوں، یا اس کے نگران رہے ہوں۔ ممالک کے حساب سے ان کی تعداد درج ذیل ہے:

1۔ پاکستان سے (بیرون کراچی)	5
2۔ ہندوستان سے	14
3۔ بنگلہ دیش سے	2
4۔ مصر (جامعہ ازہر) سے	3
5۔ دمشق سے	1
کل تعداد	25"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2005ء، ص8)

امام احمد رضا سلور جوبلی 2005ء کی ایک اور اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہم اس موقع پر 9/ امام احمد رضا ریسرچ گولڈ میڈل، ایک سلور میڈل اور 21/ وثیقۂ اعتراف ان علماء و اسکالرز حضرات کی خدمات کے اعتراف میں پیش کر رہے ہیں جنہوں نے امام احمد رضا پر پی۔ ایچ۔ڈی، ایم۔فل کی سند حاصل کی ہے یا معرکۃ الآراء تحقیقی مقالہ تصنیف کیا ہے۔ ان محترم حضراتِ گرامی کی فہرست زیرِ نظر مجلّہ میں شامل ہے۔

یہ تھی ہمارے ۲۵ سالہ سفر کی ایک مختصر سی روداد جس کی تفصیل پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے مرتب شدہ کتابوں یعنی "تذکرۃ اراکین ادارہ"

اور "ادارہ کی 25 سالہ کارکردگی" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے جو سلور جوبلی کانفرنس کے موقع پر شائع کی گئی ہے۔" (مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2005ء، ص 9)

دوروزہ سلور جوبلی کانفرنس کا دوسرا دن سیمینار کے لیے مختص تھا چنانچہ کراچی میں گلشنِ اقبال میں واقع نیپا آڈیٹوریم میں 30 صفر المظفر 1426ھ / 10/ اپریل 2005ھ کو سیمینار صبح 10 بجے سے لے کر شام 4 بجے تک منعقد رہا جس میں ایک درجن سے زیادہ مقالہ نگاروں نے اپنے مقالات پیش کئے۔ ادارے نے اس موقع پر 376 صفحات پر مشتمل سالانہ "معارفِ رضا" بھی شائع کیا جس میں برصغیر پاک وہند کے 25 اسکالرز کے مقالات شائع کئے۔ اس سالنامے میں 25 اسکالرز کی تفصیل بھی ہے جنھوں نے امام احمد رضا پر مختلف جامعات سے Ph.D کی اور M.Phil کی اسناد حاصل کیں اور ساتھ ہی اس سالنامے میں امام احمد رضا کی لکھی ہوئی 1000 سے زیادہ کتب اور حواشی میں سے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب 578 جب کہ 168 حواشی کی تفصیل دی گئی ہے۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امام احمد رضا پر 2005ء تک دنیا کی 33 مختلف جامعات پر امام احمد رضا پر تحقیق کا کام جاری ہے۔

امام احمد رضا سلور جوبلی کے موقع پر ادارے کے ایک انتہائی مخلص اور محب محترم المقام جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری (حسن ابدال) نے سالنامہ معارفِ رضا 2005ء کی اشاعت پر ایک طویل نظم رقم کی تھی جو سالنامے میں شائع بھی ہوئی اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

رضا کے معارف کا آئینہ دار
مجلّہ یہ پاکیزہ وخوشنما

ریاست نے بنیاد اس کی رکھی
وہ ورد حسین قادری باغ کا
شفیع اسم اس پہ ہوں مہربان
مقام اس کو جنت میں بخشے خدا
رہا اس گلستان عرفان پر
ضیا بار اک شمس فہم وذکا
نظر اس پر مسعود ملّت کی ہے
جو ہیں افتخارِ جہاں رضا
وجاہت نے اس کا بڑھایا وقار
اس آئینے کو اور بخشی جلا
ہے اک اور بھی عبد رب مجید
وہ بھی مستحق داد کا ہے بجا
یہ ہے اعلیٰ حضرت کا فکری نقیب
بڑا کام لاریب اس نے کیا
مکمل ہوئے اس کو پچیس سال
زلطف خداوحبیبِ خدا
طباعت کی ہے اور تاریخ بھی
خوشا "مایہ ناز فیض رضا"
(2005ء)

دوروزہ امام احمد رضا سلور جوبلی کانفرنس 2005ء کے موقع پر مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کے لیے 33 پیغامات موصول ہوئے تھے جس میں سرکاری شخصیات کے صرف 3 مگر 30 پیغامات ملک کے بیرونِ ملک کے ممتاز علمی شخصیات نے ارسال کئے جن میں 2پیغامات عرب دنیا کے معروف اسکالرز کے تھے جب کہ افغانستان سے بھی ایک پیغام بزبان فارسی موصول ہوا جو مہتمم جامعۃ عبداللہ ابن مسعود جلال آباد سے تھا تفصیل کے لیے یہ مجلّہ دیکھا جاسکتا ہے۔
عرب سے بھیجے جانے والے پیغامات کی تفصیل ملاحظہ کیجئے:

(1)۔الشیخ رفیق بن محمد حجازی حنفی البانی، جامعۃ الازھر، (عربی)

(2)۔الدکتور ھازم محمد احمد، جامعۃ الازھر قاہرہ، مصر، (عربی)

(3)۔محمد ذاکر اللہ الکوزی، مہتمم جامعۃ عبداللہ ابن مسعود جلال آباد، (فارسی)

ان تمام پیغامات کو یہاں نقل نہیں کیا جاسکتا مگر چند پیغامات ضرور یہاں نقل کروں گا جو بہت اہم ہیں ان میں سب سے پہلے پنجاب یونیورسٹی کے سابق ڈین اور پرنسپل اورینٹیل کالج، پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کا پیغام بعنوان ''حقیقت چھپ نہیں سکتی'' ملاحظہ کیجئے:

''عندلیب دربارِ نبوی اعلیٰ صاحبہ الف الف التحیۃ والصلوٰۃ والسلام امامِ زمان، حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نکھرتی سنورتی اور چمکتی جارہی ہے، ہر آنے والا سورج اس آفتابِ علم و فضل کی نئی سے نئی کرنیں دیکھنے کی سعادت سے بہرہ ور ہورہا ہے، جیسے جیسے ان کے عظیم و منفرد علمی کارنامے دنیا دریافت کررہی ہے اسی رفتار اور اسی مقدار سے ان کی شخصیت بھی نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے آرہی ہے۔ ایک وقت تھا جب برصغیر پاک و ہند کے اہلِ علم سے بھی یہ علمی کارنامے

پوشیدہ تھے مگر اب تو عالم عرب وعجم کیا مشرق ومغرب کی دانشگاہیں، جامعات اور اسکالرز بھی ان کے علمی مقام سے آگاہ و معترف ہیں، عالم اسلام کی قدیم دانشگاہ اور قبلۂ علم وفضل الازھر یونیورسٹی مصر جیسی مؤخر ومحترم جامعات میں بھی ان کے علمی وادبی کارنامے بحث وتحقیق کا موضوع ہیں، ایم اے اور ڈاکٹریٹ کی سطح کے مقالات لکھے جارہے ہیں، مصروعراق اور شام کے اہلِ علم ان کے علمی کارناموں پر کتابیں لکھ رہے ہیں اس کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی ان کی شخصیت اور علمی کارناموں سے دنیا متعارف ہو چکی ہے اور یہ سلسلہ مزید آگے بڑھتا نظر آتا ہے۔

چشم فلک ایک مدت سے حیرت سے یہ دیکھتی رہی ہے کہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شخصی اور علمی مقام سے دور کی دنیا کی تو بات ہی الگ ہے خود اپنے بھی ان سے آگاہی سے محروم رہے اور یوں ایک بے مثال عالم وفاضل کی حق تلفی ہوتی رہی، مخالف تو ان کی شخصیت اور علمی مرتبے کا اعتراف کیا کرتے اپنے بھی اپنی جہالت اور نالائقی کے باعث اس سے غافل و بے خبر رہے، ابھی تک تو صرف ان کے فقہی واجتہادی مقام اور عربی زبان کے شاعر، ادیب اور عالم کی حیثیت سے عرب وعجم آگاہ ہو سکے ہیں دیگر علوم وفنون میں ان کی مہارت اور کمال کو اُجاگر کرنا ابھی باقی ہے، ان کی عربی شاعری اور ادب پر حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری اور ان کے صاحبزادے مولانا ممتاز احمد سدیدی الازھری صاحبان کے علاوہ مصر عراق کی جامعات اور علمی اداروں میں بھی کام ہوا ہے مگر فارسی اور اردو میں ان کے شعری کمالات سے عرب دنیا واقف نہیں راقم کی نگرانی میں شاگرد عزیز شاہد نورانی نے اعلیٰ حضرت کی صرف عربی شاعری

پر جو ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ڈگری حاصل کی ہے اس کی ضخامت ڈیڑھ ہزار صفحہ ہے!! ضرورت ہے کہ ایسے علمی کام شائع ہو کر دنیا کے سامنے لائے جائیں، بحیثیت فقیہ و مجتہد اور دیگر علوم وفنون میں ان کے علمی کارناموں پر الگ الگ سے تحقیق ابھی باقی ہے لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ جس دن ان کی محنت اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت سے عرب و عجم واقف ہو گی وہ دن عشاق و محبان مصطفیٰ ﷺ کے لیے یوم عید ہو گا اور دنیا حضرت مولانا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اصل مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو گی!

بہر حال وہ وقت اب گزر گیا جب ان کے نام سے رزق کمانے والے بھی ان کے مقام سے غافل تھے مخالفوں نے تو ان کی شخصیت کو بدنام کرنا اور ان کے مقام پر پردہ ڈالنا ہی تھا مگر حقیقت کو کب تک چھپایا جاسکتا ہے، اس نے تو ایک نہ ایک دن دنیا کے سامنے آنا ہی ہوتا ہے خدا کا شکر ہے کہ اسلامی دنیا اب نیم خواندہ متعصب فتویٰ بازوں کے ہاتھ سے نکل کر علم و معرفت کی روشنی میں آرہی ہے، تعصب کے پردے پھٹ رہے ہیں اور حقیقت سے ناآشنا اور منکرین سب اعترافِ حقیقت پر مجبور ہو رہے ہیں، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالمِ اسلام کی ایک نہایت پروقار شخصیت کی حیثیت سے دنیا میں متعارف ہو چکے ہیں، کیا خوب کہا حضرت لسان العصر اکبرؔ الہ آبادی نے:

نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی
کہیں چھپتا ہے اکبرؔ پھول پتوں میں نہاں ہو کر؟"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2005ء، ص18)

اس کے بعد جامعہ کراچی شعبہ اردو کے پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل کا پیغام ملاحظہ کریں جو ہمارے ملک کے معروف ادیب اور نقاد ہیں ان کے پیغام میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

"مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی کی ہمہ جہت شخصیت اپنے خیالات وافکار کی وسعت، اپنی علمی و فقہی خدمات کی اثر آفرینی اور اپنی علمی فضیلت کے باعث علمائے برعظیم میں، اپنے دور میں، ایک امتیاز وانفرادیت کے حامل رہی ہے۔ ان کی فکر اور ان کی علمی خدمات نے اپنے عہد اور اپنے بعد کی دونسلوں کو اس طرح متاثر کیا ہے کہ ہمارا معاشرہ، ہماری سیاست اور ہماری مذہبی و علمی تاریخ، سب ہی نے ان سے بے پناہ اثرات قبول کیے ہیں۔ ان اثرات کی اثر آفرینی اور ان کی توسیع اور ان کے فروغ میں آج جس طرح "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا خاں" مستعد و سرگرم ہے۔ یہ اس کا فیض ہے کہ مولانا احمد رضا کی فکر اور تحریکِ برعظیم کو سیراب کرتی ہوئی اب اپنے عالمی مستقر کی طرف رواں دواں ہے اور ہر جگہ اپنے اثرات سے ایک عالم کو اپنی جانب متوجہ کر رہی ہے۔"

اب ملاحظہ کریں بھارت کے ممتاز ریسرچ ایسوی ایٹ اینڈ جرنلسٹ محترم جناب رضاالرحمٰن عاکف سنبھلی (علیگ) کے بھیجے گئے پیغام سے اقتباس:

"اطلاعات کے مطابق "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا" اپنے قیام کے 25 برس مکمل ہونے پر سلور جوبلی تقریبات (جشنِ سیمین) منارہی ہے اس موقع پر ادارے کی جانب سے منعقد ہونے والے پروگراموں کی تفصیل نہایت ہی خوش آئند اور قابلِ فخر وستائش ہے جس کے تحت برصغیر کی ایک نہایت ہی اور اپنے علمی کارناموں کی بناء پر نہایت قد آور شخصیت جس نے نہ صرف اسلام کی تبلیغ

واشاعت بھی کی بلکہ اپنے عہد کے فتنوں کا زبردست تعاقب کیا، مضبوط دلائل اور عظیم جرأت کے ساتھ مخالفین کا ناطقہ حیات بند کر دیا۔ یقیناً یہ شخصیت ایسی عظیم ہے جس کے نام سے نہ صرف برصغیر بلکہ عالم کے کونے کونے میں ادارے قائم کئے جائیں اور اسلام کے اس عظیم مدّبر اور لاثانی محقق اور فخر انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سچے عاشق، مدّاح کے عدیم المثال کارناموں کو منظرِ عام پر لایا جائے۔ جو آج بھی اسلامی دنیا کا زبردست اور عدیم المثال مذہبی وعلمی سرمایہ ہیں۔

عصر حاضر میں الحاد وگمراہی جس تیزی اور افسوس ناک طریقے پر عالم انسانیت کو تباہ وبرباد کئے ڈال رہی ہیں اس کے لیے ضروری کہ مذہبی حق اور دین متین کی صبح تعلیمات کو عام کیا جائے اور اسلام کے سچے علمبردار اور رحمۃ اللعالمین کے سچے عاشق صادق، دین حنیف کے مبلغ اور بدعات وخرافات کے حقیقی دشمن کے ذریعے کئے گئے کارناموں کی روشنی میں اسلام مخالف نظریات کا سدّباب کیا جائے۔ جس سے مذہبی پلیٹ فارم بلکہ فلسفہ وسائنس اور عقلیت ودلائل سے دینِ حق کا صحیح دفاع کیا اور علم جدید کے جھوٹے دینوں کی قلعی پوری طرح کھول دی ہے۔

لائق مبارکباد ہیں اور قابلِ ستائش بھی "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، پاکستان" کے کارکنان جنھوں نے اس طرف توجہ دی اور حامیٔ سنّت، ماحی بدعت، عامل کامل، فخر الاماثل، تاجدارِ اہلِ سنّت، پیکر عزم وریاضت، محورِ صبر وعزیمت، منبع علم وفن، حضرت علامہ امام احمد رضا قدس سرّہ العزیز وعلیہ الرحمۃ کی تعلیمات وخدمات کو عام کرنے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔ اور اپنے اس

عظیم مقصد میں اس وقت وہ ''امام احمد رضا'' کی نسبت سے عظیم الشان جشن سیمیں منعقد کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔''

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2005ء، ص29)

حضرت علامہ مولانا پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مجلسِ رضا لاہور کے بانیان میں سے ایک عظیم ریسرچ اسکالر تھے جنھوں نے خود امام احمد رضا پر بہت زیادہ تحقیقی مقالات لکھے اور شائع کئے ہیں انہوں نے ہماری کانفرنس میں شرکت بھی فرمائی اور ایک اہم پیغام ارسال کیا تھا جس میں انہوں نے ادارے کی کاوشوں کو خوب سراہا آپ رقمطراز ہیں:

''مجھے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا'' کراچی سے اس وقت سے تعلق رہا جب سیّد ریاست علی قادری مرحوم نے آج سے پچیس سال قبل علامہ شمس بریلوی، ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری اور آپ (سید وجاہت رسول صاحب قادری) کی رفاقت میں ادارہ کی بنیاد رکھی تھی۔ ان دنوں ''مرکزی مجلس رضا'' لاہور حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کی نگرانی میں اعلیٰ حضرت کے علمی اور فقہی افکار کو پھیلانے میں مصروف تھی۔ سید ریاست علی قادری ''مرکزی مجلس رضا'' کے کام سے بے حد متاثر ہوئے۔ وہ حکیم صاحب کی خدمات کو سراہتے تھے اور ''مرکزی مجلس رضا'' کے ذریعے عام لوگوں کو اعلیٰ حضرت سے متعارف کرانا انہیں بڑا پسند تھا۔ انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ''مرکزی مجلس رضا'' کی طرز پر ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو پاکستان کے اعلیٰ طبقہ تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے کراچی سے جب کام کا آغاز کیا تو ان کے سامنے پاکستان کے اعلیٰ سرکاری افسران، جامعات کے اعلیٰ اساتذہ علمائے کرام کا

مقتدر طبقہ تھا۔ انہوں نے ''یومِ رضا'' کے انعقاد کا آغاز بڑی آن بان سے کیا۔ اور پاکستان کے اعلیٰ طبقہ کے افراد کو دعوت دی۔ ان کے دعوت سے ایک دانشور طبقہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے متعارف ہونے لگا۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے فاضل بریلوی کے علوم کو مختلف جہتوں سے متعارف کرایا۔ اپنے مجلّہ ''معارفِ رضا'' میں ان علوم کو شائع کرنا شروع کیا۔ اس مجلّہ میں بلند پایہ مقالات چھپنے لگے، ملک کے اہل علم و فضل کے پیغامات آنے لگے اور ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے جلسوں میں پڑھے جانے والے مقالات جب ''معارفِ رضا'' کے صفحات میں چھپتے تو دنیائے رضویت کے ساتھ ساتھ دوسرے مکاتب فکر کے ارباب علم و دانش کا بھی اعلیٰ حضرت کے علوم سے متعارف ہونے لگا۔ ''معارفِ رضا'' ایک معیاری سالنامہ تھا۔ (اب ماہانہ بھی ہوگیاہے) جس کے صفحات علمی اور فکری معارف لے کر پاک وہند میں پہنچتے ہیں۔ بانی ادارہ سید ریاست علی قادری مرحوم کی وفات کے بعد حضرت سید وجاہت رسول قادری اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے رفقاء کے ساتھ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ اس کے معیار کو بلندیوں تک پہنچایا۔ دوسری طرف ''معارفِ رضا'' میں چھپنے والے مقالات نے خیابانِ رضا کو گلہائے رنگارنگ سے سنوار دیا۔ اس ادارے نے کراچی، اسلام آباد، اور لاہور میں اپنے شاندار اجلاس منعقد کرکے اعلیٰ حضرت کے پیغام کو اعلیٰ طبقوں تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ سالانہ جلسے ہوتے تو ملک کی جامعات کے وائس چانسلرز تقاریر کرتے۔ ملک کے وزراء اور گورنر اپنے پیغامات لکھواتے۔ اللہ اور رسول سے محبت رکھنے والے سیاسی راہنما اظہارِ خیال کرتے۔ عالمِ اسلام کے

اسکالرز آتے اور اپنے مقالات پڑھتے۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے فاضل بریلوی کے نظریات کو اعلیٰ طبقہ میں پہنچایا۔

اس ادارے کو اس کے صدر اور سیکریٹری کے علاوہ علاّمہ شمس بریلوی مرحوم اور ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری جیسے بلند پایہ اہلِ قلم و فکر کا تعاون حاصل رہا۔ ان حضرات نے فکر رضا کو نہایت باوقار انداز سے پیش کیا اور ادارے نے "معارفِ رضا" کے صفحات پر شائع کر کے دور دور تک پھیلایا۔ آج یہ ادارہ رضویات کے حوالے سے برصغیر پاک وہند میں ہی نہیں پورے عالم اسلام میں ایک منفرد ادارہ ہے۔ ہم ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی شاندار خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کرتے ہیں اور اس کے اراکین کی شب و روز محنت کو نذرانہ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے تاقیامت قائم و دائم رکھے اور اس کے اراکین کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2005ء، ص 31)

آخر میں بنگلہ دیش کے رضا اسلامک اکیڈمی چاٹگام کے صدر محترم المقام حضرت علامہ مولانا محمد بدیع العالم رضوی کا پیغام ملاحظہ کیجئے جس میں آپ کو بنگلہ دیش میں امام احمد رضا پر کام کی رفتار کا بھی جائزہ لینے کا موقع ملا، ملاحظہ کریں آپ کا پیغام:

"میرے لیے یہ امر موجب سعادت اور باعث مسرت ہے کہ آپ نے امام احمد رضا سلور جوبلی انٹرنیشنل کانفرنس 2005ء کے حوالے فقیر سے پیغام طلب فرمایا۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا پورے عالم اسلام میں مذہب حقہ اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلیمات عام

کرنے کے لیے مرکزی کردار ادا کررہا ہے۔ مجھے 2000ء کو ملتان انٹر نیشنل سنی کانفرنس میں حاضری کے موقع پر کراچی میں ادارے کے دفتر معائنہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی واقعی ادارے کی جملہ تالیفات وتصنیفات گرانقدر خدمات ایک تاریخ ساز ادارے کی حیثیت سے بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ہمارے عظیم محسن ہیں۔ جنہوں نے کنزالایمان کے نام سے قرآن مجید کا اردو ترجمہ کرکے برصغیر کے مسلمانوں کو تعلیمات الٰہی سے روشناس کروایا۔ محترم الحاج مولانا عبدالمنان صاحب زید علمہ وحیاتہٗ نے کنزالایمان کے بنگلہ زبان میں ترجمہ کرکے بنگالی مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرمایا۔

فی الحال بنگلہ دیش میں امام احمد رضا کی حیات وخدمات پر بنگلہ زبان میں مضامین ومقالات کی علاوہ بھی قابل ذکر تعداد میں کتب شائع ہو رہی ہیں۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ اب ہمارے وطن عزیز ملک بنگلہ دیش میں چند ادارے رضویات پر کام کررہے ہے۔ مثلارضا اسلامک اکیڈمی چاٹگام۔ اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش، امام احمد رضا ریسرچ اکیڈمی چاٹگام، اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر چاٹگام۔ اعلیٰ حضرت اکیڈمی ڈھاکہ وغیرہ۔

صدر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے دورہ بنگلہ دیش کے بعد یہ اہم پیش رفت ہوئی کہ اسلامک یونیورسٹی کشتیا(بنگلہ دیش) کے شعبہ قرآن و حدیث وتفسیر کے نصاب میں محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالودود صاحب زید مجدہٗ کی کاوشوں سے ریفرنس بک کی حیثیت سے کنزالایمان ودیگر عقائد اہلِ سنّت کی کتابیں شامل کرلی گئیں۔

بنگلہ دیش کے ڈھاکہ، کشتیا، چاٹگام یونیورسٹیوں کے علاوہ مختلف دینی مدارس اور اداروں میں بھی امام احمد رضا پر کام ہو رہا ہے۔ مثلاً۔ جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ، شہر چاٹگام، ڈھاکہ قادریہ طیبیہ عالیہ، محمد پور، ڈھاکہ، مدرسہ طیبہ اسلامیہ سنیہ، حوالی شہر چاٹگام وغیرہ۔

محدث بریلوی کے عبقری شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرانے کے لیے سلور جوبلی انٹرنیشنل کانفرنس 2005ء اور معارف رضا کا ضخیم سالنامہ مجلّہ کی اشاعت انتہائی مستحسن اقدام ہے۔ مولیٰ کریم سے دعا ہے کہ ادارۂ تحقیقات سے منسلک تمام حضرات کرام کو ان کے نیک مقاصد میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین، صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2005ء، ص38)

قارئینِ کرام اس کانفرنس کے انعقاد سے چند ماہ پہلے یعنی پہلی ذوالحجہ کو ادارے کے ایک بانی رکن اور ادارے کے نائب صدر محترم جناب الحاج شفیع محمد قادری حامدی کا انتقال ہو گیا تھا اس موقع پر کئی تعزیتی پیغام موصول ہوئے مگر سب سے اہم تعزیتی پیغام بریلی سے بریلی کے سجادہ نشین محترم المقام مفتی محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں کا تھا اس پیغام کو یہاں حضرت شفیع بھائی سے محبت کی خاطر نقل کر رہا ہوں۔ حضرت شفیع محمد قادری راقم کے شیخ مجاز بھی تھے اور راقم ان ہی کے اجازت وخلافت پر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ کو فروغ دے رہا ہے:

"آہ الحاج محمد شفیع قادری حامدی

فقیر کو شیدائے اعلیٰ حضرت، فدائے سنیت الحاج محمد شفیع صاحب حامدی (کراچی) کے انتقال پر ملال کی خبر بہت تاخیر سے ملی۔ معلوم ہوا کہ وہ یکم ذی الحجہ 1425ھ کو داعی اجل کو لبیک کہہ گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اپنے جد امجد سید نا حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے چہیتے مرید محترم الحاج شفیع محمد قادری صاحب کے انتقال پر ملال کی خبر سے فقیر کو دلی صدمہ ہوا۔ مرحوم بہت ہی متقی، پرہیز گار، مسائل شرعیہ کے واقف کار اور اعلیٰ حضرت و حجۃ الاسلام کی حیات اور کارناموں کے متعدد زریں پہلوؤں پر اہم معلومات رکھتے تھے۔ آپ نے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی (پاکستان) کے فروغ کے لیے خود کو وقف کر رکھا تھا۔ آپ حضرت مفتی تقدس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اور میرے والد گرامی قدر حضرت ریحان ملّت علامہ مولانا ریحان رضا خاں صاحب قبلہ رحمانی میاں قدس سرہٗ کے از حد نیاز مند غرضیکہ خانوادۂ رضویہ کے ہر فرد کے عقیدت کیش تھے۔

مولائے قدیر مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم!

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ"

(مجلّہ امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس، 2005ء، ص47)

21واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2006ء:

الحمدللہ! 2005ء کی کامیاب دوروزہ انٹرنیشنل سلور جوبلی امام احمد رضا کانفرنس کے بعد 2006ء کی سالانہ کانفرنس بھی انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کی گئی یہ 26ویں کانفرنس 24 صفر المظفر 1427ھ / 25 مارچ 2006ء کو، کوہِ نور ھال

ہوٹل ریجنٹ پلازہ کراچی میں منعقد کی گئی تھی جس کی صدارت جامعہ کراچی کے پروائس چانسلر جناب پروفیسر ڈاکٹر اخلاق احمد نے فرمائی جب کہ مہمانِ خصوصی کے طور پر فضیلۃ الشیخ السید الیوسف ہاشم الرفاعی الہاشمی مدعو تھے جبکہ بیرونِ ملک کے مقالہ نگاروں میں ہاشم مندرجہ ذیل اسکالر شریکِ کانفرنس تھے:

(1)۔ العلامہ الاستاذ احمد سامری القبانی، (ملک شام)

(2)۔ فضیلۃ الشیخ الدکتور عبد القادر نصر، (استاذ کلیۃ القرآن الازھر یونیورسٹی، مصر)

(3)۔ فضیلۃ الشیخ حسام الدین القادری (فاضل جامعہ دمشق، شام)

(4)۔ العلامہ منور عتیق رضوی فاضل شام مقیم انگلینڈ

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے اپنی سلور جوبلی کانفرنس کے موقع پر 25 کتب کی اشاعت کی تھی جو ادارے کے لیے ایک ریکارڈ ہے اور 26 ویں کانفرنس کے موقع پر بھی الحمدللہ 10 کتب کی اشاعت کی گئی۔ ان اہم کتب میں ایک اہم رسالہ بزبان عربی مولانا محمد اسلم رضا صاحب کا تھا انہوں نے "حیاۃ الامام احمد رضا خان الماتریدی الحنفی القادری البریلوی" کے نام سے عربی میں لکھا تھا۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر امام الدین جوہر میاں شفیع آبادی کا Ph.D کا مقالہ حضرت رضا بریلوی بحیثیت شاعر نعت اور مولانا محمود حسین بریلوی کا M.Phil/ مقالہ بعنوان "مولانا احمد رضا کی عربی زبان وادبی خدمات" بھی شائع کیا گیا تھا۔

اس سال مجلّہ 2006ء کے لیے موصول ہونے والے پیغامات میں مندرجہ ذیل افراد نے پیغامات ارسال کئے تھے چند نام ملاحظہ کریں:

(1)۔ جناب محمد اعجاز الحق، وفاقی وزیر مذہبی امور۔

(2)۔ جناب ڈاکٹر عامر لیاقت حسین، وفاقی وزیر مملکت مذہبی امور۔

(3)۔ پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم صدیقی، شیخ الجامعہ کراچی۔

(4)۔ پروفیسر ڈاکٹر اخلاق احمد، پروائس چانسلر جامعہ کراچی۔

(5)۔ پروفیسر ڈاکٹر شمس الدین رئیس کلیہ فنون جامعہ، کراچی۔

(6)۔ پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین نوری رئیس کلیہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی۔

(7)۔ پروفیسر محمد رئیس علوی، رجسٹرار جامعہ کراچی۔

(8)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری چیئرمین شعبہ سیاسیات جامعہ کراچی۔

(9)۔ جناب مجید نظامی، مدیر روزنامہ نوائے وقت۔

(10)۔ جناب تبریر ضیاءالاسلام زبیری کالم نگار روزنامہ قومی اخبار۔

(11)۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر ڈائیریکٹر داتا گنج بخش چیئر

(12)۔ علامہ عبدالمبین نعمانی مصباحی دارالعلوم چریاکوٹ، انڈیا۔

(13)۔ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور۔

(14)۔ علامہ مفتی ولی محمد رضوی باسنی ناگور انڈیا۔

ان تمام شخصیات کے تمام پیغامات یہاں نقل نہیں کئے جاسکتے مگر ان پیغاموں میں سے کچھ اقتباسات ضرور نقل کئے جاسکتے ہیں ان میں سے چند ملاحظہ ہوں:

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر دورِ حاضر کی ایک انتہائی مستند ادبی شخصیت ہے خاص کر عربی ادب میں آپ کی بہت زیادہ خدمات ہیں۔ آپ نے چند سال قبل پہلے امام احمد رضا کی عربی شاعری کے عنوان پر ریسرچ اسکالر پنجاب یونیورسٹی جناب شاہد علی نورانی کو Ph.D کروایا تھا اس کے علاوہ بھی آپ نے کئی ریسرچ اسکالرز کو Ph.D کے مقالات میں معاونت فرمائی ہے آپ نے 2006ء کی

کانفرنس کے موقع پر ایک مختصر مگر جامع پیغام ارسال کیا تھا جس کا ایک پیراگراف ملاحظہ ہو:

حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہے ہی ایسی کہ انہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے اور ان کے فیض عالم سے خلق خدا کو مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا جائے آنے والا ہر لمحہ اپنے ساتھ مسائل کا ایک انبار لیکر آتا ہے اور فیض رضا میں ان سب کے لیے حل دستیاب ہوتے ہیں۔ ان کے علمی ورثے سے ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی نئی دریافت اور نئی جہت سامنے آتی ہے۔ یہ سب باتیں ہم سے تقاضا کرتی ہیں کہ ان کے علمی ورثے کے تحفظ کے ساتھ اس کی اشاعت عامہ کو معمول بنایا جائے اور ان کے فیض سے خلقِ خدا کو فہم اسلام میں مدد ملتی رہے۔ یہ امت کی اہم ذمہ داری ہے جسے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا بخوبی تمام پورا کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔ اس طرح اس عظیم علمی ورثے کا فیض بھی جاری رہے گا اور ادارہ بھی امت سے خراجِ تحسین کا مستحق رہے گا۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2006ء، ص30)

انڈیا کے شہر ناگور کے معروف عالمِ دین مفتی جناب ولی محمد رضوی نے راجستھان سے ایک پیغام ارسال کیا جس میں انہوں نے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے اپنے تاثرات پیغام کی شکل میں بھیجے اس کا اہم اقتباس ملاحظہ کریں:

"کراچی پاکستان میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی طرف سے چند سال ہوئے بڑے شہروں میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد ہوتا ہے جسے ملک وملت

کے سپوت، پیکر خلوص و محبت، صاحب فضیلت، عالی مرتبت، حضرت علامہ سید وجاہت رسول صاحب قبلہ اور ماہر رضویات فخر لوح و قلم عاشق رسول محترم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب مظہری قبلہ وغیرہ قابل قدر ہستیاں آن، بان، شان سے منعقد کرتے ہیں۔ جس کی رپورٹیں برابر ماہنامہ معارفِ رضا پاکستان وغیرہ سے باصرہ نواز ہیں یہ کانفرنس ایک نرالی وانوکھی ہوتی ہے جس میں مدعو حضرات علم ودین ودنیا کے علم وفضل کے اپنے وقت کے چمکتے چراغ ہوتے ہیں وقت کے فقیہ بھی اپنے زمانہ کے مدرس بھی عصر حاضر کے محقق ومدّبر بھی اور ان کے شانہ بشانہ وکلاء وزراء وحکماء وغیرہم حضرات بھی زینتِ کانفرنس ہوتے ہیں غرض یہ کہ یہ کانفرنس اپنی نوعیت کی مثالی کانفرنس ہے جس سے بڑے ٹھوس نتائج برآمد ہورہے ہیں اور اہل سنّت کے کارنامے بڑے مثبت انداز میں پیش کئے جارہے ہیں۔ اس سے جو اہلِ سنّت سے کچھ کھنچے کھنچے رہتے تھے اب قریب تر ہورہے ہیں۔ اور امام احمد رضا وغیرہ فقہاء ومحدثین کرام نے جو اسلام وسنّت کے لیے زریں کارنامے انجام دیے ہیں وہ باقاعدہ ومنظّم طریقہ سے جدید اسلوب پر زیور تصانیف وتالیف سے آرستہ کئے جارہے ہیں اور عشق نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء کی شمع ہر جانب روشن کرنے کی سعی جمیل کی جاتی ہے اور یقین جانیں کہ یہ شمع رسول ﷺ کے پروانوں دیوانوں کی بزم ہے اور روحانیت کا سیل رواں ہے جو بھی جس طرف قدم بڑھائے گا کامیابی وکامرانی آگے بڑھکر اس کا استقبال کرے گی فتح ونصرت ان کی ہم دم وہمراہ ہوگی اے خدائے بزرگ وبرتر جب تک آفتاب وماہتاب کی چمک دمک قائم رہے یہ ادارہ قائم رہے"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2006ء، ص34)

22واں مجلّہ امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس 2007ء:

اس سال کانفرنس پاکستان آرٹس کونسل کراچی میں 27صفر المظفر 1428ء مطابق 17مارچ 2007ء منعقد ہوئی جس کی صدارت کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی نے کی جب کہ مہمانِ خصوصی چیئرمین اردو ڈکشنری بورڈ، جناب پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری صاحب تھے۔ اس سال ادارے کی جانب سے ماشاء اللہ 12 کتب کی اشاعت ہوئی جن میں 3(تین) Ph.D کے مقالات تھے۔

(1)۔ امام احمد رضا کی انشاء پردازی کی خصوصیات از ڈاکٹر غلام غوث قادری۔

(2)۔ اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی از ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی۔

(3)۔ پروفیسر ڈاکٹر عبد الباری صدیقی کا Ph.D کا مقالہ بزبان سندھی بعنوان امام احمد رضا بریلوی کے حالات وافکار کے عنوان پر شائع ہوا۔

اس کے علاوہ اس سال جامعہ اردو سمیت کراچی کی کئی جامعات اور پبلک لائبریری کے لیے ادارے کی تمام مطبوعات کا سیٹ بھجوایا گیا۔ اردو یونیورسٹی میں باقاعدہ ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے وائس چانسلر کو کتابوں کا تحفہ عطیہ کیا گیا۔ اس سال دو M.Phil کی اسناد ریسرچ اسکالرز پاکستان کی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد سے حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ دونوں اسکالرز نے امام احمد رضا کے حوالے سے M.Phil کے مقالات لکھے تھے۔

اس سال مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کے لیے مندرجہ ذیل حضرات نے اپنے پیغامات بھیجے تھے:

(1)۔ محمد میاں سومرو، چیئرمین سینٹ آف پاکستان۔

(2)۔ پروفیسر ڈاکٹر سید کمال الدین، وائس چانسلر جامعہ اُردو۔

(3)۔ پروفیسر ڈاکٹر ایم اقبال قریشی، وائس چانسلر، ہمدرد یونیورسٹی۔

(4)۔ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد وائس چانسلر، ایگری کلچر یونیورسٹی، فیصل آباد، پنجاب۔

(5)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید شاہد ادارہ تعلیم و تحقیق، جامعہ پنجاب، لاہور۔

(6)۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، صدر شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ ہمدرد، دہلی، انڈیا۔

(7)۔ پروفیسر ڈاکٹر رفعت جمال، صدر شعبہ اردو، بنارس ہندو یونیورسٹی، انڈیا۔

(8)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد انور خاں، چیئرمین شعبہ تقابل ادیان و اسلامک کلچر، جامعہ سندھ۔

(9)۔ محمد رحمت اللہ صدیقی، مدیر اعلیٰ "پیغام رضا" بمبئی، انڈیا۔

(10)۔ ڈاکٹر خواجہ اکرم، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، انڈیا

ان تمام پیغامات میں سے راقم نے چند کا انتخاب کیا ہے اس میں سب سے پہلے جامعہ ہمدرد، دہلی کے صدر شعبہ علوم اسلامیہ پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم کا پیغام ملاحظہ کریں:

"امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی چودھویں صدی ہجری کے ان نابغہ روزگار ہستیوں میں شمار کئے جاتے ہیں جنہیں خالق کائنات کی جانب سے علوم ظاہری و باطنی کا وافر حصہ ملا تھا، عشق رسالت مآب ﷺ کے پیکر میں ڈھل کر ملت اسلامیہ کے مفاد میں جو انہوں نے علمی کارنامے انجام دیئے وہ لائق ستائش بھی ہیں اور قابل تقلید بھی۔ عشق رسالت سے سرشاری کا اعتراف اپنوں اور بیگانوں سب نے یکساں طور پر کیا ہے۔ انہوں نے عشق رسول ہی کی روشنی میں اپنے خیالات سے قرطاس و قلم کو زینت بخشی ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا قلم کہیں لغزش کا شکار نہ ہوا۔ جن معاندین نے ان کے ترجمۂ قرآن اور حدائق

بخشش کے بعض اشعار پر نازیبا ریمارک لگائے ہیں وہ ان کی علمی کم مائیگی اور فکری بے بضاعتی کی بنیاد پر ہے۔ امام احمد رضا خود سچے عاشق رسول تھے اور عشق رسالت سے سرشار جماعت کے نمائندے تھے اس لئے انہوں نے وارثِ نبی کا اہم فریضہ انجام دیتے ہوئے زبان و قلم کے ذریعہ بدعقیدگی کی اصلاح کی، عظمت رسالت سے بھرپور ترجمۂ قرآن کنزالایمان لکھا، اور عشق و محبت سے سرشار کوثر و تسنیم سے دھلے ہوئے نعتیہ اشعار قلم بند فرمائے دیوان حدائق بخشش کا ایک ایک شعر جس کی بیّن مثال ہے۔ ایک مسلمان کا چونکہ اپنے نبی ﷺ سے ایمان کا رشتہ ہوتا ہے اور ایمان کی بنیاد عشق نبی پر ہے اس لئے امام اہل سنت نے عشق نبی ہی کی بنیاد پر امت مسلمہ کی اصلاح و فلاح کے تعلق سے تجدیدی کارنامے انجام دئے۔ جو نام نہاد علماء اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ضلالت و گمراہی کا پرچار کر رہے تھے ان کی نہ صرف آپ نے نشاندہی کی بلکہ ان کے باطل نظریات کی بخیہ دری کر کے ملت اسلامیہ کے سامنے ننگا بھی کیا یہی وجہ ہے کہ ان نام نہاد علماء کے حواریین نے ان کے ساتھ معاندانہ رویہ نہ صرف روا رکھا بلکہ انتقامی جذبہ نے انہیں اتنا اندھا کر دیا کہ وہ بہتان تراشی اور الزام طرازی پر اتر آئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمام خلاف شرع باتیں جس کی اسلام میں سختی سے ممانعت کی گئی ہے ان کی طرف منسوب کرنے لگے اور نہ صرف نسبت کرنے لگے اس کا موجد بھی گردانے لگے۔ قبر پرستوں کا امام اور بدعتیوں کا پیشوا لکھا الغرض معاندین نے اطمینان قلب کے لئے نہ جانے کیسے کیسے گھناؤنے الفاظ کا سہارا لیا۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ زمانہ کروٹ بدلتا ہے ان کے انتقال کو نصف صدی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ زمانے نے کروٹ لی نفرت و عناد کی دبیز چادر ہٹنے لگی، حق آشکار ہونے

لگا، بہتان تراشوں کی زبانیں گنگ ہوئیں ذہنیت میں نوعی فرق آیا جنہیں ان کا نام سننا گوارانہ تھا وہ انہیں بالواسطہ نہیں بلاواسطہ پڑھنے لگے۔ اس سلسلے میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی پاکستان کی کاوشوں کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ سچ ہے جس قدر ان کے تعلق سے معاندین کا مطالعہ بڑھے گا نفرت وعناد کے بادل چھٹیں گے اسی قد امام احمد رضا خاں قادری کی شخصیت آسمان علم وفضل پر نیر تاباں بن کر نمودار ہوگی۔ اس آفتاب علم وفن سے اپنے تو اکتساب نور کر ہی رہے تھے بیگانوں کی آنکھیں بھی چکاچوند ہوئیں۔ حلقۂ معاندین میں سے کئی ایک نے مجھ سے ان کے تعلق سے کتابیں طلب کیں، مقالات میں حوالے دیئے اپنی ریسرچ وتحقیق کا موضوع بنایا۔ اگر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کی سرگرمیاں اسی طرح اہل علم کے درمیان پہنچتی رہیں تو وہ دن دور نہیں کہ ان کی شخصیت تمام ارباب فضل وکمال کے لئے یکساں طور پر مینارۂ نور بن جائے گی"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2007ء، ص 13)

بمبئی انڈیا میں ایک رسالہ "پیغامِ رضا" نکلتا ہے اس کے ایڈیٹر محترم جناب محمد رحمت اللہ صدیق صاحب نے اپنے پیغام میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی کاوشوں کا خاص کر ذکر کیا ہے آپ رقمطراز ہیں:

"عالمی پیمانے پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے افکار و نظریات کی اشاعت میں ادارۂ تحقیقات کو شاہ کلید کی حیثیت حاصل ہے۔ مخالفین اہل سنت نے امام احمد رضا کیخلاف جو منصوبہ بنایا تھا اور جو پروگرام ترتیب دیئے تھے ،ادارۂ تحقیقات نے ان کے منصوبوں کو ہر طرح سے ناکام بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فکر رضا میں اہل علم وفن کی دلچسپی بڑھتی جارہی ہے اور ان کے رویے

میں تیزی کے ساتھ تبدیلی آ رہی ہے۔ برصغیر میں ادارۂ تحقیقات کی تقلید میں کچھ اور ادارے کھڑے ہو جاتے تو غلط فہمیوں کی ساری دیواریں کب کی منہدم ہو چکی ہوتیں۔ مسلمانوں میں فکری و مسلکی اتحاد کے ایک نئے دور کا آغاز ہو جاتا۔ اور اسلام مخالف عناصر کے عزائم خاک میں مل جاتے۔ پھر بھی ادراۂ تحقیقات کے پلیٹ فارم سے جو کام ہو رہا ہے اس نے بہت حد تک اس فریضے کو انجام دیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ ادارہ لائق صد ستائش ہے۔ ملت کے ہر فرد کو اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2007ء، ص17)

23واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2008ء:

28ویں امام احمد رضا کانفرنس ہفتہ 16 صفر المظفر 1429ھ / 23 فروری 2008ء کو سرسید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کراچی کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی تھی جس کی صدارت محترم المقام جناب ظلِّ احمد نظامی چانسلر سرسید یونیورسٹی نے فرمائی اور مہمانانِ خصوصی وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی جناب مظہر الحق صدیق تھے جبکہ مقالہ نگار حضرات میں پروفیسر انور احمد زئی، پروفیسر ڈاکٹر قمر الحق صاحب، مولانا انوار احمد بغدادی اور پروفیسر دلاور خاں شامل تھے۔ اس کانفرنس میں راقم نے 1 گھنٹے کی "Power Point" پر "سائنٹفک ورک آف امام احمد رضا" کی Presentation دی تھی جس کو صدرِ مجلس جناب زید اے نظامی نے بہت سراہا اور اپنے خطبۂ صدارت میں کئی دفعہ راقم کی Presentation کا ذکر کیا اور یہاں تک کہا کہ آج تک انہوں نے امام احمد رضا پر اتنی مدلل Presentation نہیں دیکھی جو آج ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نے یہاں پیش کی۔ پروگرام کے آخر میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے بھی فقیر کو قریب بلا کر مبارک باد دی اور فرمایا کہ آج آپ نے طبیعت خوش کر دی اور دعائیں دیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ آپ کو بولنے کی صلاحیت دے۔ راقم کی آپ کے ساتھ اس کانفرنس میں ہال سے نکلتے وقت یادگار تصویر لی گئی کہ یہ آپ کی آخری کانفرنس تھی کیونکہ اس کے چند ہفتے بعد آپ کا وصال 21ربیع الثانی1429ھ / 28/اپریل2008ء کو ہوا تھا افسوس کہ فقیر کراچی میں نہیں تھا اس لیے آپ کے جنازے میں شریک نہ ہو سکا مگر آپ کی دعائیں آج بھی فقیر کے کاموں میں آسانیاں لا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ آمین!

اس کانفرنس کے موقع پر جن اہم شخصیات کے پیغامات مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2008ء کے لیے موصول ہوئے ان کے اسماء ملاحظہ کریں:

(1)۔ جناب ظل احمد نظامی، چانسلر سرسید یونیورسٹی، آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، کراچی۔

(2)۔ جناب مظہر الحق صدیقی، وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی، جامشورو۔

(3)۔ پروفیسر ڈاکٹر بلال اے خاں، وائس چانسلر دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔

(4)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر، وائس چانسلر وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی۔

(5)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمود بٹ صاحب، وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

(6)۔ نسرین جلیل صاحبہ، سٹی ناظم کراچی۔

(7)۔ پروفیسر محمد رئیس علوی، رجسٹرار جامعہ کراچی۔

(8)۔ پروفیسر ڈاکٹر قمر الحق، رجسٹرار وفاقی اردو یونیورسٹی۔

(9)۔ پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد صاحب، ڈائریکٹر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹاریکل اینڈ کلچرل ریسرچ سینٹر، قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

(10)۔ علامہ مولانا نور احمد بغدادی، ریسرچ اسکالر، جامعہ اسلامیہ بغداد، عراق۔

(11)۔ الحاج محمد سعید نوری، چیئرمین رضا اکیڈمی بمبئی، انڈیا۔

ان پیغامات میں سے سب سے پہلے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر بلال اے خاں کا مختصر مگر جامع پیغام ملاحظہ کریں:

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عجیب صاحب کمال بزرگ تھے۔ پیر طریقت، معارف جامع علوم، تفقہہ کے پیکر، تزکیہ نفس کا آئینہ اور پھر مجاہد ملت، ان لافانی اور لاثانی بزرگ کے مواعظ، فتاویٰ اور تصانیف نے لاکھوں انسانوں کو نئی حیاتِ روحانی سے آشنا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ سرزمین بریلی کا نصیبہ بیدار ہوا تو عالم اسلام کے ہزاروں شہرستانِ فضل واقبال اس کے کوکبِ کمال کی ارجمندی پر قربان ہونے لگے۔ دین وملت کے قدیم مراکز اور علم وادب کے شہرہ آفاق بلاد وامصار اس کی خوش بختی کو رشک آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگے انعام خداوندی اور فیضان محبتِ رسول کا سلسلہ شروع ہوا تو چشم فلک نے خود دیکھا اور گزشتہ چودھویں صدی ہجری کی پوری اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ عشق وعرفان کی اس دھرتی کو دہلی ولاہور، لکھنو ورامپور اور خیر آباد وبدایواں کی ترجمانی ونمائندگی کا عظیم والشان اور قابل فخر اعزاز بخش دیا گیا۔ جس کے بعد نقشہ ہند پر چمکنے والا یہ روشن ستارہ عارفان حق اور اہلِ بصیرت کی نگاہوں میں حریف مہ وخورشید بن گیا اور اب اس کی ضیابار کرنیں دشت وجبل، وادی

و کہسار اور انسانی آبادیوں کو شام وسحر رخشندہ وتابناک بنارہی ہیں۔ اک زمانے میں اس آفتاب علم وکمال کے چہرہ زیبا کو تشکیک کے گرد وغبار سے پراگندہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن اب حقیقت واضح ہوگئی ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کو بجاطور پر نجات دہندہ ملت اسلامیہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس سارے تناظر میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل نے جو گراں قدر علمی اور تحقیقی خدمات سرانجام دی ہیں وہ بلاشبہ سنہرے حروف میں لکھی جائیں گی۔ خدا ہمیں اعلیٰ حضرت کی ہمہ جہت شخصیت اور لافانی تعلیمات سے فیض یاب ہونے کا شرف عطا فرمائے۔ آمین!"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،2008ء، ص14)

وفاقی اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر کے پیغام کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

"حضرت امام احمد رضا قبلہ نے اسلامی تعلیمات، سیرتِ طیبہ، علوم وفنون اور سائنسی تحقیق کے فروغ میں بہت نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اگر میں عرض کروں تو غلط نہ ہوگا کہ قرون وسطیٰ کے بعد ایک طویل علمی خلاء کو حضرت امام احمد رضا نے پُر کیا اور احیائے علوم کا ایک نیا سلسلہ دراز کیا قرآنِ کریم کا بہترین ترجمہ، بہترین نعتیہ مجموعہ اور فقہی مسائل وفتویٰ نیز فلسفہ وسائنس پر مبنی جتنا ذخیرہ کتب ورسائل کا آپ نے ورثہ چھوڑا ہے ایسی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی جس سے مسلم اساتذہ اور اسکالرز ہر طرح مستفید ہورہے ہیں۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2008ء، ص16)

پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے پیغام کا اقتباس ملاحظہ کریں:

"حضرت امام احمد رضا خان بریلوی صاحب مشہورِ زمانہ اور شہرۂ آفاق عالمِ دین اور ایک علمی و ادبی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے تبحّرِ علمی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ تقریباً ایک ہزار کتابوں کے مصنف و مؤلف اور مترجم ہیں۔ آپ کے علمی و ادبی ذوق کے کئی رُخ اور پہلو ہیں۔ آپ کی تفسیری خدمت لازوال ہے۔ فقہ کے میدان میں آپ کا "فتاویٰ رضویہ" زندگی کے کثیر مسائل کے حل پر محیط ہے۔ نعتیہ ادب میں آپ نے نت نئے مضامین باندھے ہیں۔ غرض کہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے مفسر، محدث، فقیہہ، ادیب، مدرس و معلم کی حیثیت سے دنیائے اسلام کی لازوال خدمت سرانجام دی ہے۔ آپ کی شخصیت پر نہ صرف پاک وہند میں بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی ریسرچ و تحقیق کا کام ہو رہا ہے۔ آپ کی خدمات کے حوالے سے محققین نے درجنوں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالہ جات تحریر کئے ہیں۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2008ء، ص17)

محترم جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب نے جو رضا اکیڈمی بمبئی کے سربراہ ہیں اور نوری مشن کے روح رواں انہوں نے اپنے پیغام میں ادارے کی پذیرائی کرتے ہوئے نیک تمناؤں کا اظہار فرمایا آپ رقمطراز ہیں:

"ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی بڑی حکمت و دانش مندی کے ساتھ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے افکار و نظریات اور تعلیمات کو علمی دنیا میں متعارف کروارہا ہے، نیز عالمی جامعات و تحقیقاتی اداروں میں ریسرچ و تحقیق کے

حوالے سے جو پیش رفت ہوئی ہے وہ لائقِ تحسین ہے۔ یہ جان کر ہمیں بڑی مسرت وشادمانی ہوئی اسی ماہ میں ادارے کی سالانہ 28ویں انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس کراچی میں منعقد ہورہی ہے۔ ہم اس کانفرنس کے کامیابی و کامرانی کے ساتھ انعقاد کے لیے دعا گو ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ادارہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے حسبِ معمول خلوص و لگن اور للّٰہیت کے ساتھ سرگرم رہے گا بلکہ روز افزوں ترقی کرے گا۔ انشاء اللہ۔ کانفرنس کے انعقاد پر ہر سال پابندی کے ساتھ سالنامہ معارفِ رضا کی اردو کے ساتھ ساتھ عربی / انگریزی / بنگلہ زبانوں میں اشاعت کے علاوہ، متعدد کتب کی اشاعت ایک تاریخی نوعیت کا علمی کام ہے جس کے اثرات دیرپا ثابت ہوں گے۔ آج علمی دنیا ادارے کی مطبوعات سے استفادہ کررہی ہے اور آپ تمام ارکان کی کارکردگی کو بہ نظر استحسان دیکھتی ہے۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2008ء، ص26)

اس مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2008ء میں احقر کے دو اہم مقالات اوّل "امام احمد رضا کی سائنسی علوم پر خدمات" اور دوم "امام احمد رضا کا نظریہ مدوجزر" اس مجلّہ میں شائع ہوئے تھے ساتھ ہی ساتھ ایک اور اہم سائنس کے حوالے سے مقالہ ڈاکٹر محمد مالک کا بھی شاملِ اشاعت ہے جس کا عنوان "امام احمد رضا کا نظریہ روشنی" ہے جب کہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی کا مضمون بعنوان "فکر رضا کا بین الاقوامی نقیب وسفیر" قابل ستائش ہے جس میں انہوں نے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کا بحیثیت Observer جائزہ لیا ہے۔

24واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1430ھ / 2009ء:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے اپنی 29ویں سالانہ کانفرنس امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان کے حوالے سے منعقد کی کیونکہ امام احمد رضا نے اردو زبان میں اپنا ترجمۂ قرآن مولانا مفتی امجد علی اعظمی کو 1330ء میں املا کروادیا تھا جو 1330ھ میں حسنی پریس بریلی سے شائع ہوا تھا اس مناسبت سے کنز الایمان کے 100 سالہ جشن کے اعتبار سے اس کانفرنس کو بھی کنز الایمان سے منسوب کردیا گیا اور کثیر تعداد میں مقالہ نگاروں کے باعث اس کانفرنس کو دو روزہ کردیا گیا۔ اس کا پہلا سیشن 14 فروری 2009ء کو وفاقی اردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی کراچی کیمپس کے عبد القدیر خاں آڈیٹوریم، گلشنِ اقبال میں منعقد کیا گیا جس کی صدارت اس وقت کے وفاقی وزیر برائے زکوٰۃ وعشر جناب علامہ نور الحق قادری صاحب نے فرمائی جب کہ مہمانانِ خصوصی کے طور پر پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر وائس چانسلر جامعہ اردو اور حضرت علامہ مولانا پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صدر مرکزی مجلسِ رضا لاہور تھے۔ مقالہ نگاروں میں علامہ مفتی محمد خاں قادری، علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی اور پروفیسر ڈاکٹر عبد الودود تھے جو بنگلہ دیش سے اس کانفرنس میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ جب کہ اس کا دوسرا سیشن بروز اتوار 15 فروری 2009ء المصطفیٰ ویلفیئر سینٹر گلشن اقبال میں منعقد ہوا تھا۔ جس کی صدارت صاحبزادہ صمصام علی شاہ بخاری وزیر مملکت اطلاعات ونشریات تھے جب کہ مہمانِ خصوصی سرسید انجینئرنگ یونیورسٹی کے چانسلر جناب زیڈ۔اے نظامی صاحب تھے۔ مقالہ نگاروں میں مفتی عبد الحق نعیمی، بنگلہ دیش اور مولانا عبد المنان صاحب مترجم کنز الایمان

بزبان بنگلہ بھی بنگلہ دیش سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ مولانا شہزاد مجددی، پروفیسر مجیب احمد اور پروفیسر سید اسد محمود کاظمی آزاد کشمیر سے تشریف لائے تھے۔

قارئین کرام 1430ھ کا سال چونکہ تمام عالم میں کنزالایمان کی صد سالہ تحریر کے حوالے سے منایا جارہا تھا اس لیے ہم نے بھی اس سال کانفرنس کو کنزالایمان سے منسوب کر دیا تھا۔ اس سال بھی فقیر نے 40 منٹ کی کنزالایمان کے حوالے سے Presentation پاور پوائنٹ پر پیش کی تھی جس کو خوب سراہایا گیا۔ اکثر مقالات نگاروں نے کنزالایمان کے حوالے سے ہی اپنے مقالات پیش کئے تھے اور معارفِ رضا کے لیے بھی ایک کثیر تعداد میں مقالات موصول ہوئے تھے جن کو سالنامہ معارفِ رضا 2009ء میں شائع کیا گیا۔ معارفِ رضا کے 376 صفحات میں 30 مقالات کنزالایمان کے حوالے سے لکھے گئے تھے۔ اسی طرح مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2009ء میں بھی 6 مضامین کنزالایمان کے حوالے سے شائع کئے گئے تھے وہ اہلِ قلم اور محققین جو کنزالایمان کے حوالے سے کام کرنا چاہتے ہوں وہ ضرور 2009ء کے سالنامہ معارفِ رضا اور مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2009ء کا مطالعہ کریں:

کنزالایمان پر کئی اہلِ قلم نے تنقید بھی کی ہے مگر مولانا کوثر نیازی نے اس کا جواب دے کر تمام تنقید نگاروں کا جواب دے دیا ملاحظہ کریں کوثر نیازی کا بے لاگ اور حقیقت افروز تبصرہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى" کے ترجمہ کو دیکھ لیں قرآن پاک شہادت دیتا ہے "مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى" رسول گرامی نہ گمراہ ہوئے نہ بھٹکے "ضَلَّ" ماضی

کا صیغہ ہے مطلب یہ ہے کہ ماضی میں آپ کبھی گم گشتہ راہ نہیں ہوئے۔ عربی زبان ایک سمندر ہے اس کا ایک ایک لفظ کئی کئی مفہوم رکھتا ہے ترجمہ کرنے والے اپنے عقائد وافکار کے رنگ میں ان کا کوئی سا مطلب اخذ کرلیتے ہیں "وَوَجَدَكَ ضَآلًّا" کا ترجمہ "مَاضَلَّ" کی شہادت کو سامنے رکھ کر عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق کرنے کی ضرورت تھی مگر ترجمہ نگاروں سے پوچھو انہوں نے آیتِ قرآنی سے کیا انصاف کیا؟

دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن ترجمہ کرتے ہیں "اور پایا تجھکو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی" کہا جاسکتا ہے کہ محمود الحسن ادیب نہ تھے ان سے چوک ہوگئی، آیئے شاعر، ادیب اور مصنف اور صحافی مولوی عبد الماجد دریا آبادی کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کا ترجمہ ہے:

"اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا" مولوی دریا آبادی پرانی وضع کے اہلِ زبان تھے، ان کے قلم سے صرف نظر کرلیجئے۔ اس دور میں اردو معلیٰ میں لکھنے والے اہلِ قلم حضرات سید ابو الاعلیٰ مودودی کے دروازے پر دستک دیجئے ان کا ترجمہ ہے "اور تمہیں ناواقف راہ پایا پھر ہدایت بخشی" پیغمبر کی گمراہی اور پھر ہدایت یابی میں جو وسوسے اور خدشے چھپے ہوئے ہیں انہیں نظر میں رکھیے اور پھر "کنز الایمان" میں امام احمد رضا خاں کے ترجمے کو دیکھئے:

بیاورید گرا ینجابود سخن دانے
غریب شہر سخن ہائے گفتنی دارد

امام احمد رضا نے کیا عشق افروز اور ادب آموز ترجمہ کیا ہے فرماتے ہیں: "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی" اس سے یہ بات واضح

ہو جاتی ہے کہ امام احمد رضا علوم قرآنی میں غیر معمولی بصیرت رکھتے تھے اس لیے انہوں نے ترجمہ ایسا کیا جو تمام تفاسیر معتبرہ کا خلاصہ اور ان کے علوم فکری، وسیع النظری کا نچوڑ اور اردو ادب کے سر کا تاج ہے۔(از کوثر نیازی، مولانا احمد رضا بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت، ص20-21، مطبوعہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا)

قارئین کرام کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ امام احمد رضا برصغیر پاک وہند کے واحد مترجم قرآن ہیں جن کا ترجمہ قرآن 50 سے زیادہ پبلشر شائع کر چکے ہیں۔ امام احمد رضا کے اردو ترجمۂ قرآن کنزالایمان کے اب تک 6 مختلف مترجمین نے انگریزی میں ترجمے کئے ہیں جب کہ پاکستان کی مقامی زبانوں میں سے اب تک سندھی، پشتو، سرائیکی، بروہی، چترالی اور ہندکو میں بھی ترجمے ہو چکے ہیں جب کہ ہندوستان میں ہندی اور گجراتی میں تراجم کئے جا چکے ہیں جبکہ بین الاقوامی زبانوں میں ڈچ، ترکی، کریول (ماریشس) بنگلہ (بنگلہ دیش) زبانوں میں بھی تراجم شائع ہو چکے ہیں جب کہ امام احمد رضا کے ترجمہ کو بنیاد بنا کر اب تک 8 مفسرین قرآن پر حاشیہ اور تفاسیر لکھ چکے ہیں کنزالایمان کی تاریخ کے اعتبار سے مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2009ء میں راقم کا مضمون ''صد سالہ جشن کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن'' آپ کو کنزالایمان کی تاریخ سے آگاہی دے گا اور اگر مزید تفصیل جاننا چاہیں تو راقم کا Ph.D کا مقالہ جو ادارے نے 1999ء میں شائع کیا تھا اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

اس سال مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کے لیے جن شخصیات کے پیغامات موصول ہوئے ان میں مولانا سید حامد سعید کاظمی وفاقی وزیر مذہبی امور، ڈاکٹر عشرت العباد گورنر سندھ، جناب زیڈ اے نظامی چانسلر سرسید یونیورسٹی، ڈاکٹر

پیرزادہ قاسم رضا صدیقی کے پیغامات قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی گورنمنٹ ڈگری کالج جہلم، جناب ڈاکٹر انعام الحق کوثر اور سلیم اللہ جندران کے پیغامات میں بھی امام احمد رضا کی تعلیمات کو نمایاں کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے سلیم اللہ جندران کا بھیجا ہوا انگریزی پیغام میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

"Imam Ahmad Raza International Research Institute (Regd.) Karachi (Pakistan) deserves great gratitude and hearty congratulations for spreading the noble teachings and true scholarship of Imam Ahmad Raza across the world through holding of annual Imam Ahmad Raza conference, continually, since 1980. This institute has rendered unique services in a selfless spirit for the promotion of Rizviyyat as an emerging discipline and need-based subject of knowledge. The institute has produced plentiful Rizviyyat literature. It has provided a precious opportunity for the get-together of Rizviyyat Experts through the medium of annual Imam Ahmad Raza conferences and issuance of Ma' arif-e-Raza Journal on a permanent basis. The institute has also shown commendable contribution for advancement of higher studies in the realm of Rizviyyat. However, still it has to go a long way!"

(مجلہ امام احمد رضا کانفرنس، 2009ء، ص22)

پروفیسر ڈاکٹر اشفاق جلالی نے کانفرنس کے موقع کے اعتبار سے کنزالایمان کے حوالے سے اپنے پیغام میں کنزالایمان کو عشق الٰہی اور حبِ رسول میں ڈوبا ہوا قرار دیا آپ اپنے پیغام میں رقمطراز ہیں:

"عالم اسلام کی عظیم عبقری شخصیت علوم وفنون کا کوہ ہمالیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تیرھویں صدی ہجری میں ہندوستان کی سرزمین پر جس انداز میں تبلیغ و اشاعت اسلام اور تجدید و احیائے دین کا اھم فریضہ انجام دیا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی تعظیم الوہیت، تحفظِ ناموس رسالت شعائر اسلامی کے تحفظ وامت مسلمہ کی بیداری کیلئے وقف کردی۔ دوسوسے زائد علوم وفنون کے اندر ایک ہزار کے قریب آپ کے قلمی شہ پارے موجود ہیں۔ جن میں سے کچھ طباعت کے زیور سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ اور کچھ عالم اسلام کے محققین کے منتظر ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا ایک عظیم الشان اور مایۂ ناز کارنامہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے جو انہوں نے کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کے عنوان سے تیرہ سو تیس ہجری میں تکمیل فرمایا۔ اگرچہ اردو زبان میں تین سوسے زائد تراجم اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ مگر کنزالایمان ان تراجم کے درمیان ایک منفرد اور مثالی حیثیت کا ترجمہ ہے۔

یہ ترجمہ صرف لغت کو پیش نظر رکھ کر نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ تفسیری اور با محاورہ ترجمہ متقدمین کی تفاسیر کا نچوڑ ہے۔ اور عشق الٰہی اور حبّ رسول ﷺ میں ڈوب کر یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت چونکہ علم کلام، عربی زبان وادب اور اردو زبان و ادب اور دیگر علوم و فنون میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ اس لئے آپ کے ترجمہ میں تعظیم الوہیت، تعظیم رسالت اور راجح تاویل کو خصوصی طور پر ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جس سے بالعموم دیگر تراجم خالی نظر آتے ہیں۔

کنزالایمان کو دن بدن مقبولیت حاصل ہوتی چلی گئی اور بعد میں ہونے والے بہت سارے تراجم میں مترجمین نے کنزالایمان کی پیروی کی۔

ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ کنزالایمان کو انگریزی زبان کی طرح دنیا کی مختلف اور دیگر زبانوں میں بھی منتقل کیا جائے۔ اب جب کہ کنزالایمان کا سال منایا جارہاہے۔ اس موقع پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے صدر اور اراکین اور معاونین کا کراچی میں سالانہ کنزالایمان انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد اور معارف رضا کے کنزالایمان کے نمبر کی اشاعت جو گراں قدر مقالہ جات اور محققانہ مضامین پر مشتمل ہے۔ قابل صد تحسین و آفرین ہے "

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2009ء، ص24)

25واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2010ء:

30ویں امام احمد رضا کانفرنس 6 فروری 2010ء کو جامعہ کراچی کے شیخ اسلامک سینٹر کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی جس کی صدارت اس وقت کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی صاحب نے فرمائی جب کہ مہمانِ خصوصی کے طور پر پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد مغل وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی جامشورو اور شیخ زید اسلامک سینٹر کے ڈایریکٹر جناب پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحبان تھے۔

اس کانفرنس کی خاص بات یہ تھی کہ ادارے نے اس میں نوجوان اسکالرز کو بحیثیت مقالہ نگار دعوت دی تھی جس میں مولانا امجد رازی، ڈاکٹر غضنفر احمد، پروفیسر دلاور خاں اور ڈاکٹر برہان الدین شامل تھے جنھوں نے اپنے مقالات پیش کر کے خوب داد وصول کی۔ اس موقع پر جن شخصیات نے اپنے اپنے پیغامات ہماری کانفرنس کے وقت ارسال کئے ان میں مندرجہ نام قابلِ ذکر ہیں:

(1)۔ جناب مولانا سید حامد سعید کاظمی، وفاقی وزیر مذہبی امور۔

(2)۔ پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد مغل، وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی جامشورو۔

(3)۔ پروفیسر انوار احمد زئی، چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ، کراچی۔

(4)۔ پروفیسر ڈاکٹر قمر الحق، رجسٹرار اردو وفاقی یونیورسٹی۔

(5)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد انور خاں، چیئرمین شعبہ تقابل ادیان، سندھ یونیورسٹی جامشورو۔

(6)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد وقار الحسن وقار، رئیس کلیہ فنون و قانون وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی کیمپس۔

(7)۔ پروفیسر ڈاکٹر ممتاز بھٹو صاحبہ، ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز پرسٹن یونیورسٹی کراچی۔

اب ملاحظہ کریں وفاقی وزیر مذہبی امور حکومتِ پاکستان جناب مولانا سید حامد سعید کاظمی کے پیغام کا اقتباس:

"یہ حقیقت ہے کہ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی علوم و فنون کے فروغ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔ آپ نے شریعت و طریقت، علوم و فنون اور علم و آگہی کو نئی جہتوں سے ہم کنار کیا۔ عقیدہ توحید کا کماحقہٗ پرچار کیا اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف عام کیا بلکہ مسلمانوں کو حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آشنا کیا اور یہ سمجھایا کہ یہی وہ چشمہ ہے جس سے عامۃ الناس کو روحانی جِلا نصیب ہوتی ہے جس سے سیرابی ان کے من کو مہکا دیتی ہے۔ جوان کو دُنیا و آخرت میں سرخروئی کا سندیسہ دیتی ہے۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2010ء، ص8)

کراچی انٹر میڈیٹ بورڈ کے سربراہ جناب پروفیسر انوار احمد زئی کا پیغام بھی ملاحظہ ہو جس میں انہوں نے ادارے کی خدمات کا اعتراف بھی کیا ہے۔ آپ رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ گیر شخصیت بیک وقت عالمِ دین، مصنف، صوفی، مفسر قرآن و حدیث، فقیہ اور عشقِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کلیتاً ڈوبے ہوئے شاعر کی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے روایتی علماء کی طرح صرف مذہبی موضوعات پر ہی کتابیں نہیں لکھی ہیں بلکہ سائنس، منطق، فلسفہ اور بینکنگ وغیرہ کے عنوانات پر بھی معرکتہ الآراء تصانیف ہماری رہنمائی کے لیے چھوڑی ہیں۔ دینی میدان میں بیش بہا خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے قیامِ پاکستان کی تحریک میں بھی اپنے حصے کا کام بخوبی پورا کیا۔ اعلیٰ حضرت کے لاکھوں معتقدین نے قیامِ پاکستان کے لیے کام کیا۔ آج پوری دنیا میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے علم و فن کا اعتراف کیا جارہا ہے اور تقریباً 35 جامعات میں اسکالرز اعلیٰ حضرت کی زندگی کے مختلف زاویوں پر Ph.D کے مقالے لکھ کر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کی امام احمد رضا محدث بریلوی کی تعلیمات کو فروغ دینے کے لیے جو خدمات ہیں ان کا اندازہ تو ادارہ کی تحریک پر 22 پی ایچ ڈی، 8 ایم فل اور 13 ایم ایڈ کرنے والے افراد کی فہرست دیکھ کر ہی بخوبی ہو جاتا ہے۔ میں ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں کہ کتابوں کی اشاعت کے ساتھ ساتھ دورِ جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارے نے اپنی ویب سائٹ بھی بنالی ہے جس پر ادارے کے زیر اہتمام شائع ہونے والی تمام کتابیں بغیر کسی

قیمت کے پیش کی گئی ہیں اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی سی ڈیز بھی تیار کی جارہی ہیں۔"(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2010ء، ص10)

پروفیسر ڈاکٹر ممتاز بھٹو صاحبہ جو ان دنوں پرنسٹن یونیورسٹی میں ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز ہیں اپنے پیغام میں امام احمد رضا کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت عالمِ اسلام کے لیے نابغۂ روزگار ہے، آپ بیک وقت مصلح، مجدّد اور مجتہد تھے۔ آپ کو دینی وعصری علوم پر گہری گرفت تھی جس کا اعتراف مسلم وغیر مسلم تمام مؤرخین نے کیا ہے۔ آپ ایک عالمِ دین، صاحب شریعت و طریقت، ایک ہزار سے زائد گرانقدر کتب کے مصنف، الغرض قدیم وجدید علوم کا کوئی ایسا پہلو نہ تھا جس پر آپ کو دسترس حاصل نہ ہو۔ آپ کا تصنیف کردہ "فتاویٰ رضویہ" گزشتہ صدی کا اسلامی تعلیمات کا انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی تعلیم کا بنیادی مقصد خدا پرستی اور رسول شناسی تھا۔ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان عظیم شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے برصغیر پاک وہند میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں ایک تاریخی کردار ادا کیا۔ آپ کی تعلیمات تحقیق وجستجو اور تصانیف وتالیفات کا محور ومرکز صرف اور صرف عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہی علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا پیغام ہے۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2010ء، ص14)

26واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2011ء:

31ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس 17 صفر المظفر 1432ھ / 22/ جنوری 2011ء بروز ہفتہ جامعہ کراچی کے شیخ زید اسلامک سینٹر کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی اس موقع پر تسلسل کے ساتھ 26ویں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کا بھی اجرأ ہوا جس میں ملک کی ممتاز شخصیات کے پیغامات مجلّہ میں شائع ہوئے۔ ان پیغامات میں چند شخصیات کے پیغامات میں سے اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔ سب سے پہلے پاکستان کی قومی اسمبلی کی پہلی خاتون اسپیکر ڈاکٹر فہمیدہ مرزا کے پیغام سے ایک اقتباس پیش کر رہا ہوں ملاحظہ کریں:

"امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے مشہور تحقیقی فتویٰ "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویۃ" کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کا تبحرِ علمی اپنے تمام ہم عصروں میں فوقیت رکھتا ہے۔ انہوں نے جب بھی قلم اٹھایا خوب اٹھایا۔ ان کی کتب میں جہاں دقیق سائنسی اسرار و رموز پنہاں ہیں وہاں جدید معاشی و معاشرتی مسائل کا حل بھی موجود ہے۔ خاص طور پر "الکفل الفقیہ الفاہم فی مسئلہ قرطاس الدراھم" لکھ کر انہوں نے عرب و عجم کے علماء کو نہ صرف ورطۂ حیرت میں ڈال دیا بلکہ جدید خطوط پر اسلامی بینکاری کی اساس بھی فراہم فرمادی"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2011ء، ص10)

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر جو جامعہ پنجاب لاہور میں پروفیسر ایمرطس کے خدمت انجام دے رہے ہیں اور ساتھ ہی ہجویری چیئر پر بحیثیت ڈائریکٹر بھی خدمت انجام دے رہے تھے انہوں نے کئی مرتبہ پیغام بھیجا مگر ہر دفعہ ان کا پیغام امام احمد رضا کی مختلف جہتوں کو اجاگر کر رہا ہوتا ہے اس دفعہ انہوں نے نئے انداز میں امام احمد رضا کا تعارف ان لوگوں سے کرانے کی کوشش کی ہے جو ابھی

اعلیٰ حضرت کو یا تو تفصیلاً جانتے نہیں ہیں یا ان سے جو علمی اختلاف رکھتے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب ان کو دعوتِ فکر دے رہے ہیں ملاحظہ کریں اس سال مجلّہ میں شائع ہونے والے پیغام کا متن:

”حضرت امام احمد رضا، رحمۃ اللہ علیہ، ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جن کی فکر حدود و قیود کی پابند نہیں، وہ ایک عالمگیر اور ہمہ پہلو شخصیت کے مالک ہیں، ان کی فکر ہر ذہن کو متاثر کرتی اور ہر دل میں جگہ بناتی ہے مگر ان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ اور استیعاب کسی ایک صاحب قلم کا کام نہیں!

ان کی فکر کو حدود میں قید کرنے کی سعی لا حاصل بھی ہوئی اور ان کی شخصیت کو بھی چھپانے اور ڈھانپنے کے جتن ہوتے رہے مگر جس فکر کا محور و مرکز حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بھلا وہ کہیں حدود و قیود کو قبول کر سکتی ہے اور جس شخصیت کو فکر قرآنی نصیب ہوا سے اندھیروں میں تو نہیں چھپایا جا سکتا!

کبھی وہ محض مترجم قرآن سمجھے گئے مگر اس ترجمہ کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ کوئی نہ کر سکا، کچھ لوگوں نے انہیں ایک فتویٰ نویس ہی تصور کیا مگر ان کی فقیہانہ جدت طرازی اور معاملہ فہمی کا ادراک نہ کر سکے، بعض نے انہیں ایک نعت گو جانا مگر یہ نہ جان پائے کہ وہ تو عربی، فارسی، اردو اور ہندی شاعری کی تمام رعنایاں مدائح نبویہ میں سمو کر انسانی قلب و دماغ کو رنگِ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات جاوداں بخش رہے ہیں! آج جب کہ ان کی فکر سے عرب و عجم آگاہ ہو رہے ہیں تو ان کی فکر اور شخصیت کا کچھ کچھ اندازہ ہو رہا ہے“۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2011ء، ص14)

ان شخصیات کے علاوہ جن دانشوروں اور صاحبانِ علم نے پیغامات بھیجے ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔ پروفیسر ڈاکٹر نذیر اے مغل شیخ الجامعہ، جامعہ سندھ جامشورو، (۲)۔پروفیسر ڈاکٹر قمر الحق رجسٹرار، جامعہ اردو، کراچی، (۳)۔پروفیسر انوار احمد زئی، چیئرمین انٹر میڈیٹ بورڈ، کراچی، (۴)۔پروفیسر ڈاکٹر محمد انور خان، صدر شعبہ تقابلِ ادیان وثقافتِ اسلامیہ جامعہ سندھ، جامشورو، (۵)۔ایک پیغام بنگلہ دیش سے امام احمد رضا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ڈھاکہ سے ڈاکٹر عبدالودود صاحب کا ملاجو زبان بنگلہ میں تھا۔

اس سال علی گڑھ کے مدرسہ جامعہ لطیفیہ قادریہ کے صدر جناب علی احمد سیوانی کی ایک منقبت در شانِ مولانا نقی علی خاں شائع ہوئی جو امام احمد رضا کے والد ماجد ہیں اس کے چند اشعار ملاحظہ کریں:

واصفِ خیر البشر ہیں شاہ مولانا نقی
عاشقِ طیبہ نگر ہیں شاہ مولانا نقی
اعلیٰ حضرت جس کے علم وفضل کی مدحت کریں
وہ فقیہِ دیدہ ور ہیں شاہ مولانا نقی
ہو رہے ہیں اہلِسُنّت فیضیاب و کامیاب
فیضِ پیغمبر کا در ہیں شاہ مولانا نقی
گلشنِ دینِ شہِ کون ومکاں کے بالیقیں
نکہتِ گلہائے تر ہیں شاہ مولانا نقی

اہلسنّت کیوں نہ پائیں منزلِ مقصود کو
دینِ حق کے راھبر ہیں شاہ مولانا نقی
کیوں نہ آئیں سر کے بل چل کر بریلی ہم علی
بحرِ عرفاں کا گہر ہیں شاہ مولانا نقی

(علی احمد سیوانی)

27واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2012ء:

32ویں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد بھی جامعہ کراچی کے شیخ زید سینٹر اسلامک کے آڈیٹوریم میں ہوا یہ کانفرنس 14 جنوری 2012ء کو منعقد ہوئی جس کی صدارت جامعہ کراچی کے پرووائس چانسلر جناب پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین خاں نے فرمائی جب کہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے جناب جسٹس (ر) نذیر احمد غازی مدعو تھے۔ اس سال پہلی مرتبہ کانفرنس میں دو خواتین اسکالرز نے شرعی پردے کے ساتھ اپنے اپنے مقالے پیش کئے ایک محترمہ ریسرچ اسکالر ڈاکٹر صبا نور صاحبہ تھیں جن کا تعلق یونیورسٹی آف فیصل آباد سے تھا جب کہ دوسری خاتون اسکالر محترمہ ڈاکٹر شذرہ سکندری صاحبہ تھیں جو شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی میں شعبہ اردو میں استاد ہیں۔ جب کہ دیگر اسکالرز میں جامعہ کراچی کے تاریخ اسلام کے دو اساتذہ کرام ڈاکٹر زبیر احمد اور پروفیسر محمد شکیل صاحبان نے مقالات پیش کئے جبکہ نوائے وقت کراچی کے سینئر صحافی جناب الطاف بریلوی نے بھی اس کانفرنس میں اپنا مقالہ پیش کیا۔

اب ملاحظہ کریں چند اہم پیغامات اور ان کے اقتباسات جو 2012ء کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو موصول ہوئے۔

پاکستان کی سب سے قدیم جامعہ پنجاب لاہور کے وائس چانسلر محترم المقام جناب ڈاکٹر مجاہد کامران کے تاثرات ملاحظہ کریں جو انہوں نے اپنے پیغام میں ارسال کئے تھے۔

"مولانا احمد رضا خاں بلاشبہ عربی اور اسلامی علوم کے امام تھے۔ وہ فقہ اسلامی کے ماہر تھے جس پر ان کا "فتاویٰ رضویہ" گواہ ہے۔ وہ عربی، فارسی اور اردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔ ایک عاشق رسول نعت گوئی کی حیثیت سے انہیں امتیازی مقام حاصل ہے۔ ان کا مشہور نعتیہ سلام "مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" ایک زندہ جاوید ادبی کارنامہ ہے۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2012ء، ص5)

اب ملاحظہ کریں اس شخصیت کا پیغام جو علومِ اسلامی نہیں بلکہ میڈیکل سائنس سے تعلق رکھتا ہے اور ایک بہت اہم یونیورسٹی The University heath Sciencs لاہور کے وائس چانسلر اور چیف ایگزیکٹو ہیں میری مراد ہے پروفیسر ڈاکٹر ملک حسین مبشر صاحب کا پورا پیغام یہاں نقل کیا جارہا ہے:

"خدا ایک پر ہو تو اک پر محمد ﷺ
اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں

مشائخ زمانہ کی نظروں میں حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ واقعی فنافی الرسول تھے۔ بریلی (یوپی) کے محلے جسولی کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہونے والے احمد رضا عالمِ شباب میں ہی فنونِ عربیہ اور علومِ دینیہ کے ماہر کے طور پر مشہور ہوئے۔ علمِ تفسیر، علمِ حدیث اور علمِ فقہ میں ایسے القابات ان کے نام کے ساتھ آنے لگے کہ ہر انجانے کو محسوس ہوتا کہ یہ کوئی عمر کے لحاظ سے بڑی

شخصیت کے حامل فرد ہیں۔ برّصغیر کے علما ان سے استفادہ کرتے۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی گئی ویسے ویسے علوم کی تعداد بڑھ کر 100 تک جا پہنچی، جس کی تصدیق جلیل القدر اعلیٰ شخصیات نے کی۔

اس کی شہادت ترجمہ قرآن "کنزالایمان" اور فتاویٰ رضویہ کے ہزاروں صفحات ہیں۔ آپ نے قرآن وسنّت کی ترویج واشاعت اور دینی اقدار کے تحفظ میں اہم کردار ادا کیا۔ اکثر وقت فتویٰ نویسی میں گزارا جو کہ اس وقت کی ضرورت تھی۔ آپ کے پاس نہ صرف ہندوستان بلکہ افریقہ تک سے دینی مسائل کے حوالے سے تحریری سوالات آتے۔ 1869ء سے 1880ء تک آپ کے مسوّدات کو بہ یک وقت 4 افراد تحریر کرتے تھے۔ آپ نے معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں اور دورِ جدید کی گمراہیوں کے خلاف فقیہانہ شان کے ساتھ جہاد کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مرحوم مفتی سیّد شجاعت علی قادری (سابق جج وفاقی شرعی عدالت) نے ایک موقع پر کہا کہ جب میں مولانا احمد رضا خان کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہوں تو انہیں اسلاف کے مسلک سے منحرف نہیں پاتا، بلکہ منحرفین کے تعاقب میں مصروف پاتا ہوں۔ آپ فریضہ حج کے لیے حرمین جاتے تو وہاں بھی علماء جوق درجوق آپ سے استفادہ کرنے آتے۔ قرآن وحدیث کی ترویج اور دینی علوم کے فروغ میں آپ نے جو کردار ادا کیا بعدازاں آپ کے تلامذہ اور خلفاء نے اسے آگے بڑھایا۔ آپ کی تحریریں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا درس دیتی ہیں۔ آپ کے نام سے منسوب متعدد تعلیمی ادارے اور مذہبی انجمنیں دنیا بھر میں قائم ہیں۔ آپ کی ہمہ گیر علمی اور دینی خدمات کا اس سے پتا چلتا ہے کہ آپ برصغیر کی وہ علمی شخصیت ہیں، جن پر متعدد اسکالرز پی ایچ ڈی کر چکے ہیں اور کئی طلبا پی ایچ

ڈی کر رہے ہیں۔ برصغیر پاک وہند کے علاوہ دنیا کی مختلف جامعات میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی علمی، مذہبی و سیاسی خدمات پر مزید تحقیقی کام جاری ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں"

(مجلہ امام احمد رضا کانفرنس، 2012ء، ص6)

ایک اور اہم پیغام انگریزی میں ملاحظہ کریں جو Northern University نوشہرہ خیبر پختونخواہ صوبے سے اس جامعہ کے رجسٹرار کرنل (ر) محمد اشرف صاحب نے 32ویں سالانہ کانفرنس کے موقع پر بھیجا تھا یہ پیغام 3 پیراگراف پر مشتمل ہے ملاحظہ کریں مکمل پیغام کا متن:

"Dear Sir,

1. It is indeed a matter of encouragement to see the efforts of your organization in passing on the message of Imam Ahmed Raza who was a great religious scholar, philosopher, thinkers and statesman of his time. The core idea of translating the message of Imam Ahmed Raza in our lives is to transform the mind set and the way of life as conceived by this great religious scholar.

2. Today Islamic world is confronted with magnitude of diversified issues concerning internal and external boundaries for which we need to focus our directions towards the message of Imam Ahmaed Raza. The Legacy of Imam Ahmaed Raza way of life and profound educational philosophy should be incorporated in our education and human development.

3. The life of Imam Ahmed Raza is a beacon for the Muslims of over the world and I am sure with your efforts to translate this educational perspective of Imam Ahmed Raza will bear the results and surely you will see the positive change in the society."

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2012ء، ص7)

28واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1434ھ/2013ء:

امام احمد رضا کے 94ویں یوم وصال کے موقع پر 33ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کا اہتمام ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے 23 مئی 2013ء بروز جمعرات شیخ زید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی کے آڈیٹوریم میں کیا تھا جس کی صدارت سابق صدر و چیئرمین سینٹ پاکستان جناب محترم المقام محمد میاں سومرو صاحب نے کی اور مہمانِ خصوصی کی حیثیت میں جامعہ کراچی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر صاحب نے شرکت فرمائی۔ مقالہ نگاروں میں فضیلۃ الشیخ العلامہ عبداللہ مدنی (مدینہ منورہ)، الشیخ ڈاکٹر عبدالنبی حمیدی (ساؤتھ افریقہ)، ڈاکٹر علامہ محمد مہربان باروی (فاضل شام)، علامہ منور عتیق رضوی (انگلستان) اور پروفیسر ڈاکٹر تنظیم الفردوس (صدر شعبہ اردو جامعہ کراچی) شامل تھیں۔ اہم بات کانفرنس کی یہ تھی کہ بریلی شریف سے آئے ہوئے نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا خاں منانی میاں کانفرنس میں دعا سے پہلے تشریف لے آئے اور دعائے آخر انہوں نے فرمائی تھی۔

اس سال ہمارے مجلّے کے لیے جن اہم شخصیات کے پیغامات موصول ہوئے ان میں سے اکثر کا تعلق پاکستان کی مختلف جامعات سے تھا ملاحظہ کریں ان افراد کے اسماء مبارک:

(۱)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر (پروفیسر آف باٹنی)، شیخ الجامعہ کراچی، (۲)۔ پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال (پروفیسر آف اردو) وائس چانسلر وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی، (۳)۔ پروفیسر ڈاکٹر پروین شاہ (پروفیسر آف سوشل سائنسز)، وائس چانسلر شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور سندھ، (۴)۔ پروفیسر ڈاکٹر ذاکر حسین (پروفیسر آف سوشل سائنسز) وائس چانسلر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، (۵)۔ پروفیسر ڈاکٹر حسین محمد قریشی (پروفیسر آف اسلامک اسٹڈیز)، چیرمین ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ ریسرچ، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی بنو، خیبر پختونخواں، (۶)۔ پروفیسر شہلا سلیم نوری صدر شعبہ فارسی جامعہ کراچی، (۷)۔ پروفیسر ڈاکٹر راشدہ قاری ڈائریکٹر انسٹی ٹیوٹ آف میرین سائنسز جامعہ کراچی، (۸)۔ ڈاکٹر رضوانہ فیصل حسین، انچارج شعبہ ایجوکیشن جامعہ کراچی۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر ادارے کی پذیرائی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی سال بہ سال مولانا کی شخصیت اور خدمات کے حوالے سے منعقد کی جانے والی کانفرنسیں اور اس کے زیر اہتمام شائع ہونے والا علمی و ادبی مواد مفادِ عامہ کے لیے ایک بڑی خدمت انجام دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ ملکی جامعات کی سطح پر ایک دور رس ذہنی و فکری تبدیلی اور اصلاح کے عمل میں بھی ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس موقع پر میری تجویز ہے کہ مولانا کے حوالے سے بالخصوص اپنے علمی مواد کی تیاری اور اشاعت پر توجہ مرکوز رکھی جائے جو دورِ حاضر کے علوم و فنون سے پوری طرح سے ہم آہنگ ہو۔ تاکہ آنے والی نسلیں آپ کی شخصیت اور کارہائے نمایاں سے عمدہ طریقے پر متعارف ہو سکیں"۔

(28واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2013ء، ص4)

اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے بھی ادارے کی کارکردگی کو سراہا آپ اپنے پیغام میں رقمطراز ہیں:

"یہ امر میرے لیے بہت خوش آئند ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل اپنی سابقہ روایات کو بر قرار رکھتے ہوئے 33ویں کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے، بلکہ اس بابرکت موقع پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی شخصیت پر "مجلّہ امام احمد رضا" بھی شائع کر رہا ہے۔ علمی وادبی تقریبات کی بھی معاشرے کو پروان چڑھانے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ ہمارے لیے یہ امر باعث فخر ہے کہ معاشرہ میں یہ روایات نہ صرف زندہ ہیں بلکہ ان کا تسلسل جاری ہے۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2013ء، ص5)

شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی کی وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر پروین شاہ نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد کو سراہتے ہوئے جو جملے رقمطراز کئے وہ ملاحظہ ہوں:

"احمد رضا خاں ایک عظیم محدث، فقیہہ، مفسر، ماہر تعلیم، شاعر اور اتحادِ عالم کے داعی تھے ان کے پیش کردہ افکار و نظریات سے استفادہ کے لیے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کی علمی و تحقیقی سرگرمیاں لائقِ تحسین ہیں۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2013ء، ص6)

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ذاکر حسین نے امام احمد رضا کی قلمی کاوشوں کو ہندوستان میں مسلمانوں کے تشخص کی بحالی میں اہم کردار قرار دیا آپ رقمطراز ہیں:

"برصغیر ہند پر مولانا احمد رضا بریلوی نے فرنگیوں کے ظلم وستم، غاصبانہ قبضہ اور ہندوؤں کی چالوں کے خلاف قلمی جہاد کیا اور دو قومی نظریہ کا نعرہ بلند کیا۔ مولانا احمد رضا نے ہندوستان میں مسلمانوں کے تشخص کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا ان کی یہ ہی کاوشیں آگے چل کر حصولِ آزادی پر منتج ہوئیں"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2013ء، ص7)

یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی بنوں کے شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے چیرمین محترم المقام جناب پروفیسر ڈاکٹر حسین محمد قریشی نے امام احمد رضا کے کارناموں کی نشاندہی کرتے ہوئے آپ کو اپنی ذات میں ایک انجمن قرار دیا آپ رقمطراز ہیں:

"احمد رضا اپنی ذات میں انجمن تھے، تاہم ہند کی آزادی کے عظیم کارناموں میں ان کے کردار کو واضح نہیں کیا گیا متنوع مسلکی، اختلافات پر حد سے زیادہ توجہ بھی امت مسلمہ کی وحدت کے حوالے سے نیک شگون نہ تھی ضرورت ہے کہ ہم تعصبات کے دائرؤں سے نکل کر پوری وسعتوں کے ساتھ دینِ اسلام کو سمجھیں عمل کریں اور اجتماعی نظام کی تشکیل سازی کر کے آخروی سرخروئی حاصل کریں"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2013ء، ص9)

اس مجلّہ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس مجلّہ میں اردو زبان میں مضامین کے علاوہ دو مضمون عربی زبان میں شائع ہوئے۔ (ا)۔ الدکتور محمد مہربان باروی فاضل شام کا مضمون "الامام احمد رضا خاں العرب المعاصر کے نام سے اور دوسرا مضمون فضیلۃ الشیخ عبد اللہ المدنی (مدینہ منورہ) کا مضمون "کیف أثنی علمأ العرب علی الامام احمد رضا خاں الهندی البریلوی" کا شائع ہوا

ہے جب کہ علامہ عبدالنبی حمیدی ساؤتھ افریقہ کا مضمون بعنوان "Academic and Spiritual Contribution of Imam ‹Ahmad Raza Khan in South African Perspective" انگریزی میں شائع ہوا تھا۔

29واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس2013ء/ 1435ھ:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی جانب سے 34ویں سالانہ کانفرنس صفرالمظفر کے ماہ میں ہی منعقد ہوئی اور یہ کانفرنس 21 دسمبر 2013ء میں منعقد کی گئی تھی، پچھلی کانفرنس کیونکہ صفر المظفر کے 1434ھ میں منعقد نہ کی جاسکی تھی اور ملتوی ہوکر مئی 2013ء میں کی گئی تھی اس لحاظ سے 2013ء میں دو کانفرنسیں منعقد ہوگئیں، 34ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس سر آدم جی انسٹی ٹیوٹ آف منیجمنٹ سائنس حسین آباد کریم آباد میں منعقد کی گئی تھی جس کی صدارت شہید ذوالفقار علی بھٹو یونیورسٹی آف لاء کراچی کے وائس چانسلر جناب جسٹس(ر) پروفیسر ڈاکٹر خالد علی زیڈ قاضی صاحب نے کی تھی جب کہ جامعہ کراچی کے ICCBC اور H.E.C کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال چودھری صاحب (ستارہ امتیاز، ستارہ ھلال) نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرمائی۔

اس سال کانفرنس میں جن اسکالرز نے مقالات پیش کئے ان کے نام ملاحظہ کریں:

(۱)۔ مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری ممبر اسلامک نظریاتی کونسل پاکستان، (۲)۔ پروفیسر عبدالرحمان بخاری، دی فیصل آباد یونیورسٹی، (۳)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری، صدر شعبۂ سیاسیات جامعہ کراچی، (۴)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسمعیل

موسیٰ، صدر شعبہ سیاسیات جامعہ اردو کراچی، (۳)۔ڈاکٹر محبوب الحق بخاری استاذ شعبہ فلسفہ جامعہ کراچی۔

اس سال مجلّہ میں جن شخصیات کے پیغامات شائع کئے گئے ان میں سب سے اہم شخصیت پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال چودھری صاحب کی ہے جو ماشاء اللہ ہمارے ملک کے ممتاز کیمیائی سائنسدان ہیں جن کو خود ان کی کارکردگی پر حکومتِ پاکستان ہلالِ امتیاز، ستارہ امتیاز اور تمغہ امتیاز سے نواز چکی ہے اس کے علاوہ متعدد انٹرنیشنل لیول کے اعزازات ان کو حاصل ہو چکے ہیں اور پروفیسر ڈاکٹر عطا الرحمٰن کے صحیح جانشین ہیں اور H.E.C اور International Center for Chemical & Biological Science کے ڈائریکٹر ہیں یہ دونوں ادارے جامعہ کراچی کے ادارے ہیں آپ نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرمائی مگر اپنا پیغام انگریزی میں ارسال کیا تھا وہ پورا پیغام ملاحظہ کریں:

"IMAM AHMED RAZA IMPACT IN WORLD TODAY

It is indeed a blessed honour for me to write my humble views about one of the most outstanding religious scholars of Islam, Hazrat Raza Khan Sahib (Rahmatullah Elaih). My fecilitations to Brother Professor Dr. Majeed Ullah Qadri for rendering major services to the Muslim ummah by reminding us of our great scholars by organizing annual conferences and events.

Words reality cannot express the sentiments of the religious students who are lucky enough to study the life and achievements of Hazrat Sahib. His unbound

love and adornment of our Holy Prophet (PBUH) speaks volumes, which is amply reflected in his writings and naat mubarak. Love of Holy Prophet (PBUH) is the foundation of our believed. None of us can claim to be a Muslim without our full commitment and adherence to our beloved Prophet (PBUH), the last messenger of Allah (SWT). This is precisely the essence of teaching of Hazrat Imam Raza. No Islamic culture can prosper unless it follows the teachings of great saints. Hazrat Imam Raza's teachings reflect how much love and respect he had for Masjid, pilgrims, parents, superiors, ulema and towards children. No doubt Allah (SWT) blessed him with outstanding mystical and spiritual powers because what all he did in his life was what pleases Allah (SWT).

Even if the Muslim Ummah is successful in implementing a part of the teachings of scholars, such as Hazrat Sahib, I am sure Muslims will find the direction which is so much lacking and is the root cause of all evils. Once the Muslim world achieve unity amongst them and unfaltering faith in Allah (SWT) and his Prophet (PBUH), it is bound to get united to form the impregnable force that they once were.

I whole heartedly congratulate Brother Prof. Majeed Ullah Quadri for his relentless efforts to remind us about the life of Hazrat Sahib each year and refresh our faith. I pray for your continued success to serve Islam in such a befitting manner."

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 2013ء/ 1435ھ، ص35)

اس مجلّہ میں آخر میں ایک چارٹ دیا گیا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ 2013ء تک دنیا بھر کی مختلف جامعات میں امام احمد رضا کے حوالے سے 47 Ph.D کی اسناد جاری ہوچکی ہیں۔ اس چارٹ میں اسکالر کا نام موضوع پھر نگران تحقیق کا نام اور اس کے بعد جس جامعہ سے Ph.D کی گئی ہے اس کا نام اور جس سال سند کا اجرا ہوا اس کو بھی بتایا گیا ہے۔

30واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1436ھ / 2014ء:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی جانب سے 35ویں سالانہ کانفرنس بعنوان ”امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات اور عصرِ حاضر میں ان کا اطلاق کے“ عنوان پر مورخہ 11 دسمبر 2014ء شیخ زید اسلامک سینٹر کے مرکزی ہال میں منعقد ہوئی تھی جس کے صدارت جسٹس (ر) پروفیسر ڈاکٹر غوث محمد صاحب تھے جو ان دنوں جامعہ کراچی اسکول آف لاء کے ڈائریکٹر تھے جب کہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے پروفیسر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل سعد صاحب تھے جو اقراء یونیورسٹی میں ڈین آف ایجوکیشن اینڈ سوشل سائنسز کے منصب پر فائز تھے۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا جو پچھلے 34 سال سے سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کا اہتمام اسی نام سے کر رہا تھا اس سال فیصلہ کیا گیا کہ خاص ایک عنوان پر کانفرنس کا اہتمام کیا جائے چنانچہ اس سال امام احمد رضا کے نظریہ تعلیم کو عنوان بنایا گیا اور تمام مقالہ نگار حضرات بھی اسی شعبہ سے مدعو کئے گئے اور پیغامات کے سلسلے میں بھی ایجوکیشن کے شعبہ سے وابستہ افراد کو پیغام بھیجنے کے لیے خط لکھا گیا الحمد للہ! ہم کو کامیابی حاصل ہوئی تمام مقالات اس عنوان کے

تحت پڑھے گئے اور پیغامات بھی صاحبان ایجوکیشن کی طرف سے موصول ہوئے جن کے پیغامات حاصل ہوئے ان کے اسماء مبارک ملاحظہ کیجئے:

(۱)۔ مفتی منیب الرحمٰن صدر تنظیم المدارس پاکستان، (۲)۔ پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین نوری ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز جامعہ کراچی، (۳)۔ جناب مشتاق احمد شہبانی ڈائریکٹر بیورو آف کریکولم اینڈ ایکسٹینشن ونگ سندھ، (۴)۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود مشکور رئیس کلیہ نظمیات و تجارت جامعہ اردو، (۵)۔ ڈاکٹر مجیب احمد انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، (٦)۔ پروفیسر ڈاکٹر ناہید ابرار رئیس کلیہ فنون جامعہ اردو، (۷)۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار قریشی، صدر شعبہ مطالعہ مذاہب عالم جامعہ اردو، (۸)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد انور خاں پٹھان، رئیس کلیہ معارفِ اسلامیہ جامعہ سندھ، (۹)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اطہر حسین، ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن عبدالولی خاں یونیورسٹی مردان، (۱۰)۔ پروفیسر محمد افضل صدر شعبہ تعلیم گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج خان پور، رحیم یار خان۔

سب سے پہلے ڈاکٹر محمد اطہر حسن کا انگریزی میں پیغام کا ایک پیراگراف ملاحظہ کریں:

"I feel honored and pleased to know that the 35th Iman Ahmed Raza Conference is being held on December 11, 2014 at Sheik Zayed Islamic Center, University of Karachi. The theme of the conference is "Educational philosophy of Raza and its application in the present time" which seems to be appropriate, relevant and of high impact in the current global

perspective. The scholarly theme of the conference aims to bring writers, academicians, leaders, subject experts, researchers and scholars from various disciplines to sit together at such an esteemed international forum to discuss the universal dimensions of educational philosophy of Imam Ahmed Raza (Rahmatullah Elaih). The existing systems of education all over the world, particularly in Muslim world are confronted with multifaceted challenges in terms of philosophy, sociology. Pedagogy and evaluation in broader terms and specifically it includes ideology, morality, societal structure, methodology, quality, accountability and much more. To address such challenges, education system in the Muslim world needs to be revamped and redesigned. For this, the educational thoughts of Imam Ahmed Raza emerge as a vital source of inspiration which provide comprehensive guidelines to tackle such dilemmas. Imam (Rahamatullah Elaih) wrote more than one thousands highly valuable and authentic books which can be benefited to set the present education system to the right direction."

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1436ھ / 2014ء، ص17)

محترم جناب مشتاق احمد شاہانی کے پیغام میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

"مولانا احمد رضا کی کتب کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خوفِ خدا، حبِ رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ انسان اور کائنات آپ کے فلسفۂ تعلیم

کے کلیدی موضوعات ہیں آپ نہ صرف جید عالمِ دین تھے بلکہ عصری اور سائنسی علوم پر بھی آپ کو مہارت حاصل تھی۔ مولانا کے تعلیمی نظریات کی عصری افادیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ سرکاری کالجز آف ایجوکیشن اور جامعات کے شعبہ تعلیم میں ایم ایڈ اور ایم اے ایجوکیشن کی تکمیل کے لیے 18 اور ایم فل کے لیے دو مقالات تحریر کئے گئے ہیں۔ اس لیے آپ کا شمار ایک ممتاز مسلم مفکر تعلیم میں ہوتا ہے۔ آپ کے تعلیمی نظریات ایک قیمتی اثاثہ ہیں۔ یہ تعلیمی کانفرنس یقیناً ہمارے تعلیمی مسائل کے حل میں ایک سنگِ میل ثابت ہوگی۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،1436ھ / 2014ء، ص9)

پروفیسر ڈاکٹر مسعود مشکور کا پیغام ملاحظہ کریں جس میں آپ نے ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش فرمایا ہے:

"انیسویں صدی میں برٹش گورنمنٹ نے اپنے اقتدار کو استحکام بخشنا چاہا تو عیسائیت کی تبلیغ اور ثقافت کی ترویج کو ضروری سمجھا اور شعبہ تعلیم کو مشرف بہ عیسائیت کرنے کی سوجھی، اس پروگرام کے مضمرات کو موالانا احمد رضا قدس سرہٗ کی دُور رس نگاہوں نے بھانپ لیا اور آپ پوری مجددانہ شان وشوکت حکیمانہ تدبر وفراست کے ساتھ میدانِ عمل میں تشریف لائے اور ہر نام نہاد اصلاحی تحریک اور تقدیر کا اپنی تیغِ قلم سے قلع قمع کیا اور مسلمانوں کی فلاح وکامرانی کو صرف اور صرف غلامی رسول ﷺ سے وابستہ قرار دیتے ہوئے اپنی تعلیمی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے قرآن وحدیث اور ارشاداتِ صلحائے امت پر مبنی نصابِ تعلیم، طرزِ تعلیم اور ذرائع تعلیم کا برملا اظہار فرمایا۔ اس بات کی ضرورت

ہے کہ آج ہم اگر اپنی تعلیمی نصاب میں ان چیزوں کا شاملِ حال رکھیں تو ہمارا معاشرہ اسلامی معاشرہ بن جائے اور اخوت محبت الفت قائم ہو۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،1436ھ / 2014ء، ص10)

پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار قریشی صاحب کا پیغام بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں آپ نے امام احمد رضا کو قرون وسطیٰ کی اک اہم شخصیت قرار دیا آپ رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا خاں صاحب قبلہ نے اسلامی تعلیمات، سیرت طیبہ، علوم وفنون اور سائنسی تحقیق کے فروغ میں بہت نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اگر میں عرض کروں تو غلط نہ ہوگا کہ قرون وسطیٰ کے بعد ایک طویل علمی خلاء کو حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے پُر کیا اور احیائے علوم کا ایک نیا سلسلہ دراز کیا قرآن کریم کا بہترین ترجمہ، بہترین نعتیہ مجموعہ اور فقہی مسائل و فتویٰ نیز فلسفہ و سائنس پر مبنی جتنا ذخیرہ کتب ورسائل کا آپ نے ورثہ چھوڑا ہے ایسی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی جس سے مسلم اساتذہ اور اسکالرز ہر طرح مستفید ہو رہے ہیں"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،1436ھ / 2014ء، ص14)

31واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1437ھ / 2015ء:

36ویں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس بعنوان "تحریکِ پاکستان میں علمائے اہلِ سنّت اور خلفائے اعلیٰ حضرت کا کردار" مورخہ 3دسمبر 1437ھ /2015ء بروز جمعرات شیخ زید اسلامک سینٹر میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی صدارت ممتاز عالمِ دین اور تحریکِ پاکستان اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے کارکن جناب مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب تھے جب کہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے تحریکِ پاکستان کے ایک کارکن خاص، علامہ عبدالحامد بدایونی کے

پرنسل سیکریٹری اور جناح مسلم لیگ کے بانی محترم المقام جناب آزاد بن حیدر صاحب تھے جب کہ اس کانفرنس کے دو اہم اسپیکرز میں جناب اوریا مقبول جان صاحب اور جناب نصرت مرزا صاحب شامل تھے ان کے علاوہ جن اسکالرز نے مقالات پیش کئے ان میں علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب، ڈاکٹر ثاقب محمد خاں بھی شامل تھے۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا اپنی سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر ہر سال ایک مجلہ بنام ''مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس'' کا بھی اجرا کرتا ہے اور اس سال تسلسل کے ساتھ 31واں مجلّہ بھی شائع ہوا جس میں ملک اور بیرون ملک کی علمی شخصیات کے پیغامات بھی شاملِ اشاعت تھے۔ ان پیغامات میں سے چند پیغامات کے اقتباس ملاحظہ کریں:

ادارۂ فروغ قومی زبان حکومت پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل جناب ناصر جمال صاحب اپنے پیغام میں فرماتے ہیں:

''امام احمد رضا خاں نے ایک عظیم مفسر، محدث، فقیہہ اور مدبر رہنما کی حیثیت سے بیسویں صدی عیسوی کے آغاز پر اسلامی حکمت و دانش کی بنیاد پر جدید دور کے لیے اسلامی تاریخ سے کشید کر کے مسلم ثقافت کے عالمی برادری کے اسلامی تصور کا ایسا بیج بویا جو بعد ازاں پاکستان کی صورت میں تناور درخت بنا۔ امام احمد رضا نے قرآن حکیم کے ترجمہ اور فتاویٰ کے ساتھ ساتھ جدید علوم وفنون پر مبنی کم و بیش ایک ہزار تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ ان جملہ تصانیف کے علاوہ امام احمد رضا خاں کی زبان زد خاص و عام نعت گوئی نے نہ صرف عشق مصطفیٰ کو بلکہ اردو زبان کو جدید خطوط پر زبان عامہ بنانے میں بھی اہم کردار ادا

کیا ہے۔ ادارہ فروغ قومی زبان امام احمد رضا خاں کی ان اردو خدمات کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2015ء، ص 12، مطبوعہ کراچی)

ملک کے ممتاز کالم نگار اور ماہنامہ انٹر ایکشن (انگریزی) اور زاویہ نگاہ (اردو) کے چیف ایڈیٹر محترم المقام جناب نصرت مرزا صاحب اپنے پیغام برائے امام احمد رضا کانفرنس میں امام احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"دُنیا میں بہت کم لوگوں کو اللہ یہ استطاعت دیتا ہے جو ایسے لوگوں پر کام جاری رکھتے ہیں اور اُن کے افکار اور کاموں کو لوگوں کے سامنے بار بار لاتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی ہے کہ کوئی بڑا کام کیا ہو جو ہر وقت دین کی خدمت میں مشغول رہے ہوں اور شخصیت بھی ہمہ جہتی ہو، شاعر بھی ہوں، ادیب بھی، مجدد وفقیہہ، مفسر و محدث بھی ہوں۔ میں خود اُن کے ترجمہ قرآن کا مطالعہ کرتا ہوں۔ وہ 1857ء کی جنگ آزادی سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے۔ وہ بڑا پُر اشوب دور تھا۔ اس وقت پاکستان کی ضرورت کو محسوس کرنا اور اس پر باقاعدہ ایک نظریہ تخلیق کرنے کی توفیق امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی جس کی تکمیل میں اُن کے پیروکار بعد میں قائداعظم کی سربراہی میں پیش پیش رہے۔ مغلیہ دور کے خاتمے کے بعد مسلمانوں پر ظلم ڈھائے گئے، اُن کو کم احاطہ تحریر میں لایا گیا مگر یہ سخت جان قوم کہیں سے دبتی ہے تو کہیں سے ابھر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی قوم میں امام احمد رضا، علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کو بھی دس سال کے اندر اندر پیدا کر دیتا ہے۔ ہر ایک اپنی جگہ ایک خاص قسم کا

وصف لے کر پیدا ہوا۔ ایک دینی رہنما، ایک فلسفی و شاعر اور ایک آہنی عزم کا سیاسی لیڈر۔ جنہوں نے خاص مقصد اور کام کو آگے بڑھایا اور ساتھ ساتھ ارتقائی مراحل سے گزر کر بتدریج نظریۂ پاکستان میں رنگ بھرے اور سیاسی جدوجہد کے بعد پاکستان جیسا عظیم ملک حاصل کیا۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2015ء، ص13، مطبوعہ کراچی)

جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کی فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ کے Dean پروفیسر ڈاکٹر ہمایوں عباس اپنے پیغام میں مختلف اسلام دشمن تحریکوں کے خلاف امام احمد رضا کی کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"۱۹۲۰ء میں ہندوستان میں اسلام اور اہل اسلام کو نیست و نابود کرنے والی تحریکیں زور و شور سے پھیلیں اُس وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے جماعت "رضائے مصطفےٰ ﷺ" کے نام سے ایک تحریک کی بنیاد ڈالی۔ اس جماعت نے ہندوستان کے اندر ماضی قریب میں بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2015، ص21، مطبوعہ کراچی)

حضرت علامہ مولانا سید محمد جیلانی اشرفی کچھوچھوی ابن سید ابو محامد اشرف ابن محدث اعظم بانی جامعہ صوفیہ، اسپریچول فاؤنڈیشن درگاہ کچھوچھا شریف اپنے پیغام میں امام احمد رضا کو اس صدی کا Refarmer قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

" امام احمد رضا نہایت پرسوز دل رکھتے تھے۔ محبت الٰہی و عشقِ رسول سے بھرا ظاہر و باطن رکھتے تھے۔ اپنوں کے ساتھ رحمت، غیروں کے ساتھ شدت کا رویہ حکم الٰہی کی روشنی میں ظاہر فرماتے تھے۔ وہ ایک مخلص رِفارمر (Refarmer)

اور مصلح امت تھے، تجدید و احیاءِ دین کا فریضہ انجام دینے کیلئے خالق تعالیٰ نے امام احمد رضا کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2015، ص 15، مطبوعہ کراچی)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مظہری دہلوی علیہ الرحمہ کے جانشین حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد نقشبندی مجددی چیئرمین ادارۂ مسعودیہ کراچی اپنے پیغام میں امام احمد رضا کی سیاسی تدبر پر لکھی جانے والی کتب کا حوالہ دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا نے اپنے رسالہ "المحجة المؤتمنه" میں دو قومی نظریہ کی خوب وضاحت فرمائی ہے۔ ماہر رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تحقیقی مقالہ "فاضل بریلوی اور ترک موالات" میں اُن کے اِن روشن سیاسی افکار کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور امام احمد رضا کے سیاسی تدبر اور فکر ی گہرائی کو احسن انداز میں اُجاگر کیا ہے۔ کولمبیا یونیورسٹی کی ایک فاضلہ ڈاکٹر اوشا سانیال نے بھی اپنے مقالۂ ڈاکٹریٹ میں ان کے سیاسی تدبر کا اعتراف کیا ہے۔ جدید نگارشات میں مولانا جلال الدین قادری اور میاں محمد صادق قصوری کے مقالات کے علاوہ اقبال احمد اختر القادری کے مقالات "معمار پاکستان" اور "احمد رضا بریلوی اور حکومت پاکستان" بھی اس موضوع پر اہمیت کے حامل ہیں"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2015، ص 16، مطبوعہ کراچی)

آخر میں ماہنامہ "اشرفیہ" مبارک پور اعظم گڑھ یوپی انڈیا کے سب ایڈیٹر مولانا محمد طفیل احمد مصباحی صاحب کے پیغام سے ایک اقتباس پیش کر رہا ہوں

جس میں انھوں نے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹر نیشنل کی پچھلی 35سالہ کاوشوں کو سراہتے ہوئے لکھا:

" امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے نام اور کام سے پوری دنیا کو متعارف کرانے میں اس ادارے (ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی) نے قابل ستائش اور لائق تقلید کارنامے انجام دیے ہیں۔ جو کام ہندوستان سے ہونا چاہیے وہ کام پاکستان اور خاص طور سے آپ کے ادارے سے ہو رہا ہے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

امام احمد رضا بریلوی کی فکر و شخصیت حیات وخدمات اور محاسن وکمالات پر تقریبا ایک سو سے زائد مضامین اور آرٹیکل ہندوستان میں میری نظروں سے گزرے ہیں۔ لیکن جب پہلی بار راقم کی نگاہ سے ماہنامہ معارف رضا کراچی پاکستان کی تیس سالہ جلدیں گزریں اور مضامین کی تکرار دیکھنے کو ملی تو مجھے سخت تعجب ہوا اور اس بات کا احساس بھی کہ امام موصوف کی حیات وخدمات پہ لکھی گئی ہندوستانی تحریریں در اصل چبائے ہوئے لقمے ہیں اور یہ تحریریں بہت پہلے "معارفِ رضا" کراچی میں مطبوع ہو چکی ہیں۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی ہمہ جہت خدمات کا میں دل سے معترف اور مداح ہوں"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2015، ص14، مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام اس کانفرنس میں 3 تقاریر بہت اہم تھیں اور یہ تینوں تقاریر کانفرنس کے عنوان کے عین مطابق تھیں اسی تین تقاریر کے مقررین کی اہم ترین گفتگو یہاں نقل کر رہا ہوں اس کی تفصیل آپ ماہنامہ معارفِ رضا شمارہ

جنوری 2016ء میں بھی دیکھ سکتے ہیں سب سے پہلے نصرت مرزا کی ریمارکس ملاحظہ کریں:

"میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ تحریک پاکستان میں اصل جنگ کس نے لڑی تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ جنگ تو حقیقت میں علماء کرام ہی نے لڑی ہے۔ جنگ آزادی 1856ء کے بعد سے لے کر آزادی پاکستان تک برصغیر میں مسلمانوں کی انگریز یا انگریز فوج سے مقابلہ نہ ہوا بلکہ انگریز اور ہندوؤں کی سازشوں کے خلاف علماء کرام نے بالعموم اور امام احمد رضا نے بالخصوص قلمی جنگ سے مسلمانوں کو فتح کی راہ دکھائی۔ امام احمد رضا نے کسی ایک نہیں بلکہ ان کی حیات تک اٹھنے والی تمام اسلام دشمن اور تمام مسلمان دشمن تحریکوں کا بھرپور قلع قمع کیا اور مسلمانوں کی بروقت رہنمائی فرمائی۔ امام احمد رضا نے مسلمانوں کی ایک قوم اور بقیہ تمام غیر مسلموں کو ایک قوم قرار دے کر دو قومی نظریہ کی ٹھوس بنیاد رکھی جس کو بعد میں ان کے خلفاء اور دیگر اہلِ سنّت کے اکابر علماء نے آگے بڑھایا یہاں تک کہ ان کے خلفاء نے "آل انڈیا سنی کانفرنس" کی بنیاد رکھ کر اس کے ذریعہ پورے خطے میں تحریک چلائی اور پھر مسلم لیگ کے لیے لاکھوں ووٹ حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جس کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آیا۔"

(ماہنامہ معارفِ رضا، شمارہ جنوری 2016ء، ص 12-13)

جناح مسلم لیگ کے بانی اور مولانا عبد الحامد بدایونی کے مشیر خاص جناب آزاد بن حیدر نے اپنی گرج دار آواز میں تحریکِ پاکستان کے حوالے سے امام احمد رضا اور ان کے خلفاء پر اظہارِ خیال فرماتے ہوئے فرمایا:

"اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے 1315ھ / 1906ء میں پٹنہ کے اجلاس میں، پھر 1321ھ/1912ء میں رسالہ "تدبیر فلاح و نجات واصلاح" کے ذریعے اور 1339ھ/1920ء میں رسالہ "المحجة المؤتمنه" شائع کر کے مسلمانان ہند میں اسلام کا سچا جذبہ پیدا کیا۔ ادھر 1920ء میں مولانا محمد عبد القدیر بدایونی علیہ الرحمہ نے تقسیم ہند کا تصور پیش کیا اور یہ اس وقت کی بات ہے کہ ابھی ڈاکٹر محمد اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح تقسیم ہند کے تصور کی طرف متوجہ نہ ہوئے تھے لیکن بعد میں قائد اعظم محمد علی جناح اسلام کے علم بردار بن کر ایسے ابھرے کہ دیکھتے دیکھتے پورے ہندوستان پر چھا گئے مگر اس مرحلے پر یہ غور کرنا چاہیے کہ وہ کون سی قوتیں تھیں جس نے ہندوستان میں اسلام کے لیے اور اس دو قومی نظریے کے لیے فضا کو ساز گار بنایا کہ جب انھوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اسلام کا اور پاکستان کا نام لیا تو پورے ہندوستان سے مسلمان لپک پڑے۔ ظاہر ہے کہ اتنی عظیم تبدیلی اچانک نہیں ہو سکتی تھی جب کہ ہندو مسلم اتحاد کے سلسلے میں ماضی قریب میں جو کچھ ہو چکا تھا اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔"

(ماہنامہ معارفِ رضا، شمارہ جنوری 2016ء، ص 15)

آخر میں ملاحظہ کریں اوریا مقبول جان جو وفاق کے کئی محکموں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور پچھلے کئی سالوں سے مختلف T.V چینل کے ٹاک شو میں حقیقت پسندانا گفتگو فرما رہے ہیں پہلے ان کی ایک T.V چینل کی گفتگو کا اقتباس ملاحظہ کریں جو مجھے Whatsapp پر کیپیٹل TV کی ایک Video میں ملا جو غالباً 14/ اگست کے حوالے سے ایک ٹاک شو تھا جس میں پاکستان کی آزادی سے متعلق گفتگو کی گئی تھی خاص کر اس حوالے سے کہ پاکستان کی اس تحریک میں کن

کن علماء کرام کا حصہ ہے تو جو Video کا حصہ مجھے ملا تھا اس میں محترم اوریا مقبول جان صاحب کے علاوہ مودودی صاحب کے صاحبزادے اور ایک دو اور افراد گفتگو میں حصہ لے رہے تھے جس میں کسی نے یہ بھی کہا کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہ تھے اور مجبوری میں ہم یہاں آئے ہیں اور کسی نے کہا کہ اس میں کانگریسی علماء یا دیوبندی علماء کا بھی حصہ ہے اس پر اوریا صاحب کے الفاظ سننے کے قابل تھے آپ نے گرج دار لہجے میں کہا کہ "تم سب جھوٹ بولتے ہو یہ پاکستان کانگریسی علمائے کرام نے نہیں بنایا ہے یہ تو صرف اور صرف بریلوی مکتبہ فکر کے علماء و مشائخ کی کوششوں سے بنا ہے اس میں کیونکہ میرے والد اور دادا شامل تھے جو خود بریلوی فکر کے لوگ تھے انھوں نے اس جدوجہد میں حصہ لیا اور یہ پاکستان ان ہی علماء کی جدوجہد کے باعث آزاد ہوا ہے۔"

(ماہنامہ معارفِ رضا، شمارہ جنوری 2016ء، ص 18)

اوریا مقبول نے ہماری کانفرنس میں بھی امام احمد رضا کے دو قومی نظریہ کو بہت خوبصورتی سے پیش کیا ملاحظہ کریں اس تقریر کا ایک اقتباس:

"اوریا مقبول جان صاحب نے دو قومی نظریہ کی بات کو بھی بہت عمدگی سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ 1926ء کے بعد جب دنیا تقسیم در تقسیم ہو رہی تھی اور یہ تقسیم کہیں زبان کی بنیاد پر کہیں تہذیب کی بنیاد پر کہیں رنگ و نسل کی بنیاد پر ہو رہی تھی اس وقت اس خطے میں ہمارے علماء کرام نے خاص کر علماء اہلِ سنّت اور خلفائے اعلیٰ حضرت نے صرف اور صرف کلمہ کی بنیاد پر اس کی تقسیم کی بات کی کہ یہاں صرف دو ہی گروہ ہیں کہ "حزب اللہ" اور دوسرا "حزب الشیطٰن" یہ وہی دور بینی تھی جس کی ابتداء حضرت مجدد الف ثانی نے کی تھی کہ

یہاں صرف دو قومیں آباد ہیں ایک مسلمان اور دوسری غیر مسلم۔اور یہ ہی نظر یہ امام احمد رضا نے بھی پیش کیا“۔

(ماہنامہ معارفِ رضا، شمارہ جنوری2016ء، ص18)

32واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس1438ھ / 2016ء:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے سالانہ کانفرنس عنوان کے تحت منعقد کرنے کا جو سلسلہ 2014ء سے شروع کیا تھا2016ء کی سالانہ اور تسلسل کے ساتھ 37ویں امام احمد رضا کانفرنس ”مولانا احمد رضا کی ادبی خدمات“ کے عنوان سے پہلی مرتبہ جامعہ کراچی کے آرٹس آڈیٹوریم میں 24نومبر 2016ء شعبہ اردو کے اشتراک سے منعقد ہوئی جس کی صدارت ملک کے معروف ادیب اور نقاد اور جامعہ کراچی کے شعبہ اردو کے سابق صدر محترم المقام پروفیسر سحر انصاری نے کی جب کہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید صاحب نے ڈائریکٹر ریسرچ و پبلی کیشنز رفاعہ انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد اور پروفیسر ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صاحب ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ جی۔سی یونیورسٹی فیصل آباد شریکِ محفل تھے جبکہ مہمانِ مقالہ نگاروں میں پروفیسر ڈاکٹر شاداب احسان سابق صدر شعبہ اردو جامعہ کراچی، پروفیسر ڈاکٹر تنظیم الفردوس صاحبہ صدر شعبہ اردو جامعہ کراچی اور جناب پروفیسر ڈاکٹر کاشف عرفان استاد گورنمنٹ کالج اسلام آباد مدعو تھے۔

اس کانفرنس کے موقع پر متعدد صاحبان علم و دانش نے اپنے پیغامات میں امام احمد رضا کو جو خراجِ عقیدت پیش کیا اور ادارہ کے مساعی کی جو پذیرائی فرمائی ہیں چاہوں گا کہ اس کا اختصار سے ذکر کرتا چلوں۔

پروفیسر خیال آفاقی جو شعبہ اردو گورنمنٹ اسلامیہ کالج کے استاد اور ملک کے ممتاز ادیب ہیں پیغام میں پہلے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان سے متعلق تمام حضرات لائق صد تحسین ہیں جو گذشتہ تین دہائیوں سے امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کرتے آرہے ہیں اور اب ۳۷ویں کانفرنس منعقد کرنے جارہے ہیں۔ ہر چند کہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اس نوع کے اجتماعات کی محتاج نہیں۔ ان کی دینی خدمات اور فکری و ادبی کاوشوں کا چرچا کئی عشروں پر محیط ہے اور فکر رضا کو عالمی سطح پر جانا اور سراہا جاتا ہے۔ عالم اسلام میں جہاں جہاں اہلِ سنّت و جماعت موجود ہیں وہاں امام احمد رضا کا چرچا بھی موجود ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ وہ عارف باللہ اور عاشق رسول ہے جس نے پورے یقین اور وجدان کے ساتھ جس وقت یہ نغمہ سرائی کی ہوگی "رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا" تو لگتا یوں ہے کہ یہ نغمہ زبانِ رضا پر آتے ہی قدرت نے اس مداح رسول کا چرچا بھی لوحِ وقت پر رقم کر دیا تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج چار دانگ عالم میں احمد رضا خاں کا نام ذکرِ رسول کا ایک موثر حوالہ بن چکا ہے۔ لہٰذا مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اپنے کام کے حوالے سے اس قدر بلند اور قد آور ہے کہ ہمارے ضخیم تر مقالے بھی شاید ان کا احاطہ کرنے میں 'کماحقہٗ' کامیاب نہ ہوسکیں۔"

(پیغام، از پروفیسر خیال آفاقی، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء صفحہ 10)

پروفیسر انعام احمد چیئرمین انٹر بورڈ کراچی اپنے پیغام میں رقمطراز ہیں:

"آپ نے اپنی زندگی میں ہر علوم میں اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑی، آپ کی سب سے بڑی ادبی کاوش، ناقابلِ فراموش کارنامہ اور بے مثال تحفہ تو

کنزالایمان قرآن شریف کا وہ واحد اردو ترجمہ ہے جس کو پڑھنے والا ایک الگ ہی دنیا کا مسافر بن جاتا ہے اور عشقِ خدا کی مستی میں سرشار ہو کر وجد کی اس کیفیت میں نہال ہو جاتا ہے کہ اسے صرف خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے سوا دنیا کا کوئی شغل محبوب نہیں ہوتا۔ آپ کی تصنیف میں آپ کا نعتیہ مجموعہ حدائقِ بخشش بھی شامل ہے جس کو پڑھنے والا عشقِ رسول میں تڑپنے لگتا ہے اور خود میرا بھی یہ حال ہے کہ جب میں اعلیٰ حضرت کی کوئی بھی نعت سنتا ہوں یا پڑھتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔"

(پیغام، از: پروفیسر انعام احمد، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء ص 12)

جامعہ ہمدرد کراچی کے شعبہ معارفِ اسلامیہ کے استاد ڈاکٹر محمد عاطف آفتاب، امام احمد رضا کانفرنس 2016ء کے لیے پیغام میں امام احمد رضا کو چودھویں صدی ہجری کا معروف اہلِ قلم قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"سرزمینِ ہندوستان بڑی ذرخیز رہی ہے بڑے بڑے نامور اہلِ علم اور اربابِ فکر و دانش یہاں پیدا ہوئے اور عالمِ اسلام میں نام پیدا کیا۔ ان ہی نامور شخصیات میں ایک مولانا احمد رضا خان حنفی ہیں، جو چودھویں صدی ہجری کے معروف اہلِ علم افراد میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خان نے پچاس (۵۰) سے زائد علوم فنون میں اپنے رشحاتِ قلم یادگار چھوڑی ہیں ان میں مشہور و معروف فتاویٰ رضویہ، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن اور جد الممتار علی رد المحتار جیسی چوٹی کی تصنیفات شامل ہیں۔"

(پیغام، از: ڈاکٹر عاطف آفتاب، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء صفحہ 15)

شعبہ عربی و علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے استاد پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان شاہ نے امام احمد رضا کے فتاویٰ کو مستند فقہی دستاویز قرار دیتے ہوئے لکھا:

"فتاویٰ رضویہ ایک مستند فقہی دستاویز کی حیثیت سے اپنا منفرد مقام رکھتا ہے۔ آپ نے مسائل کے حل میں قرآن وحدیث سے استنباط اور پیش روفقہا کی آراء سے اکتساب کرتے ہوئے نہایت جامع فتاویٰ دیئے ہیں کہ قاری ان کی تبحر علمی کا معترف ہو جاتا ہے۔ بعض فتاویٰ اس قدر طویل ہیں کہ علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہوسکتے ہیں۔ فقہ حنفی سے تعلق کے باوجود انہوں نے بعض اوقات اپنی اجتہادی آراء بھی پیش کی ہیں۔ یوں یہ فتاویٰ علوم نقلیہ و عقلیہ پر ان کی کامل دسترس کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اسے مذہبی اور علمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔"

(پیغام، از: ڈاکٹر محمد سلطان شاہ، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء صفحہ 17)

پروفیسر ڈاکٹر نذر عابد صدر شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ نے اپنے پیغام میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی کاوشوں کو سراہاتے ہوئے جو خراج تحسین پیش کیا وہ ان الفاظ میں ہے:

"ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان حسبِ معمول اس سال بھی برّصغیر کی نابغہ روزگار شخصیت حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ادبی خدمات کے حوالے سے ایک روزہ کانفرنس کا انعقاد کررہا ہے۔ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی جیسی باکمال ہستی کے افکارِ عالیہ کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی برسوں پر محیط خدمات بلاشبہ لائقِ صد تحسین ہیں۔

اس ادارے نے حضرت احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے دینی و علمی کارناموں کی قومی و بین الاقوامی سطح پر عوام النّاس تک پہنچانے میں مشنری جذبے سے کام کیا ہے۔ اس حوالے سے ادارے کا تحقیقی مجلّہ، معارفِ رضا خاص طور پر تعریف و توصیف کا مستحق ہے، جس میں باقاعدگی سے ملکی و غیر ملکی مقتدر علمی شخصیات کے مضامین و مقالہ جات شائع ہوتے رہتے ہیں جو فکرِ رضا کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس وقیع مجلّے کا ہر شمارہ تحقیق و تنقید کے بلند معیار کا نمونہ پیش کرتا ہے۔"

(پیغام، از: ڈاکٹر نذر عابد، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء صفحہ 16)

اس سال امام احمد رضا کانفرنس 2016ء جو امام احمد رضا خاں کی ادبی خدمات کے عنوان سے منعقد کی گئی، انڈیا سے بھی کئی اہلِ قلم نے اس موضوع پر کانفرنس کا انعقاد کرنے پر نہ صرف مبارک باد دی بلکہ خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے قلم کا سہارا لیتے ہوئے اپنے انداز میں خراجِ عقیدت پیش کیا ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی مالیگاؤں۔ انڈیا سے اپنے پیغام میں لکھتے ہیں:

"ایک عرصۂ دراز تک امام احمد رضا قادری برکاتی کی تحقیقاتِ علمیہ پردۂ خفا میں تھیں۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی اس لحاظ سے بے پناہ ستایش کا مستحق ہے کہ اس نے رضویات کے حوالے سے عالمی منظر نامے پر بڑے گہرے اور اجلے نقوش مرتب کیے ہیں۔ رضویات کے مختلف النوع گوشوں کو خالص سنجیدہ اور علمی انداز میں اجاگر کرنے کے لیے ادارہ کی خدمات ہر اعتبار سے لائقِ تحسین ہے۔"

(پیغام، از: ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء صفحہ 13)

حضرت علامہ مولانا محمد طفیل احمد مصباحی سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور انڈیا اپنے پیغام میں رقمطراز ہیں:

"رضویات کے حوالے سے ادارہ کی ہمہ جہت خدمات قابلِ قدر اور لائق تقلید ہیں۔ آج جبکہ اقبالیات، غالبیات وغیرہ پر تحقیق وریسرچ کا کام منظم طریقے سے انجام دیا جارہا ہے۔ اس تناظر میں "رضویات" کے حوالے سے سب سے زیادہ منظم طریقہ سے عالمی سطح پر "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا" اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔

افکارِ رضا کی ترویج و اشاعت میں اس کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مجددِ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرّہٗ کی فکر و شخصیت پر جتنا زیادہ کام پاکستان میں ہوا اور ہو رہا ہے، وہ انڈیا میں نہیں ہو سکا۔"

(پیغام، از: محمد طفیل احمد مصباحی، انڈیا، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء صفحہ 9)

اسی طرح القلم فاؤنڈیشن سلطان گنج پٹنہ بہار۔ انڈیا کے بانی محترم المقام ڈاکٹر امجد رضا امجد اپنے پیغام میں ادارہ کی قلمی خدمات کو سراہتے ہوئے نہایت خوبصورت الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"رضویات پہ تحقیقی واشاعتی کام کرنے والے عالم گیر شہرت کے حامل "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی" اور اس کے ماہنامہ وسالنامہ مجلہ "معارف رضا" کے حوالہ سے کچھ کہنا "عیاں راچہ بیاں" کے مصداق ہے، یہی وہ ادارہ ہے جس نے رضویات کو ایک علمی شعبہ کے نام سے متعارف ہی نہیں مقبول عام بنایا، رضویات کے مخفی خزانہ سے اہل علم کو روشناس کرایا، محققین کے نئے چہرے سامنے آئے، پرانے ماخذ اور نئے حقائق منظر پہ آئے اور پھر علمی دنیا ایک ایسے

دبستان علم و فن سے متعارف ہوگئی جہاں اس کے لئے وہ سب کچھ تھا اور ہے جو اوروں کے یہاں خال خال نظر آتا ہے۔"

(پیغام، از: ڈاکٹر امجد رضا امجد، بہار انڈیا، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء صفحہ 14)

نوری مشن مالیگاؤں انڈیا کے انتہائی قابل احترام شخصیت جناب مولانا عتیق الرحمٰن رضوی نے اپنا طویل پیغام بعنوان "چمکنے لگا سنیت کا ستارہ" کے عنوان سے ارسال کیا جس میں آپ نے کئی پہلو سے ادارہ کی کارکردگی کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے اس کا ایک پیراگراف ملاحظہ کیجئے:

"ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی 36 سالہ خدمات اپنی مثال آپ ہیں، اس ادارے نے رضویات کے حوالے سے جو خدمات انجام دیں، وہ رضویات کے فروغ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔۔۔ چھتیس برس سے ہر سال عالمی محققین، اہلِ علم و دانش اور مختلف شعبہ جات کے ماہرین کو مدعو کرکے ان سے امام احمد رضا پر تحقیقی، علمی گفتگو و لیکچرز کا اہتمام و مقالات تحریر کروائے۔۔۔ امام احمد رضا کی حیات و خدمات پر اور امام احمد رضا کی تصانیف کی اشاعت نیز عالمی جامعات، ماہرین علوم و فنون و لائبریریوں میں اس کی ترسیل سے اہل علم طبقہ میں امام احمد رضا کا علمی تعارف پیش کیا۔۔۔"

(پیغام، از: عتیق الرحمان انڈیا، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء صفحہ 18)

(ماہنامہ معارفِ رضا، شمارہ دسمبر 2016ء، ص 2-5)

33واں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1439ھ / 2017ء:

38ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس بعنوان "ماہرِ سماجی علوم امام احمد رضا کے سیاسی افکار، اثرات اور اطلاق" مورخہ 9 نومبر 2017ء بروز جمعرات جامعہ

کراچی کے آرٹس آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی یہ کانفرنس اس سال کلیہ سماجی علوم کے اشتراک سے منعقد کی گئی تھی جس کی صدارت محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر اختر بلوچ صاحب وائس چانسلر بینظیر بھٹو یونیورسٹی لیاری کراچی نے فرمائی جب کہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے جامعہ کراچی کے رئیس کلیہ سماجی علوم پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری صاحب شریکِ کانفرنس تھے جب کہ مقالہ نگار حضرات میں (۱)پروفیسر ڈاکٹر مجیب احمد صدر شعبہ تاریخ اسلام اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد، (۲)پروفیسر ڈاکٹر وسیم الدین صاحب صدر شعبہ بین الاقوامی تعلقات جامعہ اردو،(۳)پروفیسر ڈاکٹر حافظ سہیل شفیق صاحب استاد شعبہ تاریخِ اسلام جامعہ کراچی، (۴)جناب ڈاکٹر محمد یونس قادری چیئرپرسن شعبہ سیاسیات علمہ یونیورسٹی اور (۵)علامہ مفتی عبدالرحمان قادری شرعی ایڈوائزر یو۔بی۔ایل امین نے اپنے اپنے مقالات پیش کئے۔

اس موقع پر اس سال مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کے لیے جن شخصیات نے پیغامات ارسال کئے ان میں نمایاں نام مندرجہ ذیل ہیں: (۱)پروفیسر ڈاکٹر اختر بلوچ وائس چانسلر بینظیر بھٹو شہید یونیورسٹی لیاری، (۲)پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال چودھری ڈائریکٹر H.E.J جامعہ کراچی، (۳)پروفیسر ڈاکٹر فہیم الدین رجسٹرار جامعہ اردو، (۴)پروفیسر ڈاکٹر ضیاالدین ڈین فیکلٹی آف آرٹس اردو یونیورسٹی، (۵)پروفیسر ڈاکٹر محمد طٰہٰ صدر شعبہ عمومی تاریخ جامعہ کراچی، (۶)پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال وائس چانسلر وفاقی اردو یونیورسٹی۔

سب سے پہلے پروفیسر ڈاکٹر اختر بلوچ کا پیغام ملاحظہ کریں:

اُنیسویں صدی عیسوی علمی اور تہذیبی سطح پر پوری دُنیا کے لیے انقلابات کی صدی ہے۔ مشرق اور مغرب کے درمیان آج جو تفریق دِکھائی دیتی ہے اس کی بنیاد بڑے پیمانے پر اسی صدی میں پڑی۔ اگرچہ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے کہ اس تفریق کے آثار اس سے قبل کی تین صدیوں میں نمودار ہونے لگے تھے۔ اہلِ مغرب نے سولہویں صدی عیسوی سے علم وحکمت کے جس چراغ کی لَو سے ظلمتِ دیرینہ کو شکست دینے کا خواب دیکھا تھا اس کی تکمیل کی کئی صورتیں اُنیسویں صدی میں سامنے آئیں۔ اس کے مقابلے میں مشرق کو اپنے علمی، سیاسی اور تہذیبی امکانات کی ممکنہ صورت گری کے بعد ٹھہراؤ اور جمود کا سامنا بھی اسی عرصے میں کرنا پڑا۔ اس جمود نے بعد ازاں مشرق کو کئی اطراف سے زوال آمادہ کرنا شروع کیا۔ اُنیسویں صدی میں مشرق، خصوصاً اہلِ ہندوستان کو جس سیاسی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اس کے پس منظر میں تہذیبی اور علمی ہزیمت کے بھی کئی پہلو تھے۔ ہزیمت وشکست کے اس لمحے کو بعض اہلِ نظر نے کچھ پہلے سے بھانپ لیا تھا اور سماجی وثقافتی موضوعات پر ردّعمل کے ذریعے اپنی انفرادی کوششیں رقم کرنا شروع کردی تھیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں شاہ ولی اللہ دہلوی کی علمی اور فکری کوششوں کو اس ضمن میں خصوصی اہمیت حاصل ہے اور سیاسی لحاظ سے جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کو اس ضمن میں ایک بلند آہنگ ردّعمل قرار دیا جاسکتا ہے۔ بدقسمتی سے اس جنگ میں ناکامی نے ہندوستانی مسلمانوں کی بقا کو شدید خطرات سے دوچار کیا۔ ان خطرات سے نمٹنے کے لیے ہندوستان کے طول وعرض میں ایک طویل فکری جدوجہد کا آغاز ہوا۔ اس فکری وتہذیبی جہد وعمل کے راستے پر جن اکابرین وزعماء نے بہت دوٹوک اور واضح

لائحہ عمل ترتیب دیا ان میں سے ایک جناب مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ فاضل بریلوی ایک عالم دین اور مفکّرِ اسلام ہونے کے علاوہ اعلیٰ پایے کے نعتیہ شاعر اور عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ لیکن اہلِ علم جانتے ہیں کہ فاضل بریلوی ایک جامع حیثیات شخصیت کے مالک تھے جنہوں نے اپنے علمی، ادبی، فکری اور تہذیبی خدمات کے ساتھ ساتھ اصلاحِ معاشرہ کی کوششوں میں بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے اس سال اعلیٰ حضرت کے ۳۸ویں عرس کے موقع پر اپنی کانفرنس کا موضوع "ماہر سماجی علوم امام احمد رضا خاں کے سیاسی افکار اثرات اور اطلاق" رکھا ہے میری جانب سے ادارے کے سرپرستان، منتظمین اور کارکنوں کو تہنیت اور دِلی مبارک باد۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2017ء، ص5)

جامعہ اردو کے رجسٹرار اور کراچی یونیورسٹی کے سابق رجسٹرار پروفیسر ڈاکٹر فہیم الدین نے جو پیغام بھیجا اس کو بھی ملاحظہ کریں:

"یہ امر میرے لیے انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹر نیشنل کی اڑتیسویں (38^{th}) سالانہ کانفرنس "بیادِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی" منعقد ہو رہی ہے۔ ہر بڑی شخصیت اپنے نام اور کام سے پہچانی جاتی ہے۔ یقیناً عالم اسلام اور عالم اقوام، دونوں میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے علمی اور دینی کاموں کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ کے کارناموں کو بیان کرنے کے لیے کئی جلدیں درکار ہیں اور یہ کام کرنے کے لیے کئی سال درکار ہوں گے۔ مجھے حیرت اس بات کی ہوتی ہے کہ تقریباً پینسٹھ (65) سال میں آپ نے

ایک ہزار کے لگ بھگ کتابیں تحریر کی ہیں۔ اگر کوئی ریاضی دان اس عرصے کا شمار کرے تو میرے ناقص اندازے کے مطابق ہر آدھے گھنٹے کے بعد حضرت مولانا نے ایک کتاب ضرور تحریر کی ہو گی۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے صدر مولانا وجاہت رسول قادری اور جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور ان کے جملہ رفقائے کار کو مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کی اشاعت پر دل کی گہرائیوں کے ساتھ قلبی مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سید الانبیاء حضور اکرم ﷺ کے طفیل اس ادارے کی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین!"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2017ء، ص 7)

پروفیسر ڈاکٹر راشدہ قاری صاحبہ جو حکیم قاری احمد پیلی بھیتی کی صاحبزادی ہیں اور ان دنوں جامعہ کراچی میں انسٹی ٹیوٹ آف میرین سائنسز کی ڈائریکٹر بھی ہیں اپنے تفصیلی پیغام میں امام احمد رضا کی دینی و ملی خدمات پر اظہارِ خیال فرمایا ساتھ ہی اپنے خاندان کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے تعلق کا بھی ذکر کیا ہے ملاحظہ کریں پیغام کا وہ حصہ جس میں آپ نے اپنے خاندان کا اعلیٰ حضرت کے ساتھ تعلق بیان کیا ہے:

"مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی کی صاحبزادی ہونے کے وجہ سے مجھے بچپن ہی سے حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی سے ایک خاص لگاؤ اور انسیت ہے۔ چونکہ میرے دادا مولانا عبدالاحد پیلی بھیتی اپنے دور کے ممتاز محدث مولانا وصی احمد محدث سورتی (بانی مدرسۃ الحدیث، پیلی بھیت) کے صاحبزادے اور حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے شاگرد و خلیفہ تھے۔ مولانا

عبد الاحد کو ان کے مخصوص اندازِ خطابت اور شعلہ بیانی کی وجہ سے امام احمد رضا خاں بریلوی نے سلطان الواعظین کا خطاب بھی مرحمت فرمایا تھا۔ میرے والد صاحب نے سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی از الحاج مانا میاں پیلی بھیتی بھی مرتب فرما کر شائع کی تھی۔ جسے پڑھنے کا مجھے بھی شرف حاصل ہوا۔

علمائے کرام اہلِ سنّت وارث علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ ان علماء اہلِ سنّت میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک نام ہے۔ آپ کی ذات اقدس سے شاید ہی کوئی اہلِ اسلام ہو جو واقف نہ ہو۔ آپ سچے عاشقِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجدد مفسر تھے۔ حضور ﷺ سے عاشقی اس حد درجہ تھی کہ اس سلسلہ میں آپ نے خود ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میرے دل کے اگر دو ٹکڑے کئے جائیں تو ایک پہ لاالٰہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہو گا"۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2017ء، ص10)

جامعہ کراچی کے شعبہ عمومی تاریخ کے صدر نشین پروفیسر ڈاکٹر محمد طٰہٰ جامعہ کراچی کے ایک انتہائی متحرک پروفیسر ہیں اور جامعہ کراچی کی فلاح وبہبود کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور جامعہ کے اساتذہ کے لیے بھی بڑی جانفشانی سے ان کے بہبود کے لیے سرگرمِ عمل رہتے ہیں آپ نے پہلی مرتبہ امام احمد رضا کے حوالے سے ایک انتہائی موضوع پیغام ارسال کیا جس میں امام احمد رضا کی خدماتِ جلیلہ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا سے جاری کردہ معارفِ رضا کی بھی انہوں نے اپنے الفاظ میں تعریف فرمائی ہے ملاحظہ کیجئے ان کا پیغام جو انگریزی زبان میں ہے:

“Research and particularly ecclesiastical research requires extreme cautious as it does influence the large number of believers and other prospective researchers working on comparative religions. Religious research has tremendous potential to alter the old axioms, like the Martin Luther’s studies provoked him to confront with the practicing beliefs of catholic Christianity and gave birth to new school of thought ‘Protestantism’. Whatever the beliefs of all religions and school of thought, some inferences are found common that is, human dignity, peace and love among people. Hate, coercion, injustice are clearly rejected in all religion without single iota of doubt. Number of religious publications is promoting humanitarian ideas. Among so many such academic initiatives, monthly magazine Maa’rif-e-Raza is a brilliant effort made by the Raza Research Institute.

Maa’rif-e-Raza teaches human dignity, peace and love among people which must be derived from the core of the teaching of Imam Ahmed Raza and other Imams too. Being a part of Pakistani society masses are directly or indirectly influenced by written and oral statements of clerics and academicians. Therefore before publication it is extremely important to look into the content and narrative. In this monthly magazine I noticed that references are meticulously scrutinized and arguments and narrative are clearly pro-humanity. The presentation of spirituality is also non-confrontational in this magazine. I would fairly comment that the magazine

provides enough material to transform anger into calm, hate into love and war into peace.

Another important aspect that I noticed is its simplicity in presentation. It is generally observed that popular magazines use expensive material for publication, glace or expensive paper, colorful pictures and sharp ink. Maa'rif-e-Raza's simplicity is the strength of this magazine that demonstrates the purpose and target are more important than surface ostentation. Its academic output places it par excellence than the popular expensive magazines. The message it generates is the need of time in the growing extremism in all societies. Maa'rif's fundamental purpose is to nurture a tolerant society through unbiased research and writing.

One last observation and I am done. The title of the magazine 'Maa'rif-e-Raza it self thought provoking which contains multi-dimensional streams of thought. This is my humble opinion that in promoting research on peace and humanity, if references from literature of different religions may also be included it would be more effective and appealing to non-muslims also.

I congratulate the editor and the editorial team for a much-needed initiative not only in the realm of academic research but also for the society at large."

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2017ء، ص 11)

آخر میں ملاحظہ کریں وفاقی اردو یونیورسٹی کے صدر شعبہ مطالعہ پاکستان پروفیسر ڈاکٹر اسمٰعیل موسیٰ صاحب کا پیغام جو انہوں نے کانفرنس کے عنوان کے حوالے سے ارسال کیا تھا:

”برصغیر پاک وہند کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ کچھ شخصیات ایسی گزری ہیں جنہوں نے تاریخ کا رخ موڑ دیا اور آج بھی عوام الناس ان کی خدمات کی نہ صرف معترف ہیں بلکہ انہیں اپنا رول ماڈل تصور کرتے ہیں اگر ان شخصیات کی فہرست مرتب کی جائے تو اس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب سر فہرست نظر آتے ہیں۔ وہ نہ صرف سچے عاشق رسول ﷺ اور غلام اہل بیت تھے بلکہ سیاسی طور پر بھی ان کی تعلیمات نے جدوجہد آزادی میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے قائم کئے گئے مدرسے کے فارغ التحصیل طلباء نے تحریک پاکستان میں جو قربانیاں دیں وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے وہ ہر اس تحریک، جدوجہد اور مطالبے کی مخالفت کرتے تھے جس میں ہندوؤں اور ان کی سیاست شامل تھی انہوں نے تحریک خلافت کی مخالفت صرف اس وجہ سے کی کہ اس میں ہندو شامل تھے وہ جانتے تھے کہ ہندو کبھی بھی مسلمانوں کے ہمدرد نہیں ہوسکتے انہیں جب بھی موقع ملے گا وہ مسلمانوں کو دھوکا دے جائیں گے اسی طرح جب ابوالکلام آزاد اور دوسرے کانگریسی علماء نے ہندوستان کو ”دارالحرب“ قرار دے کر ہجرت کا فتویٰ دیا تو آپ نے اس کی شدید مخالفت کی، کیونکہ اس سے صرف ہندوؤں ہی کو فائدہ پہنچنا تھا۔ مشہور مؤرخ میاں عبد الرشید تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب کا سب

سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے میدانِ سیاست میں نیشنلسٹ مسلمانوں کی سخت مخالفت کی یہ وہ لوگ تھے جو ہندو مفادات کو تقویت پہنچا رہے تھے۔

حضرت فاضلِ بریلوی کا واضح موقف تھا کہ کافروں اور مشرکوں سے مسلمانوں کا ایسا اشتراک نہیں ہو سکتا جس میں مسلمانوں کی حیثیت ثانوی ہو۔ انہوں نے گاندھی اور دوسرے ہندوؤں کو مساجد میں لے جانے کی مخالفت کی کیونکہ قرآن پاک کی رو سے مشرکین نجس اور ناپاک ہیں۔ آپ قائد اعظم کی طرح تحریک عدم تعاون اور تحریک ہجرت دونوں کے مخالف تھے کیونکہ یہ تحریکیں مسلمانوں کے مفادات کے منافی تھیں۔

حضرت امام احمد رضا کا ایک اہم کارنامہ جو عموماً عام قارئین کی نگاہوں سے او جھل رہا ہے وہ رد قادنیت ہے انہوں نے اس دور کے ایک اہم فتنے جو مرزا احمد قادیانی کی شکل میں ظاہر ہوا جسے انگریزوں کی حمایت حاصل تھی اس جانب بھرپور توجہ دی انہوں نے مسلمانوں کو اس فتنے سے بچانے کے لئے تحریر و تقریر دونوں سے کام لیا اور قادیانی کو پُر زور الفاظ میں مرتد اور کافر قرار دیا۔ اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ قادیانیت کے فتنے کے خاتمے کی جو شمع مولانا نے جلائی تھی اس کی تکمیل 1973ء میں مولانا شاہ احمد نورانی کے ہاتھوں ہوئی جب انہوں نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی قرار داد منظور کرائی اور اسے مملکت خداداد پاکستان کے آئین کا حصّہ بنایا۔

میں صدر ادارہ سید وجاہت رسول قادری صاحب، جنرل سکریڑی ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب اور ان تمام حضرات کو جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا سے وابستہ ہیں انہیں مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں جو امام احمد رضا خاں صاحب کی جلائی

ہوئی شمع کو روشن رکھے ہوئے ہیں اور ان کا پیغام اور تعلیمات عام کرنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کر رہے ہیں افکارِ رضا کی ترویج واشاعت میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔"

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2017ء، ص12)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا اس سال اپنی 39ویں سالانہ کانفرنس کا انعقاد 28مارچ 2019ء میں کرنے کا ارادہ رکھتا ہے یہ کانفرنس امام احمد رضا کے 100ویں یوم وصال کے موقع پر کی جارہی ہے اس لیے اس کو شایانِ شان طریقے سے منعقد کرنے کے لیے ہماری کوشش ہے کہ کسی اچھے ہوٹل میں منعقد کریں اور پاکستان کے ممتاز اسکالرز کو مدعو کریں اس موقع پر بھی مجلّہ امام احمد رضا کی اشاعت ہوگی جس میں ممتاز شخصیات کے پیغامات شاملِ اشاعت ہونگے۔

مسودہ دیجیے — کتاب لیجیے

نہ کمپوزنگ/کتابت کی پریشانی، نہ تصحیح در تصحیح کا جھنجٹ

دنیا بھر کے علماء و مشائخ اہل سنت اور اہل قلم و محققین کے لیے

کتاب چھپوانا ہوا نہایت آسان

جی ہاں!

آپ دنیا میں کہیں بھی ہوں، اپنی تصنیف، تالیف، دیوان، شجرہ، سفرنامہ، یادداشتیں، اپنے اسلاف کے حالات اور خاندان کی دینی وعلمی خدمات پر مبنی کسی بھی کتاب/ رسالے کا مسودہ اور متعینہ اخراجات ہمیں بھیج دیں ہم آپ کو پوری کتاب تیار کر کے دیں گے

المختار پبلی کیشنز، کراچی

23۔جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی، پاکستان

فون:021-32725150، واٹس ایپ:9205511 303 92+

imamahmadraza@gmail.com